ہجرت کے تماشے

(ڈرامے)

جاوید دانش

رنگ منچ، کینیڈا

o جاویددانش

HIJRAT KE TAMASHAY
(a collection of Urdu Plays)
JAWAID DANISH

1999

جملہ حقوق محفوظ

انڈین ایڈیشن
۱۹۹۹
پرنٹ ویل آفسیٹ، کلکتہ
قیمت
۱۲۵ روپے
(دس ڈالر)
ناشر : رنگ منچ کینیڈا

__________ ملنے کے پتے : __________

Hanafi Trust
C/o J. Danish
14/11, Jhowtalla Road, Calcutta - 17 (India)

Rang Manch
C/o Uzma Danish
1574 Major Oaks Road
Pickering-ONT-L1X 2J7
Canada
Phone : 905-426 5688
Fax : 905-4265714

ISBN 969 - 480 - 018 - 8

ان ڈراموں کو اسٹیج، نشر یا ترجمہ کرنے کے لیے مصنف کی تحریر
اجازت ضروری ہے!

نام	جاوید دانش
والد کا نام	محمد حنیف اسیرؔ (مرحوم)
پیدائش	۶ نومبر ۱۹۵۴ کلکتہ
تعلیم	بی اے (آنرز۔انگلش) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
پتہ	1574 Major Oaks Road Pickering. ON. L1X2J7 Canada Phone : 905 426 5688 Fax : 905 426 5714

اعزازات

نیویارک ڈرامہ فیسٹیول		1983
یوپی اُردو اکاڈمی	لکھنو	1983
مغربی بنگال اُردو اکاڈمی	کلکتہ	1984
نیویارک ڈرامہ فیسٹیول		1985
مغربی بنگال اُردو اکاڈمی		1989
مغربی بنگال اُردو اکاڈمی		**2000**

انتساب!

شَــریـکِ سَــفَــر

عظمیٰ

کــــے نــــــام!

جاوید دانش : اُردو ڈرامہ کے اس منچلے مجاہد کا نام شعروادب کے حوالے سے نیا نہیں۔ وہ حرف نگار ہے' شاعر ہے' ادیب ہے' مترجم اور معروف سفر نامہ نگار ہے۔

جاوید دانش کو پڑھنے کے بعد وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اس کی تحریر میں بانکپن ہے۔ طنز کی چاشنی ہے' کہیں تیکھی' کہیں ہلکی ہلکی سی' مگر اپنے کیف وکم اور رمز آفرینی میں زندگی آموز اور زندگی آمیز۔ وہ مسائل ومعاملات کے انتخاب واظہار میں نڈر اور بیباک ہے۔ ڈراما نگاری کے دشوار صورتِ فن کی ذمہ داریوں سے بخوبی آگاہ ہے اور اس کے منصب ومقصد کا پاسدار نگہ دار ہے۔ اس نے اپنے ڈراموں میں جوش وجذبے کو اس طرح تہذیب کیا ہے کہ ڈراموں کی تفہیم (Theme) یا ان کا مرکزی خیال بیجا جوش وخروش سے مجروح نہ ہونے پائے۔

جاوید دانش کے ''ہجرت کے تماشے'' میں کل پانچ ڈرامے شامل ہیں' جن میں تکرار یا ہر پھر کر' کینیڈا میں رہنے بسنے والی ایشیائی قومیتوں کی زندگی کے مختلف النوع مادّی' ذہنی' تمدنی اور رُوحانی الجھنوں کی تمثیل کشی کی گئی ہے مگر ان سب کا عمومی موضوع ہجرت یا نقل مکانی سے پیدا شدہ وہ اہم مسائل ومعاملات ہیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ ان کی معاشی' معاشرتی اور اخلاقی اقدار پر منفی یا مثبت اثرات مرتب کر رہے ہیں۔

جاوید دانش کی اس کتاب ''ہجرت کے تماشے'' میں شامل پانچوں ڈرامے مخصوص کرداری مطالعے اور مخصوص موضوعی عناصر یعنی ہجرت کے کرب وآگہی سے مل کر تشکیل پاتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات از بسکہ ضروری ہے کہ انہیں اسی ذہنی فضا وآب وہوا کی روشنی میں دیکھا جائے جس میں ڈھل کر یہ ہمارے آپ کے سامنے آئے ہیں۔ اگر یہ بنیادی عناصر پیش نظر رہیں تو یہ ڈرامے تفنن طبع کا سامان فراہم کرتے ہوئے' دعوتِ فکر دیتے ہیں اور ان کی نکتہ نوازی وہ حرفِ راز سمجھاتی ہے جو یوں تو ڈرامے کی بنت وہیئت میں دیکھنے کو موجود نہیں مگر ہر سچے اور اچھے فن پارے میں بین السطور مجلّہ نشیں ہوا کرتی ہے۔

اکرام بریلوی

ٹورانٹو/کینیڈا

فہرست

پیشِ لفظ ــــ	زندگی ایک ڈراما ہی تو ہے!	۷
ڈراما ــــ	ہجرت کے تماشے	۹
ڈراما ــــ	کنوارے بھلے	۲۵
ڈراما ــــ	بڑا شاعر چھوٹا آدمی	۵۱
ڈراما ــــ	عید کا کرب	۷۰
ڈراما ــــ	اندھی مامتا	۸۳
اِنٹرویو ــــ	ہر آزادی کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے	۹۵

پیش لفظ

زندگی ایک ڈرامہ ہی تو ہے!

کیا ڈرامہ ـــــ کوئی بھی ڈرامہ محض خواب وخیال کی دنیا پیش کرتا ہے؟ کیا ایک حقیقی ناٹک یا تماشہ، جس کا اختتام کوئی تاثر نہیں پیش کرتا؟ ـــــ نہیں! میرے خیال میں ہر سنجیدہ اور اچھے ڈرامے کے اختتام پر سحر زدہ یا شدتِ جوش یا جذبات سے مغلوب قاری تالیاں پیٹ کر ایک نمایاں مسرت کا اظہار کرتا ہے ـــــ اسے کبھی کبھی یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ وہ کسی خواب سے بیدار ہوا ہے، وہ خواب جو اس کے یا اس جیسوں کے بارے میں تھا۔

اسے خیالی پیکر ـــــ فریبِ خیال، تصوراتی ـــــ یا ہوا میں معلق بے اعتباری یا پھر شعور اور آگہی کی اعلیٰ کیفیت کہہ لیجئے، ڈرامہ عقل وفہم سے بالاتر تجربہ ہے! یہ ایک طرح کا علامتی سفر ہے۔ کسی مقدس اقلیم میں ـــــ ایک بصیرت اور معنی سے بھرپور دنیا کا سفر ـــــ انسانیت کو سمجھنے اور انسانی رشتوں کا سفر!

جب ہم تھیٹر سے رُخصت ہوتے ہیں تو خود کو آڈینس کے دیگر افراد سے زیادہ قریب محسوس کرتے ہیں، کیونکہ اس تجربے میں وہ ہمارے ہمسفر تھے۔ ہم بڑی گہری نظر اور باریکی سے اسٹیج پر ہونے والے واقعات اور کرداروں کو دیکھتے ہیں جو ہم میں سے ہو کر بھی ہم سے کتنے مختلف لگتے ہیں! ان کی زندگی اور کردار ہم سے زیادہ حساس، مرکزِ نگاہ، مرصع، آسودہ اور مکمل لگتی ہے! اسٹیج کے اس سفر سے ہمارے اندر غم گساری اور انسان دوستی کی صلاحیت اُبل پڑتی ہے، ہم خود کو زیادہ مہذب تصور کرنے لگتے ہیں۔

اسٹیج خواہ تصوراتی بہشت لگے ـــــ مگر اس حیرت انگیز بستی میں آنسو اور مسکراہٹ، غم اور غصہ، خوشی اور قہقہے، جذبات اور جدو جہد، بہادری اور بزدلی، امارت اور غریبی، سبق اور عبرت، غرض زندگی کی ہر اُمنگ موجود ہوتی ہے ـــــ ڈرامہ ہو یا کوئی اور فنونِ لطیفہ وہ اپنے فن کار کے وقت اور حالات کا آئینہ ہوتا ہے! اِس تمام آئینہ داری کے باوجود اسٹیج کے باہر کی دنیا مختلف ہوتی ہے، حالانکہ ہم میں سے ہر ایک کسی اداکار کی طرح روزمرہ کی زندگی میں دانستہ یا نادانستہ طور پر اداکاری کرتا رہتا ہے! ہم شعوری طور پر جانتے ہیں کہ تھیٹر اپنے نمائشی اسٹیج اور رنگین پردوں، اپنے نقاب اور مکھوٹوں اور بہروپیوں سمیت ایک خیالی دنیا ہے! مگر ہم میں سے ہر ایک بخوشی اسے حقیقی مانتے ہوئے، اس فریبِ خیال میں حصہ لیتا ہے اور اس کا حصہ بننا چاہتا ہے۔ یہ وہ فریبِ خیال ہے جو کسی کو دھوکہ نہیں دیتا ـــــ کیونکہ تھیٹر اپنی تمام تر بازی گری کے باوجود، ہمیں زندگی کرنے کا ہنر، خود زندگی سے بہتر طور پر سکھاتا ہے!

''ہجرت کے تماشے'' ـــــ شمالی امریکہ میں آباد تارکینِ وطن، جس میں ڈاکٹر، انجینئر، شاعر، ادیب، کلرک، تاجر، مزدور طبقہ، طلبا اور غیر قانونی طور پر رہنے والے رفیوجی وغیرہ کی روزمرہ زندگی، ان کے دُکھ سُکھ، مسائل، مایوسی،

اُمید اور خوشی کے ساتھ ہی مذہب اور تہوار کی حقیقیت ،شادی بیاہ کا مسئلہ، ادب اور سیاست کی چپقلش، مادری زبان اور کلچر کی حفاظت اور اس کے ناپید ہونے کا اندیشہ،جنسی ،نفسیاتی اور ذہنی انتشار، ماضی اور حال کی کشمکش، ماضی پرست والدین کی کسمپرسی، روایت شکن جوانوں کی بیزاری، میانہ روی اپنانے والوں کی حوصلہ مندی، ان سب کے ساتھ قدم قدم پر ناسٹلجیا کی گل افشانیاں ـــــ غرض ایک معاشرے سے نکل کر دوسرے معاشرے میں آباد ہونے سے پیدا ہونے والی تہذیبی کشمکش اور جدوجہد کی داستان ہے!

ان ڈراموں کے کردار محض بہروپئے نہیں ـــــ دیارِغیر میں آباد ہمارے اور آپ کے کردار ہیں! یہ ہماری شخصیتوں کا نقاب لگائے زندہ کردار ہیں ـــــ ان کرداروں کے حوالے سے میں نے یہاں کی بودوباش کی منظر کشی کی ہے۔ میں نے خود کو اور یہاں کے مسائل کو انہی کرداروں کی وساطت سے سمجھنے اور پہچاننے کی کوشش کی ہے ـــــ اس کاوش میں مجھے کہاں تک کامیابی ملی ہے اس کا فیصلہ قاری کے ہاتھ ہے!

شمالی امریکہ کے اُردو قلم کاروں نے شاعری میں خاطر خواہ طبع آزمائی کی ہے، نثر نگاری میں کام کم ہوا ہے، مگر اُردو ڈرامے کا اسٹیج بالکل خالی ہے ـــــ وجہ کوئی بھی رہی ہو! میری خواہش ہے کہ شمالی امریکہ، خاص طور پر ٹورانٹو میں سنجیدہ اُردو ڈرامہ اور تجرباتی اسٹیج کی شروعات کی جائے ـــــ

''ہجرت کے تماشے'' ـــــ اس کا پہلا قدم ہے۔

میں ڈاکٹر محمد حسن (عصری ادب) ڈاکٹر قمر رئیس (عصری آگہی) ف س اعجاز (انشاء) ادیب سہیل (قومی زبان) اور دیگر رسائل و اخبارات کا ممنون ہوں کہ ان حضرات نے گاہے بہ گاہے میرے طبع زاد ڈرامے اور تراجم کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی اور رہنمائی کی ہے، ان ڈراموں کے تخلیقی مراحل میں خالد سہیل اور ظہیر انور نے مفید مشوروں سے نواز کر دوستی کا حق ادا کیا ہے اور مزید لکھنے کی تحریک و ترغیب دیتے رہے ہیں۔

مجھے اُمید ہے کہ ان ڈراموں کو باذوق قارئین اور سنجیدہ اسٹیج ڈائرکٹر تلاش کرنے میں کوئی قباحت نہ ہوگی ـــــ ساتھ ہی مجھ سے بہتر ڈرامہ نگار، شمالی امریکہ کے خالی اسٹیج کو رونق بخشنے کے لئے مزید ڈرامے تخلیق کرنا شروع کر دیں گے ـــــ

باقی اگلے ڈرامے تک ـــــ اجازت!

جاوید دانش
پکرنگ/کینیڈا

ھجرت کے تماشے

کردار :

راحیل اختر	ـــــــــ	ایشین کمیونیٹی سینٹر کا سوشل ورکر۔
سسٹر شانتی	ـــــــــ	راحیل کی ساتھی سوشل ورکر۔
محمد نعمان	ـــــــــ	ایک دس سالہ طالب علم، خاموش اور بجھا بجھا سا لڑکا
شہریار	ـــــــــ	ایک نووارد رفیوجی
ڈاکٹر رحیم خان	ـــــــــ	ایک پاکستانی ڈاکٹر جس کی ڈگری کنیڈا میں قبول نہیں کی جاتی ہے۔
مسز شازیہ خان	ـــــــــ	ڈاکٹر خان کی ۳۲ سالہ بیوی۔
کامریڈ خضر	ـــــــــ	ایک ترقی پسند شاعر۔
عین اعجاز	ـــــــــ	ایک جدیدیت پسند ادیب۔
پروفیسر سرمدی	ـــــــــ	ایک پریشان حال ریٹائرڈ فلسفی۔
شبراتی میاں	ـــــــــ	انڈین ریستوران میں تندورچی۔
ابوبکر باٹلی والا	ـــــــــ	بمبئی کا ایک جوان جو یہاں ہوٹل میں ویٹر ہے۔
اشرف احمد	ـــــــــ	ایک بوڑھا سینئر شہری

سین ـــــــ ایکٹ وَن ـــــــ انڈو پاک کمیونیٹی سینٹر

شہر ٹورانٹو کے انڈو پاک کمیونیٹی سینٹر کا کمرہ ـــــ لیکچر رُوم کی طرح پندرہ کرسیاں قطار سے لگی ہیں، سامنے بلیک بورڈ پر ـــــــ Self help is the best help ـــــ اور اس کے نیچے Welcome لکھا ہے! اس کے سامنے ایک میز دو کرسیاں لگی ہیں۔ راحیل ایک فائل کھولے کچھ دیکھ رہا ہے، کمرے میں کچھ لوگ جن کا تعلق انڈو پاک سے ہے، خاموش بیٹھے ہیں، ان میں کچھ بیزار، کچھ افسردہ اور کچھ اُلجھے ہوئے نظر آ رہے ہیں، چند ایک لاتعلق سے فضا میں گھور رہے ہیں۔ ان میں

سے ایک پروفیسر سرمدی چند کتابیں ساتھ لیے بیٹھا ہے، کبھی سرگوشی اور کبھی زور سے کتاب پڑھتا ہے اور رہ رہ کر ہنستا ہے، شانتی دروازے کی طرف دیکھ رہی ہے۔

راحیل : (گلا صاف کرتے ہوئے) دوستو! (لوگوں پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے، لوگ سنبھل کر بیٹھ جاتے ہیں، سرمدی اپنی کتاب میں گم ہے) مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ہمارے ''سِلف ہلپ پروگرام'' میں آج کچھ نئے لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ پچھلی میٹنگ کی طرح آج بھی ہم لوگ ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھنے کی کوشش کریں گے (دروازے سے شہریار نمودار ہوتا ہے، وہ کچھ اُلجھا ہوا لگتا ہے) آیئے مسٹر شہریار۔ ویلکم (شہریار کنارے کی ایک کرسی پر بیٹھ جاتا ہے) ہاں ـــــ تو میں یہ بتا رہا تھا کہ ایشیائی تارکینِ وطن کی آبادی یہاں خاصی بڑھ رہی ہے، اسی طرح ان کی ضرورتیں بڑھ رہی ہیں۔ ''سیلف ہلپ پروگرام'' کا وجود اس لیے ضروری ہوا کہ اس طرح ہم میں سے کسی کو کسی طرح کی ذہنی اُلجھن کو سمجھنے اور زندگی کا شعور حاصل کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہ ہو، ساتھ ہی کسی طرح کی اجنبیت کا احساس نہ رہے ـــــ میں اور مسٹر شانتی کوئی ماہرِ نفسیات نہیں، ہاں ـــــ نفسیات کے طالب علم ضرور ہیں ـــــ آپ لوگوں کو ہم لوگوں سے کسی طرح کی جھجک نہیں ہونی چاہیے، ہم سب ایک ہی کشتی میں سوار اور ایک ہی منزل کے مسافر ہیں ـــــ!

(دروازے پر نعمان اپنے باپ کے ساتھ نمودار ہوتا ہے مگر وہ اندر آنے میں جھجک رہا ہے، باپ اسے سمجھا کر اندر بھیجنا چاہ رہا ہے، اسے دیکھ کر شانتی لپک کر دروازے پر جاتی ہے اور اس کے باپ کو جانے کا اشارہ کرتی ہے)

شانتی : ہیلو نعمان (مسکراتے ہوئے) آؤ ـــــ ہم لوگ تمہارا ہی انتظار کر رہے ہیں (نعمان خاموش کھڑا رہتا ہے) آؤ ـــــ آج تمہیں کچھ نئے دوستوں سے ملواؤں Good Boy ـــــ آؤ ـــــ (شانتی، نعمان کا ہاتھ تھامے، اسے پہلی صف میں بٹھا دیتی ہے)

راحیل : (مسکراتے ہوئے) ہیلو نعمان ـــــ How are you today? (نعمان خاموشی سے فرش کو گھور رہا ہے) (اچھا تو میں نئے دوستوں کو مختصراً پچھلے ہفتے کی کچھ باتیں بتاتا چلوں (Pause) ـــــ یہ جان لیجیے کہ ہجرت صرف ایک شہر سے دوسرے شہر یا ملک میں جسمانی طور پر سفر کر لینے کو نہیں کہتے ـــــ یہ ایک ایسا تجربہ ہے جس میں دُکھ سُکھ دونوں شامل ہیں ـــــ اور پھر ہجرت میں......

سرمدی : (بات کاٹتے ہوئے) ہجرت ـــــ (ہنستا ہے اور نظر اُٹھائے بغیر شعر پڑھتا ہے)

شکم کی آگ لیے پھر رہی ہے شہر در شہر

سگِ زمانہ ہیں ہم کیا ہماری ہجرت کیا

راحیل : (مُسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے) دوستو! ـــــ سرمدی صاحب تجربے کی باتیں کرتے ہیں، میں ان کی قدر کرتا ہوں ـــــ ہاں تو میں بتا رہا تھا کہ ہجرت کے سفر میں خوشیوں، آسائشوں اور آزادی کے ساتھ ساتھ دُکھ، اُلجھن اور آزمائشوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم میں سے کچھ لوگ آزمائشوں سے گھبرا جاتے ہیں، کچھ دو تہذیبوں کی چکّی میں پستے رہتے ہیں مگر ان آزمائشوں کی بھٹی میں تپ کر لوگ کندن بھی بن جاتے ہیں، یہ محض آپ کی خود اعتمادی، استقلال اور میانہ روی پر منحصر ہے ـــــ آپ کا تجربہ اگر کامیاب ہے تو آپ کی شخصیت کا نکھار آپ کی آئندہ نسلوں کے لیے مشعلِ راہ بن جائے گا۔ Pause جیسا کہ آپ جانتے ہیں، دنیا دن بہ دن سکڑتی جا رہی ہے، ہجرت کا سلسلہ جاری ہے، ہم جہاں بھی رہیں ـــــ اسے شہرِ تمنا بنانے کے لیے......

سرمدی : (بات کاٹتے ہوئے، ہنستا ہے پھر گمبھیر ہو کر ایک کتاب سے کچھ پڑھتا ہے۔ وہ اپنے ماحول سے بیگانہ نظر آتا ہے)

''ہر چہرے پر موت کی پرچھائیاں پڑ رہی تھی اور پیشانی پر سیہ بختی لکھی تھی۔ مجھے ان لوگوں کو دیکھ کر تجسس ہوا۔ پوچھا کہ لوگو، سچ بتاؤ، تم وہی نہیں ہو جو اس بستی کو دارالامان جان کر دور سے چل کر آئے اور یہاں بس گئے۔ انھوں نے کہا ـــــ اے شخص، تو نے خوب پہچانا، ہم انہی خانہ بربادوں کے قبیلے سے ہیں۔ میں نے پوچھا: خانہ بربادو، تم نے دارالامان کو کیسا پایا ـــــ بولے کہ خدا کی قسم، ہم نے اپنوں کے ظلم میں صبح کی۔ یہ سن کر میں ہنسا ـــــ وہ میرے ہنسنے پر حیران ہوئے میں اور زور سے ہنسا وہ اور حیران ہوئے، میں ہنستا چلا گیا اور وہ حیران ہوتے چلے گئے ـــــ پھر یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی کہ شہرِ افسوس میں ایک شخص وارد ہوا ہے جو ہنستا ہے......۔'' (ہنسنے لگتا ہے)

(دروازے پر شبراتی کو تقریباً دھکیلتے، ابوبکر باٹلی والا کمرے میں لانے کی کوشش کر رہا ہے۔)

ابوبکر : (اُلجھتے ہوئے) ایمان سے میرا ناریل بہوت جلدی گھومتا ہے۔ کیا! ـــــ تیرے کو بولتا ہے اندر چل ـــــ اے اپنا پہچان والا ڈاکٹر ہے کیا۔ چل باوا ـــــ خالی خولی بوم نہیں مارنے کا ـــــ کیا؟

شبراتی : بھائی، میاں ـــــ شہزادے، اللہ پاک کی قسم میں نئیں جاریا، ارے میں کوئی سڑی ہوں یار! زبردستی پاگل قرار دے ریا ہے مجھے ـــــ کوئی تک ہوتی ہے بھیئے!

ابوبکر : دیکھ شبراتی ـــــ اپن فالتو کا لفڑا نئیں منگتا ـــــ کیا! دیکھ ٹھیک نئیں ہوں گا ـــــ کیا (سمجھاتے ہوئے) چل باپ ـــــ اپنا فائدہ نہیں دِچتا تیرے کو ـــــ میں بھی تو جاتا نا ـــــ میں تیرے کو خبطی دِچتا ـــــ کیا ـــــ بول؟

(مسٹر شانتی دروازے پر آ کر دونوں کو خاموش رہنے اور اندر آنے کو کہتی ہے)

شانتی : ہش ـــــ آہستہ ـــــ خاموشی سے اندر آیئے ـــــ پروگرام شروع ہو چکا ہے ـــــ (شبراتی سے) آیئے گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔

(دونوں ایک کنارے بیٹھ جاتے ہیں)

راحیل : تھینک یو شانتی ـــــ بھائی شبراتی، یہ پاگل خانہ نہیں ہے ـــــ یہاں ہم لوگ نفسیاتی اُلجھنوں کا حل تلاش کرنے جمع ہوئے ہیں، یہ اور بات ہے کہ نفسیاتی اُلجھنوں سے پیچھا نہ چھڑایا جائے تو بعد میں پاگل پن کا دورہ بھی پڑ سکتا ہے مگر یہاں جتنے لوگ موجود ہیں، ہر ایک صحت مند ہے، کوئی بھی پاگل نہیں ـــــ ہاں، ہم میں سے ہر ایک کو نئے ماحول اور نئے کلچر میں کوئی نہ کوئی اُلجھن، کوئی رکاوٹ ضرور ہے ـــــ اب ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ اُلجھنیں کیوں ہیں اور اس کو کم کرنے کا کون سا طریقہ ہمیں اپنانا ہے۔ (Pause) ہماری ''سیلف ہلپ گروپ'' میٹنگ میں آج ہم میں سے ہر ایک اپنے بارے میں یا اپنی پریشانی کے بارے میں کچھ بتائے گا، اس پوری کوشش کا مقصد یہ ہے کہ ہم میں سے ہر کوئی بہتر زندگی گزار سکے ـــــ بس میں نے بہت باتیں کر لیں ـــــ اب آپ لوگوں کی باتیں میں سنوں گا ـــــ مگر ـــــ سب سے پہلے میں چاہوں گا کہ نعمان کچھ باتیں کرے!

(نعمان اپنی کرسی پر خاموش بیٹھا، فرش کو گھور رہا ہے)

شانتی : (نعمان کے کاندھے پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے) نعمان ـــــ تم نے پچھلی میٹنگ میں وعدہ کیا تھا کہ اس ہفتے تم اپنے بارے میں بتاؤ گے ـــــ پچھلی دفعہ راحیل صاحب نے کتنی اچھی کہانی سنائی تھی، بھول گئے؟

سرمدی : (ماحول سے بے نیاز، انگڑائی لیتے ہوئے) حضرت علی کا قول ہے کہ ''بولو تا کہ پہچانے جا سکو'' ـــــ!

راحیل : نعمان ڈیئر ـــــ پچھلے ہفتے تمہارے علاوہ سب نے باتیں کی تھیں کیوں؟ یہ لوگ کوئی نئے نہیں، تم ان سے پہلے بھی مل چکے ہو ـــــ Now come on

(نعمان سہمے ہوئے انداز میں کھڑا ہوتا ہے)

راحیل : کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں، تم بیٹھ کر باتیں کر سکتے ہو ـــــ ہاں، کیا کہہ رہے تھے...........؟

نعمان : (افسردہ ہو کر) مجھ سے کوئی بھی خوش نہیں ـــــ نہ گھر میں نہ اسکول میں!

راحیل : میں سمجھا نہیں نعمان ـــــ تم سے کوئی ناراض کیوں ہوگا بھلا؟

نعمان : (نیچے دیکھتے ہوئے) بچپن سے امی نے یہ سکھایا کہ بڑوں سے نیچے دیکھ کر بات کیا کرو! میری

اس عادت پر اسکول میں ٹیچر ہمیشہ ٹوکتی ہیں کہ میں انہیں Avoid کر رہا ہوں اور میں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کیوں نہیں کرتا ــــ پھر اسکول سے گھر آؤ تو امی اسکول کے ساتھیوں سے ملنے نہیں دیتی ہیں ــــ میں اسکول اور گھر دونوں جگہ تنہا ہوں ــــ میں کیا کروں ــــ (چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیتا ہے۔)

راحیل : یہ مسئلہ تو ہمارے کلچر کا ہے ــــ (نعمان کی ٹھوڑی اوپر اُٹھاتے ہوئے) مگر یہ کوئی بہت بڑی بات بھی نہیں، یہی بات جو تم نے آج ہم سب سے کہی ہے اگر اپنی ٹیچر سے کہہ دیتے تو اتنی پریشانی نہ ہوتی ــــ تم ایک اچھے اسٹوڈنٹ ہو اس طرح گھبرانے سے کام نہیں چلے گا۔ Be brave خاموشی سے کوئی پرابلم کم نہیں ہوتا ــــ وعدہ کرو اسی طرح تم اپنی ٹیچر سے بات کرو گے۔ غلط فہمی دور ہوتے ہی وہ تمہیں پہلے سے زیادہ چاہنے لگے گی۔ میں تمہارے والدین سے بھی بات کروں گا ــــ اوکے؟ ــــ ہنستے بولتے رہا کرو!

شبراتی : اللہ پاک کی قسم، میرا جی بہت گھبرا رہا ہے ــــ یار کہاں لے آیا بھائی؟

ابوبکر : جب ڈاکٹر پوچھے، تب بولنے کا کیا ــــ میرا پوزیشن پنکچر مت کر باپ!

راحیل : شبراتی میاں ــــ آپ کیوں پریشان ہیں، بات کیا ہے بتایئے؟

شبراتی : (گھبراتے ہوئے) بات کیا ہوسکتی ہے میاں ــــ میرا مطلب ہے ڈاکٹر خاں بس............

ابوبکر : (جذبذ ہوتے ہوئے) ایمان سے ــــ کمال کرتا ہے یار ــــ ارے ڈاکٹر کو بولنے منگتا، گھبراہٹ کیا ہے باپ؟

راحیل : (سبھوں سے) دیکھئے میں کوئی ڈاکٹر نہیں ــــ ہم لوگ سوشل ورکر ہیں اور...

ابوبکر : (بات کاٹتے ہوئے) وہ اپنا گاؤں میں تم لوگ کو ڈاکٹر اچ بولتا ہے کیا! (شبراتی سے) ابھی تو اپنا اسٹوری اچھا سے بتا ــــ سمجھا؟

شبراتی : (سنبھلتے ہوئے) وہ ــــ کیا ہے کہ مت ماری گئی اللہ پاک کی قسم ــــ کہ یاں آ گیا ــــ اچھی بھلی چپاتیاں پکا رہا تھا میرٹھ میں ــــ روز کے دنگے فساد سے گھبرا کر بمبئی آ گیا، بمبئی کا جادو ابھی سر چڑھ کر بول رہا تھا کہ ایک ایجنٹ نے کناڈا کا ہرا باغ دکھایا اور ساری زندگی کی جمع پونجی بیوی کے زیور لے کر مجھے یاں لے آیا۔ ہوٹل کے مالکان جاٹ لوگ نکلے، میرا پاسپورٹ اپنے پاس رکھ لیا ہے، ماہانہ پانچ سو ڈالر دیتے ہیں، روز بارہ گھنٹے تنور میں جھلستا ہوں، دو سال ہونے کو آئے گھر والوں کا منہ نہیں دیکھا، پڑھا لکھا ہوں نہیں ــــ سوچ سوچ کر دل ہولتا ہے، پچھلے ایک ماہ سے اختلاج سا ہونے لگا ہے، لگتا ہے ایک دن جان کی چڑیا پھر سے اُڑ جائے گی میاں اور گھر والوں کو خبر تک نہ ہوگی (Pause) ادھر نو بیاہتا بیوی اور ایک معصوم بچہ میری جان کو سکتے ہیں، ہوٹل والے

کہتے ہیں ۵ رسال کا کنٹراکٹ ہے' اس سے پہلے گھر واپس جانے کا سوال نہیں ہوتا ـــــ (فضا میں گھورتا ہے) اب میں گھر نہیں جاسکوں گا ـــــ کبھی نہیں......

ابوبکر : ارے کائے کو جی ہلکٹ کرتا ہے باپ' اپن ہے نا تیرا ساتھ۔ کیا! ابھی ڈاکٹر تم کو ٹھیک کریں گا ـــــ کیا ـــــ دیکھو صاحب' میرا ایک اِچ یار ہے کیا' اس کا دل مضبوط ہونے منگتا ـــــ کیا ـــــ اپنا ناریل ایک دم ٹھیک ہے' اپن تو اس کا واسطے ادھر آ گیا کیا۔ (Pause) ابھی سب اپنا دکھڑا سناتا ہے تو میرے کو بھی کچھ بولنا منگتا ہے ـــــ اپن پہلے بہت پریشان ہوتا تھا۔ پھر دبا کے دارو پینا اسٹارٹ کیا ـــــ وہ' گھر کا جورو اور بچہ لوگ کا یاد بہت ڈسٹرب کرتا تھا' بس اپن رَم میں لگ گیا ـــ کیا (ہنستا ہے) اب سالا سب کنٹرول میں ہے ـــــ (Pause) پر ایک بات بولے گا ـــــ ادھر اپن جیسا لوگ کا ساتھ جیادتی بہوت ہے ـــــ کیا' تم کچھ کرو ڈاکٹر ـــــ اب شبراتی بھائی تو مولوی لوگ ہے۔ دارو پیتا نہیں پھر طبیعت تو گھبرائیں گا کیا ـــ لعنت ہے' کہاں اپن لوگ آئے لا ہے یار ـــ بس اپنا بات خلاص بھائی لوگ ـــــ تھینک یو ـــــ کیا!

کامریڈ خضر : (جذباتی ہوکر) یہ تو سراسر ظلم ہے' ناانصافی ہے ان غریبوں کے ساتھ ـــــ اس سرمایہ دارانہ نظام میں زندگی کی کوئی اہمیت ہی نہیں' میں تو کہتا ہوں انقلاب کی ضرورت ہے یہاں انقلاب ـــــ ہڑتال کرو تم لوگ ـ میں تمہارے ساتھ ہوں!

عین اعجاز : (بیزار ہوکر) کامریڈ صاحب' برلن کی دیوار گر گئی ـــــ روس تاش کے پتوں کی طرح بکھر گیا اور آپ ابھی تک مارکس کا آموختہ دہرا رہے ہیں ـــــ ماضی کی بھول بھلیوں سے نکل کر حال کا آئینہ دیکھئے صاحب ـــــ آپ کو تو بقول شخصے بلبل کی دُم میں بھی انقلاب نظر آتا ہے ـــــ حد ہے بھئی!

راحیل : دیکھئے حضرات............

کامریڈ : قطع کلام راحیل صاحب (اعجاز کی طرف گھومتے ہوئے) دیکھئے جناب آپ لوگوں کی جدیدیت تو بس حالات کا رَدِّ عمل تھی' اب اس کی اہمیت بھی نہیں رہی اور ـــــ کیا کہتے ہیں' آپ کا وجودی فلسفہ بھی کہاں چلا گیا ـــــ اور پھر آپ لوگوں کا تو خود پر سے ہی اعتماد اُٹھ گیا ـــــ بھئی واہ ـــــ زندگی کو لایعنی قرار دینے والے ہوتے کون ہیں آپ لوگ' جب زندگی ہی بے معنی ٹھہری تو آپ کا ادب کب بامعنی اور بامقصد ہوسکتا ہے ـــــ ساری بات لحاتی ہے لحاتی ـــــ ہرایرا غیرا ''نظریئے کی موت'' کا نعرہ لگا دیتا ہے!

اعجاز : بہت خوب' اس صارفین سوسائٹی کے ممبر ہوکر بھی آپ اپنی خستہ آئیڈیولاجی پر جمے ہوئے ہیں (Pause) جب کہ ہم میں سے ہر کوئی ایک جزیرہ بن چکا ہے' ہر ایک تنہا ہے' آپ بھی اپنی صلیب خود اُٹھائے پھر رہے ہیں مگر ماضی کی گرداب بھی ذہن پر جمی ہوئی ہے ـــــ (سمجھاتے ہوئے) بھائی

ـــــ اب تو آنکھیں کھولیں ـــــ ''وہ صبح اب کبھی نہیں آئے گی'' انقلاب بھی اب کہیں نہیں آئے گا ـــــ سمجھے حضور؟

کامریڈ : روس کے ٹکڑے ہوگئے یا مشرقی یورپ کا نظام بدل گیا تو کیا ہوا۔ یہ وقت کا تقاضہ تھا ہوا ـــــ اس سے ہمارے ''نظریئے کی موت'' نہیں ہوئی ـــــ میرے نزدیک زندگی مسلسل انقلاب کا نام ہے (Pause) کوئی بھی آج اس امر سے انکار نہیں کرسکتا کہ ہماری تحریک نے روایت پرستی کے جمود کو توڑ کر مستقبل کی طرف بڑھنے اور نئی اُبھرتی ہوئی حقیقتوں سے آنکھیں چار کرنا سکھایا ہے۔

اعجاز : جی ہاں ـــــ آپ کی تحریک کا میوزم ماسکو میں تیار ہو رہا ہے جہاں آپ کے سارے اوتاروں کے قد آدم مجسمے سجا دیئے جائیں گے ـــــ مجھے افسوس ہے تو بس اتنا کہ اب کسی سرخے کو ''لینن پیس پرائز'' نہیں دیا جائے گا (Pause) سنا ہے اس فنڈ سے عوام کے لیے روٹی کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

راحیل : دیکھئے حضرات ـــــ ہم لوگ یہاں ایک دوسرے پر کیچڑ اُچھالنے یا نکتہ چینی کرنے نہیں جمع ہوئے ہیں ـــــ آپ دونوں قلم کار ہیں، کم از کم آپ لوگ تو....

کامریڈ : معاف کیجیے ـــــ راحیل صاحب، ہم خواہ مخواہ اُلجھ گئے ـــــ زندگی بھی بس اون کے اُلجھے گولے کی طرح ہوگئی ہے اور ناانصافی مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ ایک تو دوستوں کے منفی رجحان سے بھی طبیعت اوب سی گئی ہے ـــــ (Pause) سب وقت کی بات ہے، بچوں کے مستقبل کا سوچ کر بھائی نے زبردستی بلا لیا یہاں، ورنہ میں اور............

سرمدی : (کتاب سے پڑھتا ہے) ''سورج سوا نیزے پر آچکا ہے ـــــ اور کھوپڑیاں ہنڈیوں کی طرح پک رہی ہیں ـــــ اچھے رہے وہ جنھوں نے اس وبال سے نجات پالی ـــــ میں بھی اپنا سر وہیں چھوڑ آتا تو عافیت میں رہتا ـــــ جو سر رکھتے ہیں اور سر کے اندر مغز رکھتے ہیں، وہ آج مشکل میں ہیں ـــــ وہ جو سر میں مغز اور منہ میں زبان رکھتے ہیں مزید مشکل میں ہیں۔ **والعصران الانسان لفی خسر**''............

(کتاب بند کر کے سر جھکا لیتا ہے)

شبراتی : (حیرانگی کے ساتھ، ابوبکر سے سرگوشی کرتا ہے) بھائی پہلوان، میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا ہے کہ یہ سارے لوگ جب اتنے قابل ہیں اور اتی موٹی موٹی باتیں کرسکتے ہیں تو کم بختی کے ماروں نے وطن کیوں چھوڑا ـــــ ہائیں ـــــ میں تو یار ہریانی کے دریا میں غوطے لگا رہا ہوں ـــــ بس!

ابوبکر : اپن کو یہ سب نئیں مالوم ـــــ کیا ـــــ نہ جاننے کا ضرورت ہے خالی خولی ناریل پھرانے کا درکار نئیں ـــــ ہاں، اپن بہوت دن بعد ـــــ وہ بابا سے کلام مجید سنا ـــــ کیا، اچھا پڑھتا ہے باپ!

راحیل : ہم لوگ یہاں اس مباحثے کے لیے جمع نہیں ہوئے کہ یہ سماج سرمایہ داری اور عیش کوشی میں غرق

ہے یا نہیں ـــــ کم از کم جمہوریت کے مواقع تو ہم لوگوں کو میسر ہیں یہاں!(Pause) ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے لوگ دو تہذیبوں کی چکّی میں پس رہے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ مہاجرین ذہنی اور جذباتی طور پر غیر معمولی حسّاس ہوتے ہیں' اس لیے ان لوگوں کا مقامی لوگوں کی بہ نسبت ذہنی توازن کھونے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے ـــــ مگر اس مسئلے کا حل ہمارے پاس موجود ہے۔ اگر ہم سب لوگ بھائی چارگی اور محبت سے ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ میں شریک ہو جائیں' داخلی رکاوٹیں اور خارجی بندشیں جو ہمارے راستے میں حائل ہیں' ان کے چیلنج کو قبول کریں تو صحت اور بلوغت کے سفر پر ہم زیادہ بہتر طریقے سے آگے بڑھ سکتے ہیں!

اعجاز : آپ ٹھیک کہتے ہیں جناب ـــــــ ہم لوگ اپنے مقصد سے بھٹک جاتے ہیں مگر کیا کیا جائے' اس معاشرے میں اجنبیت کا احساس اتنا شدید ہے کہ زندگی ایک استعارہ Metamorphosis سی لگتی ہے' ساری ISM بے کار ہو گئی ـــــ (فضا میں گھورتا ہے) اب انتظار کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے ـــــ دور تک بس خلا ہی خلا ہے ـــــ تمام اعلیٰ قدریں ڈالر کی نذر ہو گئیں ـــــ مگر اندر کے Void کو کیسے ختم کریں؟

سرمدی : (چھت کی طرف دیکھتے ہوئے) ''**الھٰکم التکا ثر حتیٰ زر تم المقابر** '' ـــــ مادّی فراوانی نے تمہیں ہر بات سے غافل کر دیا ہے اور اسی غفلت کے عالم میں زندگی تمام ہو جائے گی ـــــ......

راحیل : دوستو ـــــ میں نے جب یہ پروگرام شروع کیا تھا' پہلی میٹنگ سے پروفیسر سرمدی میرے ساتھ ہیں' میں ان کے جذبات اور علم کی بہت قدر کرتا ہوں مگر میں کسی بھی غفلت میں آپ لوگوں کی زندگی تمام نہیں ہونے دوں گا ـــــ میں اس پروجیکٹ میں ایک مشن کی طرح لگا ہوا ہوں' آیئے آج آپ لوگوں کو اشرف احمد صاحب سے ملواؤں' آج یہ ہشاش بشاش نظر آ رہے ہیں مگر پانچ ماہ پہلے ان کی حالت بڑی نازک تھی' میرے خیال میں اشرف صاحب خود ہی دیگر ساتھیوں کو اپنی روداد سنائیں ـــــ پلیز؟

اشرف : (اپنی جگہ کھڑا ہوتا ہے' مسکرا کر راحیل کو دیکھتا ہے) دوستو! میں ایک سینئر سٹیزن ہوں' میں پچھلے سال گجرات کے ایک چھوٹے سے ٹاؤن سے آیا تھا ـــــ میرا بیٹا انجینئر اور بہو ایک دفتر میں کام کرتی ہے۔ پہلے پہل تو سب کچھ بڑا اچھا لگا ـــــ مگر دو ایک مہینے میں میرا دل گھبرانے لگا۔ بیٹا بہو کام پر صبح نکلتے تو شام کو گھر لوٹتے۔ ویسے تو میں پچھلے تین سالوں سے ریٹائرڈ ہوں اور بیوی کا بھی پچھلے سال انتقال ہو چکا ہے۔ اسی لیے بیٹے نے یہاں بلا لیا تھا مگر بیکاری اور تنہائی میرے اعصاب پر سوار ہو گئی ـــــ یہاں دور دور تک کوئی جاننے والا نہ تھا ـــــ میں بات کرنے کو ترس گیا' چند ماہ جیسے تیسے گزر گئے'

پھر اچانک سر میں شدید درد کا حملہ ہونا شروع ہوا۔ پہلے میں نے اور بچوں نے اس پر دھیان نہ دیا مگر رفتہ رفتہ یہ مرض بڑھتا گیا ــــــ پھر تو یہ عالم کہ جب درد کا دورہ پڑتا' ساتھ اُلٹیاں شروع ہو جاتیں' کھانا پینا بند ہو جاتا ــــ کئی ڈاکٹر بدلے' کوئی افاقہ نہ ہوا ــــ کوئی کہتا مائی گرین کا درد ہے' کوئی کچھ کہتا ــــ آخر میرے بیٹے کو کسی نے اس سینٹر کا پتہ بتایا ــــ راحیل صاحب کے علاج نے پھر سے صحتمند بنا دیا ہے ــــ اب میں بالکل ٹھیک ہوں!

راحیل : اشرف صاحب کا میں نے کوئی علاج دوائیوں سے نہیں کیا ــــ جب میں نے ان کی روداد سنی تو میں سمجھ گیا کہ ان کی پریشانی تنہائی اور بیکاری ہے ــــــ میں نے انہیں مشورہ دیا کہ اپنے علاقے کے ''کمیونیٹی سینٹر'' کے ممبر بن جائیں اور نئے دوست بنائیں' اس سے فرصت ملے تو ''بے بی سیٹنگ'' Baby Sitting کریں' اس سے نہ صرف وہ مصروف رہیں گے بلکہ اس کام کی اُجرت بھی ملے گی' اس طرح وہ خود مختار بھی ہوں گے اور ہر خرچ کے لیے بیٹے سے مانگنے کی ضرورت نہیں ہوگی ــــ میری بات ان کی سمجھ میں آ گئی' میری محنت اور ان کی قوتِ ارادی نے رنگ دکھایا ــــ اب انہیں بچوں سے بچنے کے لیے کبھی کبھی سر درد کا بہانہ کرنا پڑتا ہوگا ــــــ پھر بھی بچے نہیں چھوڑتے' کیونکہ اشرف صاحب کے روپ میں بچوں کو دادا نانا کا پیار ملتا ہے!

شبراتی : (ابوبکر سے) شہزادے مجھے تو ابھی سے لگ رہا ہے کہ اپنا دل و دماغ بھی اللہ پاک کی قسم ٹھیک ہو جائے گا ــــ ان لوگوں کی باتیں سن کر دل کی ہولن تو کچھ سنبھلی ہے میاں!

ابوبکر : ارے اپن تیرے کو فالتو میں تھوڑا اِدھر لائے لا ہے ــــــــ ارے یہ ڈاکٹر کمال آدمی ہے کمال۔ بڑا ابڑا پاگل کو بات میں قابو میں کر لیتا ہے ــــ کیا!

شبراتی : پھر وہی بات ــــ پہلوان تجھے میں سڑی دِکھ رہا ہوں' ہائیں۔ ایمان سے ایسی بدشگونی زبان پر لائیو متی ــــــ (Pause) ابے مجھے کچھ ہو گیا تو کیا گھر والی اور لونڈے کو خرچہ تو بھیجا کرے گا ــــ ہائیں!

راحیل : (فائل دیکھتے ہوئے) سسٹر شانتی کی فہرست کے مطابق آج کے نئے آنے والوں میں ایک نام مسٹر شہریار کا ہے ــــ میں چاہوں گا کہ وہ اپنا تعارف دیگر دوستوں سے کرائیں ــــ پھر آگے بات ہوگی!

شہریار : (اُلجھا اُلجھا سا) سر ــــــ میرا تعلق انڈیا سے ہے' فیض آباد کا رہنے والا ہوں۔ ''بابری مسجد'' کیس میں پولس اور حکومت کی نظر میں کھٹک رہا تھا' بڑی مشکلوں سے جان بچا کر یہاں آیا ہوں اور رفیوجی کے طور پر قیام ہے ــــــ پہلا صدمہ تو یہ ہوا کہ رفیوجیوں کے ساتھ جیسا سلوک سنا تھا' وہ ہوا نہیں۔ شہادتوں اور کچھ کاغذات کی کمی کی وجہ سے یہاں امیگریشن والوں کی نظر میں بھی مشکوک ہوں'

یہ خوف کھائے جاتا ہے کہ پتہ نہیں کس وقت مجھے شہر بدر کر دیا جائے اسی کشمکش میں پندرہ مہینے گزر گئے ــــ کیونکہ بنیادی طور پر شاعر ہوں' حساس طبیعت رکھتا ہوں' سوچا یہاں کی ادبی فضا کی' اخباروں میں بڑی خبریں گرم رہتی ہیں ــــ چلو ــــ اپنی پریشانیوں کو ادبی محفلوں میں جا کر کم کروں ــــ مگر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہاں ہر ایک اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے بیٹھا ہے' بھارت میں تو مقابلہ ہندی والوں سے تھا' یہاں اپنوں میں رسّہ کشی جاری ہے۔ پاکستانی مجلس میں چلے جاؤ تو انڈین انجمن والے ناراض' پھر ان لوگوں کے درمیان بھی بٹوارے ــــ جسے دیکھو ایک بزم بنائے خود کو اُردو کا خیر خواہ سمجھتا ہے (Pause) میرا دل نہ ان محفلوں میں لگتا ہے' نہ اُلٹے سیدھے کاموں میں' راتوں کی نیند حرام ہے ــــ نہ میں یہاں رہنا چاہتا ہوں نہ واپسی کے لیے خود کو تیار پاتا ہوں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا میں کیا کروں ــــــ !

سرمدی : (ہنستا ہے) مکتی پریشان ہونے سے نہیں ملتی بھائی! (کتاب کھول کر پڑھنے لگتا ہے) یا شیخ ــــ پستی کیا ہے؟

فرمایا ــــ پستی علم کا فقدان ہے!

میں ملتجی ہوا ــــ یا شیخ علم کا فقدان کیا ہے؟

فرمایا ــــ دانش مندوں کی بہتات!

عرض کیا ــــ طمع دنیا کب پیدا ہوتی ہے؟

فرمایا ــــ جب علم گھٹ جائے!

عرض کیا ــــ علم کب گھٹتا ہے؟

فرمایا ــــ جب درویش سوال کرے،

دیوانہ ہوش مند ہو جائے،

عالم تاجر بن جائے،

اور دانش مند منافع کمائے......

ہوں ــــ سمجھے ــــ کچھ نہیں سمجھے ــــ (ہنستا ہے)

کامریڈ : (افسوس کے ساتھ) حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا ــــ !

اعجاز : (فکر مند ہو کر) اس ننگی حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا!

راحیل : ہم سبھوں کو آپ سے ہمدردی ہے مسٹر شہریار' نئی جگہ کوئی نہ کوئی پریشانی تو ہوتی ہے ــــ اس طرح دل برداشتہ ہونے سے کام نہیں چلے گا' پھر آپ تو تخلیق کار ہیں' آپ کی قوتِ برداشت ایک عام آدمی سے زیادہ ہے' ذرا اسے بروئے کار لا کر تو دیکھیں! حالات کی بھٹّی اور مشقت کی چکّی آپ

کے فن کو مزید جلا بخشے گی' میں آپ کی ہر طرح سے مدد کو تیار ہوں' مگر یہاں ہم میں سے ہر ایک کو اپنی صلیب خود اُٹھانا ہوگی ـــــ پھر یہ سب وقتی اُلجھنیں ہیں ـــــ رفتہ رفتہ سب ٹھیک ہو جائے گا' بس ذرا Positive Thinking کی ضرورت ہے۔ ہماری میٹنگ میں آتے رہیے' کبھی بھی خود کو تنہا تصوّر نہ کیجیے۔ مجھے یقین ہے آپ حالات کا سامنا بڑی خندہ پیشانی سے کریں گے۔

ابوبکر : (شبراتی سے) وہ کیا ہے ـــــ اپن یہ شاعر لوگ کا فون نمبر لے لیو کیا ـــ کبھی کبھی اپنا لوگ بھی قوالی سننے کو جائیں گا۔ وہ بمبئی میں حاجی علی بابا کا قوالی سن کے کتنا ٹائم نکل گیا یار ـــ ایمان سے ـــ اب اِدھر مزہ آئیں گا ـــ کیا؟

شبراتی : (روہانسا ہوکر) تجھے قوالی کی پڑی ہے پہلون ـــــ اس ڈاکٹر خان کی باتیں سن سن کر مجھے تو رونا آ ریا ہے ـــ اللہ پاک کی قسم بڑا مومن بندہ ہے ـــ مولیٰ اس کی عمر دراز کرے۔ آمین!

راحیل : (شازیہ اور رحیم خاں کو دیکھ کر) مسز خان آپ بتائیں ـــــ رحیم خاں صاحب نے پچھلے ہفتے چند وعدے کئے تھے' ان کا کیا بنا؟

شازیہ : (سنبھلتے ہوئے) جی ـــــ پہلے سے تو ان کی حالت بہت بہتر ہے مگر کل سے پھر کچھ خاموش سے ہیں ـــ پتہ نہیں......

راحیل : (بات کاٹتے ہوئے) معاف کیجیے! یہ سوال مجھے خان صاحب سے ہی کرنا چاہیے تھا ـــــ (رحیم خاں سے) اچھا ـــــ ڈاکٹر خان آج ہمارے درمیان کچھ نئے ساتھی موجود ہیں' برائے مہربانی ذرا اپنے بارے میں انہیں کچھ بتائیں؟

رحیم خاں : (جھجکتے ہوئے کھڑا ہوتا ہے) میں ـــــ (Pause) آج سے دو سال قبل یہاں آیا ہوں۔ کراچی میں ایک Practicing Physician تھا مگر یہاں میری ڈگری بیکار ثابت ہوئی ـــــــ مجھے دوبارہ امتحان دینا ہے' تاکہ پریکٹس کی اجازت ملے آتے ہی مجھے احساس ہوا کہ میں کسی کام کا نہیں ـــــ جو کام ملتا ہے میری طبیعت اسے کرنا نہیں چاہتی۔ بیوی Computer Analyst ہے اور گھر چلا رہی ہے یہ مجھے اور بُرا لگتا ہے' میری اَنا کو زبردست ٹھیس پہنچتی ہے ـــــ میرا دل کسی چیز میں نہیں لگتا ہے' واپس کس منہ سے جاؤں ـــــ یہاں حالات کب بدلیں گے کچھ پتہ نہیں ـــــ زندگی جیسے ہوا میں معلق ہو کر رہ گئی ہے! مزاج میں چڑچڑا پن آ گیا ہے' اکثر بیوی سے بغیر کسی وجہ کے اُلجھ جاتا ہوں ـــــ پھر Guilty محسوس کرتا ہوں اور کئی کئی وقت فاقہ کشی کرتا ہوں!

راحیل : بیگم خان آپ کچھ کہنا چاہیں گی؟

شازیہ : میں آج پہلی بار ـــــــ صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ میرے شوہر اگر پچھلے دو سال' حالات سے بددل ہونے کی بجائے لگ کر امتحان کی تیاری کر لیتے تو اب تک انہیں لائسنس مل چکا ہوتا! خیر اب

بھی دیر نہیں ہوئی ہے ـــــ اور دوسری بات یہ کہ ہمارے یہاں مردوں میں اَنا کا مسئلہ اتنا گمبھیر کیوں ہے؟ میں اگر گھر چلا رہی ہوں تو کون سی قیامت آن پڑی ہے۔ یہ تو وقت کا تقاضہ ہے‘ مجھے تو خوشی ہے کہ میں ان کے شانہ بہ شانہ چل سکتی ہوں ـــــ پھر مجھے تو کسی طرح کا کامپلکس نہیں ـــــ یہ بھی اب اُلجھنا چھوڑ دیں اور ہمارے مستقبل کی فکر کریں!

راحیل : رحیم خان صاحب! آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ کو شازیہ صاحبہ جیسی بیوی ملی ہے ـــــ حضور یہاں کی عورتوں میں اتنا برداشت کا مادّہ نہیں ہوتا‘ آپ یہ بھی جان لیں کہ میں ایسے بہت سے کنوارے جوان ڈاکٹروں کو جانتا ہوں جو یہاں بالکل بے سہارا آتے ہیں اور ریستورانوں میں پلیٹ دھونے کے کام سے بھی نہیں گھبراتے‘ کم از کم آپ اس دور سے تو نہیں گزرے‘ آپ کو تو اپنی بیوی پر فخر کرنا چاہیے‘ ساتھ ہی اپنی قسمت پر رشک (Pause)۔ اب آپ بھول جایئے کہ کبھی آپ Depressed تھے ـــــ محنت کیجیے اور جلد از جلد امتحان پاس کیجیے ـــــ ایک شاندار مستقبل بانہیں پھیلائے آپ کا منتظر ہے (رحیم خاں سے ہاتھ ملا کر شانہ تھپتھپاتا ہے) کیوں ٹھیک ہے نا؟ (رحیم خاں خالی نظروں سے راحیل کو دیکھتا ہے اور گردن ہلاتا ہے)

راحیل : (نعمان کے پاس رُک کر) ـــــــــ
So-what are you thinking young man?

نعمان : (نعمان مسکراتے ہوئے) کچھ کچھ باتیں ـــــ میری سمجھ میں آ رہی ہیں!
I think-I can make it! ـــــــ

راحیل : ''گریٹ'' ـــــ یہ ہوئی نہ بات!

ابوبکر : (ہچکچاتے ہوئے کھڑا ہوتا ہے) ابھی کیا ہے ڈاکٹر ـــــ (Pause) میرے کو کچھ بولنا منگتا ہے ـــــ کیا! ہم جھوٹ بولا کہ سوب ٹھیک ہے ـــــ نئیں بھائی لوگ ـــــ میرا ساتھ کچھ بھی ٹھیک نئیں‘ میرے کو دارو بنا نیند نہیں آتا ڈاکٹر ـــــ میرا اندر کچھ ٹوٹے لا ہے ـــــ کیا ـــــ اپن اوپر سے ہنستا ہے‘ پن ـــــ کسی کو نئی مالوم ہم اندر سے بہوت دُکھی ہے ـــــ یہ رَم میرے کو پی رہا ہے ڈاکٹر ـــــ میرے کو بچالیو ـــــ اپن آہستہ آہستہ خلاص ہو جائیں گا ـــــ کیا! آج ایمان سے سب کا بات سُن کے لگا‘ ہم اکیلا نئیں ہے۔ مگر اپن ابھی جینا منگتا ہے کیا ـــــ اپن دارو چھوڑنا منگتا ہے ڈاکٹر ـــــ ایمان سے چھوڑ دے گا اپن ـــــ (چہرہ دونوں ہاتھ میں چھپا لیتا ہے)

راحیل : تم بہت بہادر مرد ہو ابوبکر بھائی ـــــ میں تمہاری ہمت اور ایمانداری کی قدر کرتا ہوں!

ابوبکر : (روہانسا ہو کر) ایسا مت بولو ڈاکٹر ـــــ اپن ابھی رو دے گا کیا ـــــ اپن بہت بُرا آدمی ہے ـــــ بہوت بُرا! اپن ابھی جینا منگتا ہے ـــــ دارو ہم کو خلاص کر دیں گا ڈاکٹر!

راحیل : (ابوبکر کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے) ہمت سے کام لو ـــــ جب تم نے خود اتنا بڑا فیصلہ کر لیا

ہے تو پرابلم ختم ـــــ اور ہاں میں نے کہا تھا نا میں ڈاکٹر حکیم نہیں، ایک سوشل ورکر ہوں، تمہارا دوست ـــــ ہمدرد ـــــ اچھا، میٹنگ کے بعد سسٹر شانتی کو اپنا پتہ اور فون نمبر لکھوا دینا ـــــ تمہارے پروگرام کا چارٹ شانتی تمہیں سمجھا دے گی ـــــ بس اب اطمینان رکھو!

شبراتی : (اُلجھتے ہوئے) مجھے تو پھر سے اختلاج ہو رہا ہے بھائی میاں ـــــ (Pause) عجیب محرم کا موسم ہے بھائی ـــــ کربلا ہے کربلا ـــــ جسے دیکھو ملول ـــــ ہر کوئی پریشان ـــــ ارے لگتا ہے کسی کی میّت میں آ گئے ہیں، ہائیں ـــــ اللہ پاک کی قسم یاں تو آدمی وقت سے پہلے گزر جاتا ہوگا ـــــ کیوں؟

راحیل : (مسکراتے ہوئے) نہیں شبراتی میاں ـــــ کوئی بھی یہاں وقت سے پہلے نہیں گزرتا ـــــ مگر ہر ایک کو آزمائش سے ضرور گزرنا پڑتا ہے۔ آسمان سے کوئی فرشتہ نہیں اُترے گا جو ہماری پریشانیوں کو پلک جھپکتے ختم کر دے۔ دعا تعویذ سے بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا ـــــ ہاں ـــــ آپ کی ہمت اور ہماری محنت ـــــ ہم لوگ ہر طرح کی آزمائشوں سے گزر سکتے ہیں۔

شبراتی : (ڈرتے ڈرتے) سرکار میں تو اَن پڑھ ہوں، چلو میرا مغز ساتھ نہیں دے رہا مگر اِتنے پڑھے لوگ کیوں پریشان ہیں یہاں......

سرمدی : نادان! پڑھے لکھے ہی زیادہ پریشان ہوا کرتے ہیں ـــــ

''یا تو دیوانہ ہنسے یا تو جسے توفیق دے
ورنہ اس دنیا میں رہ کر مسکرا سکتا ہے کون''

شبراتی : (ہمت کرتے ہوئے) آپ سب تعلیم یافتہ ہو ماشاءاللہ۔ میں کہوں ایسی مسکراہٹ کس کام کی جس میں جان سولی پر لٹکی ہو میاں! ہائیں ـــــ بھئی خوب ـــــ میاں شہزادے ـــــ اللہ پاک کی قسم، میرا دل آپ کی طرف سے بالکل صاف ہے۔ بس میری اُلٹی کھوپڑی میں یہ بات نہیں سماتی کہ معاملہ سارا جب دو روٹی اور دو بوٹی کا ہے تو اتنی جان ہلکا کیوں کروں ـــــ (Pause) اس سے تو بہتر ہے میاں اپنے آنگن میں واپس جایا جائے، کیوں پہلوان ابوبکر بھائی!

ابوبکر : (کچھ سوچتے ہوئے) بات تو پتے کی بولا ـــــ کیا ـــــ مگر وہ میرٹھ میں تیرا گھر جلا ڈالے ـــــ بیوی بچہ اندھیری کی جھونپڑپٹی میں سڑ رہے ـــــ واپس تو بھی گٹر میں جائیں گا کیا ـــــ بول ـــــ ایمان سے بولنا؟

شبراتی : (سرگوشی میں) تو بھی ٹھیک کہہ رہا ہے بھائی ـــــ مگر کیا دیوانہ ہو کر جان دینے سے شہد ہونا بہتر نہیں؟

اعجاز : (فکرمند ہوتے ہوئے) تم لوگ نئے ہو ـــــ شاید نہیں جانتے کامیابی کی یہ سنہری شاہراہیں، بس

آگے کی طرف جاتی ہیں یہاں ـــــ واپس لوٹنے والا پتھر کا بن جاتا ہے!

کامریڈ : جب سفر مقدر اور مقدم ہے تو پھر اس سے بہتر پڑاؤ بھی چنا جاسکتا ہے ''ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں!''

سرمدی : (زور سے ہنستا ہے) آگے ـــ کتنا آگے ـــ کہاں تک ـــ بچوں ـــ یہ آخری موڑ ہے' اس کے آگے کہرا ہے۔ برف کا سمندر ـــــ بیکراں دھند اور لامتناہی کہرا ـــــ (ہنستا ہے) ـــــ

کہ واپسی کے تمام راستے کھلے ہیں لیکن

ہم اپنی کشتی جلا چکے ہیں ....

راحیل : واپس آپ لوگ کہاں جائیں گے ـــــــــ (Pause) ہر پڑاؤ پر گہری کھائیاں ملیں گی ـــــــ دوستو' حقیقتوں کا سامنا کرنا سیکھو' حقیقتیں ہر جگہ تلخ ہوا کرتی ہیں ـــــــ یہاں ایک طرح کی اُلجھن ہے' واپسی پر کوئی اور پریشانی ہوگی ـــــ فرار سے مسئلے حل نہیں ہوتے' وقتی طور پر ٹل جاتے ہیں ۔

شہریار : (مایوس لہجے میں) شاید ہمارے درد کی دوا آپ کے پاس ہے' مگر وہ درد نہیں جس سے ہم لوگ دوچار ہیں (Pause) میں سمجھتا ہوں یہ سب قسمت کا کھیل ہے!

راحیل : (مسکراتے ہوئے) میرے دوست' میں مایوس نہیں ـــــ اور میں قسمت کی دُہائی بھی نہیں دیتا! اس سے پہلے کہ ہماری میٹنگ ختم ہو مجھے دو باتیں کرنی ہیں ایک تو یہ کہ ہماری ''سیلف ہلپ گروپ'' کی میٹنگ میں ملاقات کی غرض سے ہی آتے رہیں ـــــ اپنی تبدیلی کا آپ خود اندازہ نہیں لگا پائیں گے یہ میرا تجربہ ہے (Pause) دوسری اہم بات یہ ہے کہ وہ مہاجرین جو یہاں متوازن زندگی گزارتے ہیں' یعنی میانہ روی اختیار کئے ہوئے ہیں' ان میں سکون اور قناعت بہت واضح ہے۔ ایسے خاندان اور افراد نہ اپنے ماضی سے شرمندہ اور نہ مستقبل سے خائف ہیں' اگر آپ ان سے گفتگو کریں تو وہ آپ کو مشرقی اور مغربی معاشرے کے روشن اور تاریک دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈال کر دکھائیں گے اور ان سے حسبِ ضرورت استفادہ بھی کر رہے ہوں گے! (Pause)

بس آج کی میٹنگ کے لیے اتنی ہی باتیں کرنا تھیں' مجھے اُمید ہے آپ سب کچھ اور دوستوں کے ساتھ اگلی میٹنگ میں ضرور تشریف لائیں گے ـــــ آپ سب کا شکریہ!

(لوگ اُٹھ کر جانے لگتے ہیں' راحیل نعمان سے مصافحہ کر رہا ہے)

شبراتی : (پُر اُمید لہجے میں) شہزادے ـ اللہ پاک کی قسم اب تو میں کہیں نہیں جاتا بھائی!

ابوبکر : (مسکراتے ہوئے) اپن کدھر جاتا یار ـــــــ کیا! (سرگوشی میں) اپن سنا' ادھر جو بھی آئے لا ہے' واپس جاتا اِچ نئیں ہے ـــــ کیا!

(خضر اور اعجاز اُٹھ کر شہریار سے مصافحہ کر رہے ہیں)

سرمدی : (اُٹھتے ہوئے مسکرا رہا ہے) :

''ہم اجنبی ہیں یہاں پر مگر وطن سے کم
دھواں دھواں سا ہے منظر مگر وطن سے کم
شناخت اپنی ہم اک روز بھول جائیں گے
ہمیں ہے اس کا یہاں ڈر مگر وطن سے کم''

(تمام لوگ کمرے سے نکل جاتے ہیں' صرف مسز شانتی اور راحیل رہ جاتے ہیں)

راحیل : بات کیا ہے شانتی ـــــ آج تم کچھ خاموش رہیں؟

شانتی : کیونکہ آج تم کچھ زیادہ باتیں کر رہے تھے!

راحیل : کیا مطلب؟

شانتی : مطلب کیا ـــــــ تمہاری باتوں سے لگ رہا تھا کہ بس مہاجرین کی پریشانیاں واقعی جڑ سے ختم ہو جائیں گی ـــــ جیسے ہر پرابلم کا حل تم انہیں بتا سکتے ہو! جبکہ (Pause) تم جانتے ہو یہ ناممکن نہیں تو کس قدر مشکل مرحلہ ہے!

راحیل : (سوچتے ہوئے) مجھے اس کا احساس ہے کہ آج میں کچھ زیادہ جذباتی ہو رہا تھا پر اُمید پر دنیا قائم ہے! (Pause) میں مسئلہ جڑ سے ختم نہیں کر سکتا مگر ان لوگوں کو ذہنی اذیت سے تو کچھ چھٹکارا دلا سکتا ہوں ـــــ یہ کیا کم ہے! میں جانتا ہوں نہ یہ پرابلم جڑ سے ختم ہوں گے نہ آنے والوں کا سلسلہ ـــــ ہم سب اپنے دُکھ سکھ کے ساتھ یہیں رہیں گے' اب یہ فرد پر منحصر ہے کہ کتنی جلدی ان کا عادی ہو جائے یا ان پریشانیوں پر قابو پالے (Pause) (مسکراتے ہوئے) تم کہو گی میں پھر لیکچر دینے لگا (شانتی بھی مسکراتی ہے) چلو ان مسئلوں کو اگلی میٹنگ تک کیلئے اُٹھا رکھو ـــــــ چل کر کہیں کافی پیتے ہیں!

(دونوں اپنی فائل سنبھالے باہر نکل جاتے ہیں)

پردہ گرنے کے دوران' بیک گراؤنڈ سے سرمدی کی آواز فضا میں تحلیل ہوتی سنائی دے رہی ہے

کہ واپسی کے تمام رستے کھلے ہیں لیکن
ہم اپنی کشتی جلا چکے ہیں!!!

Light and music fade out

☆☆☆☆☆

حوالہ ـــــــــ اقتباسات/اشعار : **REFRENCE BOOKS**

(۱) بستی/زرد کتا : انتظار حسین

(۲) ڈیٹ ڈے دل ڈان : اشفاق حسین

(۳) مہردونیم : افتخار عارف

(۵) انفرادی اور معاشرتی نفسیات : خالد سہیل

☆☆☆☆☆

کنوارے بھلے

کردار :

اقتدار خان	ـــــــــ	ایک ۵۰ رسالہ وضع دار مینیجنگ ڈائریکٹر
بیگم فرزانہ خاں	ـــــــــ	۴۵ رسالہ روایتی حیدرآبادی بیگم!
سبرینا خاں	ـــــــــ	۲۵ رسالہ ماڈرن اور بینکنگ کی طالب علم، بیٹی!
روزینہ خاں	ـــــــــ	۳۰ رسالہ خاموش مگر تنک مزاج بیٹی، سوشل ورکر!
رومان خاں	ـــــــــ	۲۰ رسالہ ماڈرن مگر بے کار بیٹا!
کمال اختر	ـــــــــ	۴۰ رسالہ ڈاکٹر!
سیّد حسین	ـــــــــ	۳۰ رسالہ بزنس مین!
راجکمار	ـــــــــ	۳۵ رسالہ ڈینٹسٹ، سیّد کا دوست
رامش لکھنوی	ـــــــــ	۳۵ رسالہ شاعر اور چھوٹا موٹا کاروباری

☆☆☆☆☆

سین ـــــــــ ٹورانٹو کی ایک شام

اقتدار خاں صاحب کا نفیس ڈرائنگ روم، صوفہ، کرسیاں، کافی ٹیبل، منقش گلدان ـــــ دیوار پر اللّٰہ مُحَمَّد کا فریم، ایک طرف ماڈرن آرٹ کی ایک فریم شدہ پینٹنگ ـــــ سلیقے سے سجی کتابوں کی الماری، جس میں اُردو کی کافی کتابیں لگی ہیں ـــــ کمرے کے بیچ میں ورزش والی سائیکل رکھی ہے ـــــ بیگم صاحبہ میز پر چیزیں ٹھیک کر رہی ہیں!

بیگم :(بیزار ہو کر) اچھے بھلے حیدرآباد میں تھے، مٹی پڑو ـــــ کہاں سے کینیڈا آ کو مصیبت مول لیے ـــــ (ساری کا دامن کمر میں ٹھونستے ہوئے) سارا دن کاماں کر کر کو جان نکل جاتی! اُدھر پانچ پانچ خانساماں، نوکر چاکر چھوڑ کر یہاں............توبہ ہے!

خان صاحب :(کرتے کا بٹن لگاتے داخل ہوتے ہیں) بیگم، دن میں ایک بار حیدرآباد کی دہائی دیئے بغیر تو

آپ کا دانہ ہضم ہی نہیں ہوتا ـــ کیوں؟

بیگم :(سر جھٹکتے ہوئے) ہونہہ!

خان صاحب :بخدا اگر آپ اتنی باقاعدگی سے اوپر والے کو روز یاد کرتیں تو اب تک پچھلے سارے گناہ معاف ہو چکے ہوتے، کیا سمجھیں! بھئی ناشکری کی انتہا ہے۔

بیگم :(بھڑک کر) آپ تو بڑے اللہ والے ہیں نا ـــ بہت شاکر، ۳۴ سال سے آپ کے ساتھ ہوں ـــ سوب مالوم میرے کو، میرا منہ کھلوائے نکو ـــ (کرسی ہٹاتے ہوئے) پوٹیاں جوان ہو گئیں تو اچانک رنگ رلیاں چھوڑ کے آپ کو خوفِ خدا کا بخار سوار ہو گیا ـــ اب بس شادی کی ریل چھوٹی جارہی ہے۔

خان صاحب :خدا شاہد ہے (ہنستا ہے) میں نے بھی ۳۴ سال پہلے کیا حسین غلطی کی تھی ـــ (پائپ بھرتے ہوئے) پاکستان بنانے میں غلطی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو مگر یہ دہلی اور یو پی والوں نے حیدر آبادیوں سے رشتہ جوڑنے کی جو نادانیاں کی ہیں، اس کی تلافی ممکن نہیں! سمجھیں آپ!

بیگم :(طنزیہ لہجے میں) شکر کریں خان صاحب! دہلی کی نواب زادی ہوتی تو کب کا حضور کو خدا حافظ کر کو کراچی میں ہوتیں انیں! میرے کو سمجھانے چلے!

خان صاحب :خیر ـــ یہ قصہ پھر کبھی (کش لیتا ہے) اس وقت بچیوں کی نسبت کے لیے مہمان آنے والے ہیں (مسکراتے ہوئے) ذرا چہرے پر تازگی لائیے، کیا محرمی چہرہ بنا رکھا ہے۔ کیا سمجھیں! (Pause) ہاں ـــ رزمی صاحب کا فون تو نہیں آیا تھا؟

بیگم :میرے کو نہیں مالوم ـــ (زیر لب) باتاں بنانا کوئی دِلّی والوں سے سیکھے! توبہ ہے ـــ

خان صاحب :(باہر جاتے ہوئے) اچھا بھئی مجھے کچھ ضروری کال کرنے ہیں۔ کیا سمجھیں میں اپنے کمرے میں ہوں!

بیگم :ہاں، ہاں سب سمجھ رہی ہوں ـــ اس گھر میں آرڈر سوپ چلاتے۔ کام سے سب کو وحشت (زور سے) ارے رومان ـــ کہاں ہے بیٹا تو......

رومان :(ہاف نیکر پہنے باسکٹ بال کھیلتا داخل ہوتا ہے) Yes Mom!

بیگم :یا اللہ ـــ یہ تو بندروں کی طرح اُچھلتا رہیں گا یا کچھ کام کاج بھی کریں گا ـــ توبہ ہے، جب دیکھو بال کے پیچھے پڑا! جا کو کپڑا بدل بیٹے ـــ مہمان آرہے تیری بہناں کو دیکھنے!

رومان :'So what' ـــ میرے کپڑے سے ان کا کیا تعلق ممی! ویسے بھی آج میری ڈیٹ ہے!

بیگم :ایک تو تیری تاریخوں سے میں بیزار ہوں، جب دیکھو ڈیٹ! کام کا نا کاج کا ـــ بس گوری چھوکریوں کے پیچھے تباہ! تیرے باوا کو پتہ چل گیا تو ان کا پارہ خواہ مخواہ چڑھنے لگیں گا!

رومان :Who Cares ـــــ (بال ہوا میں اُچھالتا ہے) دیکھو ممی ہم لوگوں کو کرنا وہی ہے جو ہمیں اچھا لگتا ہے ـــــ پھر آپ اور اولڈ مین کیوں ہر وقت اپنا بلڈ پریشر ہائی کرتے رہتے ہیں ـــــ (پھر بال اُچھالتا ہے) ارے ہاں شیرن کا فون تو نہیں آیا تھا؟

بیگم :شرم کر نا ہنجار ـــــ ماں سے ایسی بکواس کرتا ـــــ تو کچھ کماتا ہوتا تو کیا کرتا خم بخت!

رومان :(ہنستا ہے) کماتا ہوتا تو بائی گاڈ تمہارے چڑیا خانے میں نہ رہتا! شیرن کے ساتھ رہتا ـــــ اور کچھ سننا ہے؟

بیگم :خداوندا یہ سب سننے کو پہلے مجھے موت کیوں نہیں آتی؟

رومان :دیکھو مام ـــــ کیوں اپنا موڈ اور میری شام خراب کر رہی ہو ـــــ میں نے کہہ دیا مجھے جانا ہے، بس جانا ہے ـــــ میں کوئی بچہ نہیں ہوں کہ ہر شام گھر بیٹھ کر ٹی وی دیکھوں اور پھر اگر کوئی آرہا ہے تو روزی اور رینا کے لیئے، وہ مجھے دیکھ کر کیا کریں گے ـــــ

(سبرینا ٹی شرٹ اور جینز پہنے داخل ہوتی ہے)

بیگم :(حیرت سے) انہیں دیکھو ـــــ یہ کیا پہن رکھا تو نے، توبہ ہے! تم سب کائے کو میری جان ہلکان کر رہے!

سبرینا :کیا ہوا ممی ـــــ"Why are your so hyper?" مثلاً اس لباس میں خرابی کیا ہے اور پھر آج پہلی بار تو میں نے پہنا نہیں! (کرسی پر بیٹھتے ہوئے) اپنے چہروں پر آپ لوگ نقاب کب تک لگائے رہیں گے ـــــ (سمجھاتے ہوئے) آج لڑکا آرہا ہے، شادی تو نہیں ہے نا آج ـــــ شادی تمہارے حیدرآبادی جوڑے میں کرلیں گے، خوش! (Pause) سب وے میں دھکے کھاتے گھر آؤ تو وہی روز کی گھسی پٹی باتیں ـــــ کچھ چائے وائے ہے یا............

بیگم :(بات کاٹتے ہوئے) چائے مہمانوں کے ساتھ پینا ـــــ وہ لوگ بس آتے اِچ ہوں گے۔ (دوسرے کمرے میں جاتی ہے)

روزینہ شلوار قمیص پہنے کان میں بندے ٹھیک کرتے داخل ہوتی ہے)

رومان :"Sis! you are looking great" اچھا "All the best" میں چلتا ہوں مجھے دیر ہورہی ہے (باہر نکل جاتا ہے۔)

سبرینا :(بہن کو بغور دیکھ کر مسکراتے ہوئے) روزی یار ـــــ آپ تو واقعی سیریس لگ رہی ہو (Pause) وہ دہلی والے شہزادے کا خط آنا بند ہو گیا لگتا ہے؟

روزینہ :(میز پر پڑی میگزین اُٹھاتے ہوئے) مجھے بور مت کرو سبرینا، ویسے ہی کل سے ممی اور پاپا نے جینا حرام کر رکھا ہے (Pause) اور پھر دیکھنے میں بُرا کیا ہے ـــــ فیصلہ تو آخر میں نے ہی کرنا

ہے۔!

سبرینا :ہاں،ہاں! کیوں نہیں ــــــ شاید لاٹری ٹھیک ٹھاک نکل آئے، مگر میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا کہ مہمانوں سے کیا مراد ہے۔ مثلاً لوگ کتنے آرہے ہیں؟

روزینہ :شاید تین "I don't know"

(بیگم ہاتھ میں بسکٹ وغیرہ کی طشت لیے داخل ہوتی ہیں)

سبرینا :ممی ــــ کتنے مہمان آرہے ہیں آج؟

بیگم :تین!

سبرینا :کیا مطلب ــــ ایک ساتھ تین؟

بیگم :(اُکتا کر) ارے نہیں ــــ الگ الگ ــــ اب تیرے باوا کو کیا کہوں، آج اِچ تین چھوکروں کو بلانا تھا ــــ ان کے پیر رزمی صاحب بولے تو ایک دن میں دس کو بلا لیں گے ــــ کام تو مجھے کرنا، باولا کر کے چھوڑیں گے میرے کو!

سبرینا :(ہنستی ہے) That's crazy ــــ چلو مزہ آئے گا!

روزینہ :میرے خیال میں روز ڈراما کرنے سے اچھا ہے ایک شام ساری بیوقوفیاں برداشت کر لی جائیں۔

بیگم :اچھا تم دونوں اپنی بقراطیاں الگ رکھو ــــــــ اور یہ نامراد سائیکل کیا میں اندر اُٹھاؤں ــــ یا کسی چھوکرے کو اس پر بٹھانا ہے ــــ! غضب خدا کا کیا بچے دیئے مولا تونے میرے کو! توبہ ہے ــــ

سبرینا :(ہنستی ہے) "Poor mom" (سائیکل اُٹھا کر اندر لے جاتی ہے)

بیگم :روزی بیٹے آپ کچن میں ذرا دیکھ بھال کر لیو ــــ مہمان بس آتے اِچ ہوں گے! میرا تو ابھی سے دل ہول رہا ہے۔

(روزینہ خاموشی سے باہر نکل جاتی ہے)

خان صاحب :(گنگناتے ہوئے داخل ہوتے ہیں) ''ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے؟'' (گھڑی دیکھتے ہیں) بھئی دو نمبر تو میں نے پہلے ہی کاٹ لیے۔ سمجھیں آپ ــــ ۴ بجے کا وعدہ تھا ــــ آدھ گھنٹہ اوپر ہونے کو آئے۔ صاحبزادے کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ (فون اُٹھاتے ہوئے) بیگم، رزمی صاحب کا فون تو نہیں آیا تھا؟

بیگم :(کرسیاں جھاڑتے ہوئے، سر ہلا کر نہ کہہ دیتی ہیں۔)

خان صاحب :(فون اُٹھا کر) ہیلو ــــ رزمی صاحب گھر پر ہیں؟ جی میں اقتدا خاں عرض کر رہا ہوں ــــ اچھا

(Pause) (فون پر ہاتھ رکھ کر) بیگم وہ میٹھے ٹکڑے بنائے آپ نے ــــ! ہیلو ــــ جی، حضور مزاج گرامی ــــ بھئی وہ آپ کے نوشہ میاں اب تک نہیں براجے، کیا سمجھے آپ ــــ ویسے مانٹریال سے تو آ گئے ہیں نا ــــ نہیں کوئی بات نہیں! زیادہ دیر ہوئی تو وہ چھ بجے دوسرے حضرت کو وقت دیا ہوا ہے نا ــــ کیا سمجھے آپ! ویسے تو سب ٹھیک ہے، بس وہ سعدات والی بات ذرا بیگم کو کھٹک رہی ہے! اچھا ــــ یعنی پہلے والے سیّد نہیں ہیں ــــ دوسرے صاحب ہیں وہ بہت ماڈرن ہیں، یہ سب بالکل نہیں مانتے۔ چلو یہ تو اچھی بات ہے، بھئی مجھے تو کوئی اعتراض نہیں، سمجھے آپ! اب دیکھئے بچیوں کی قسمت ــــ ٹھیک ہے۔ اچھا صاحب، اللہ حافظ (فون رکھ کر) بیگم آپ رزمی صاحب کو جو کہیں ــــ یہاں کمیونٹی میں ایسے لوگ نہ ہوں تو یہ نسبت، مرنا، جینا، سب معاملہ رُک جائے، کیا سمجھیں ــــ تمہارے اسلامک سینٹر والوں نے اپنے گرد ایسی دیوار بنا رکھی ہے کہ بس......

(دروازے پر کال بیل بجتی ہے ــــ سب ہڑبڑا جاتے ہیں ــــ خان صاحب کمرے پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔ بیگم سر پر ساری کا آنچل ٹھیک کرتی ہیں، خان صاحب لپک کر دروازے پر جاتے ہیں)

خان صاحب :(دروازہ کھولتے ہوئے) آداب ــــ آیئے کمال صاحب ــــ تشریف لایئے!

کمال :(مسکراتے ہوئے) السلام علیکم!

خان صاحب :آپ میری بیگم فرزانہ!

کمال :السلام علیکم جی!

بیگم :(مسکراتے ہوئے) وعلیکم السلام ــــ تشریف رکھئے میں (Pause) پورا نام کیا ہے آپ کا؟

کمال :(بیٹھتے ہوئے) جی، کمال اختر (کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے) معاف کیجیے مجھے کچھ دیر ہو گئی ــــ کیا کہتے ہیں، آج ہی میڈیکل کی ایک میٹنگ بھی تھی، بس وہاں پھنس گیا!

خان صاحب :(گھڑی دیکھتے ہوئے) کوئی بات نہیں میاں ــــ اور سنایئے (پائپ بھرنے لگتا ہے)

کمال :سر جی سب خیر ہے ــــ بس میرے پروفیشن میں سانس لینے کی بھی فرصت نہیں! کیا کہتے ہیں ــــ بہت مصروفیت ہے ــــ (اِدھر اُدھر دیکھتا ہے) دیکھئے جی، میں بہت صاف گو ہوں۔ اگر آپ لوگ مناسب سمجھیں تو وضع داریوں کو الگ رکھ کر، سبھوں کو بلا لیں ــــ کیا کہتے ہیں، کچھ بات چیت ہو جائے۔ مجھے ذرا جلدی جانا بھی ہے۔

(خان صاحب کے چہرے پر کچھ ناگواری کا رنگ آتا ہے)

بیگم :(فوراً بولتی ہیں) ہاں ہاں۔ کیوں نہیں ــــ چائے کا وخت ہے ــــ روزینہ چائے تیار کر رہی ہے (آواز دیتی ہے) روزی بیٹے ــــ (Pause) بس آتی اِچ ہوں گی۔

سبرینا :(داخل ہوتی ہے) ہائے!

کمال :ہیلو ــــ کیسی ہیں آپ؟

سبرینا :"Fine, thank you"

بیگم :میری چھوٹی بیٹی سبرینا ــــ اِسٹوڈنٹ ہیں اِنے!

کمال :اچھا ــــ کیا سبجیکٹس ہیں آپ کے؟

سبرینا :بینکنگ ایڈمنسٹریشن ــــ رائل بینک سے اِسکالرشپ مل گئی تھی!

کمال :Thats great ــــ یہ تو بڑی اچھی لائن ہے، کیا کہتے ہیں ــــ "You must be enjoying it" ــــ

(روزینہ چائے کی ٹرے سنبھالے داخل ہوتی ہے)

خان صاحب :آؤ روزی بیٹے آؤ ــــ کمال صاحب یہ میری بڑی بیٹی ہیں روزینہ!

روزینہ :(چائے کی ٹرے میز پر رکھ کر) آداب!

کمال :السلام علیکم ــــ کیسی ہیں آپ! (بھرپور نگاہ سے لڑکی کو دیکھتا ہے)

بیگم :رینا بیٹے، آپ ذرا چائے تو بنانا بیٹے (رینا خاموشی سے چائے بنانے لگتی ہے) ہاں، تو کمال میاں، آپ لوگاں پاکستان سے تعلق رکھتے، سنا!

کمال :ہاں جی ــــ ہم لوگ لاہور کے ہیں۔

خان صاحب :(کش لیتے ہوئے) آپ کے والد صاحب کا کیا نام ہے میاں؟

کمال :جی ــــ چودھری جمال اختر۔

بیگم :لاہور ــــ آپ لوگاں، پنجابی برادری کے ہیں لگتا ــــ کیوں؟

کمال :اجی اب کہاں پنجابی رہے ــــ کیا کہتے ہیں، اب تو ہم سب کینیڈین ہیں ــــ کیوں خان صاحب!

خان صاحب :جی وہ تو ٹھیک ہے (کش لیتا ہے) مگر میاں اپنے کلچر کی تو بات ہی کچھ اور ہوتی ہے، سمجھے آپ!

سبرینا :(کمال سے) آپ ــــ شکر کتنی لیں گے؟

کمال :شکریہ جی ــــ میں شکر نہیں لیتا ــــ "And black tea please"

(رینا چائے کی پیالی بڑھاتی ہے)

بیگم :یہ پیسٹری لیں (بڑھاتی ہے) آپ تو بہوت تکلفات کر ریں!

کمال :جی شکریہ ــــ وہ میٹھے سے کیا کہتے ہیں کچھ پرہیز بہتر ہے۔
(ایک ٹکڑا لے کر منھ میں رکھتا ہے)

بیگم :تو مانٹریال میں آپ تنہا ہیں کیا؟

کمال :(کھاتے ہوئے سر ہلاتا ہے)

بیگم :وہ مکان ہے یا کانڈو میں رہتے میاں ــــ میرا مطلب......

کمال :(بات کاٹتے ہوئے)نہیں،نہیں ــــ کیا کہتے ہیں اپنا مکان ہے۔

سبرینا :تنہا اس کی دیکھ بھال آپ کر لیتے ہیں ــــ I mean

کمال :جی نہیں ــــ کیا کہتے ہیں"Molly Maids" کی لڑکیاں ہفتے میں ایک بار آ کر گھر سیٹ کر جاتی ہیں ۔ مجھے اتنی فرصت کہاں (چائے کی چسکی لیتے ہوئے روزینہ سے) آپ بہت خاموش لگتی ہیں
"I hope I am not boring you"

روزینہ :(ہڑبڑا کر)نہیں،نہیں ــــ ایسی کوئی بات نہیں!

سبرینا :فون پر یہ خوب باتیں کرتی ہیں جناب ــــ مثلاً رانگ نمبر سے بھی کم از کم بیس منٹ!(سب ہنستے ہیں)

کمال :(روزینہ سے) آپ نے اپنے کام کے بارے میں کچھ نہیں بتایا؟

سبرینا :(ٹوکتی ہے)میرے خیال میں آپ نے شاید پوچھا ہی نہیں تھا!
Anyways ــــ بتادو روزی!

روزینہ :(بہن کو گھور کر دیکھتی ہے)جی ــــ میں سوشل ورکر ہوں ــــ
"And I love my job" ــــ

کمال :"Thats good" کیا کہتے ہیں ــــ اور کوئی ہابی یا اسپورٹس؟

خان صاحب :بھئی کمال صاحب،ہماری بچی چیس Chess کی ماہر ہے، سمجھے آپ ــــ
"Very Intellegent"

کمال :ہاں چیس مجھے بھی بہت پسند ہے مگر اب وقت کہاں' کیا کہتے ہیں کہ گھنٹوں بیٹھ کر پیدل سوار کو مات دیتے رہیں جی!

خان صاحب :میں یہ پوچھنا تو بھول ہی گیا کہ سرجری میں آپ کی Speciality کیا ہے؟

کمال :وہ(چسکی لیتا ہے)Orthopedics کیا کہتے ہیں،فیلڈ ہے میری!

بیگم :جی!

خان صاحب :بھئی جسے ہمارے یہاں ماہرِ امراضِ ہڈی پٹھا اور جوڑ کہتے ہیں، سمجھیں آپ! کیوں میاں؟

کمال :ہاں جی (ہنستا ہے) ٹھیک کہا آپ نے (گھڑی دیکھتا ہے) خان صاحب (گلا صاف کرتے ہوئے) میرا خیال ہے کہ اصل بات کا کچھ ماحول نہیں بن رہا ــــــــــــــ کیا یہ ممکن ہے کہ (Pause) کیا کہتے ہیں ـــ میرا مطلب روزینہ سے میں کہیں باہر ملاقات کرلوں؟

خان صاحب :بھئی یہاں کے رکھ رکھاؤ اور تقاضوں کو میں سمجھتا ہوں ـــــ مگر بنیادی طور پر ہم لوگ وضع دار ہیں، کیا سمجھے اور پھر............

بیگم :(بات کاٹتے ہوئے) جلدی کیا ہے میاں، ابھی تو آپ ماشاءاللہ دو چار بار آؤ گے، سب باتاں معلوم ہو جائیں گی ـ آج بچی بھی کچھ شر ما رہی ہے!

سبرینا :(چھیڑتے ہوئے)"Doc! are your asking for an Islamic-Date"

کمال :دیکھئے جی، میرے پاس وقت بالکل نہیں ہے "Not even for a date" میں سمجھتا ہوں بات جتنی جلدی اور جس قدر آسانی سے طرفین کو سمجھ میں آجائے اتنا اچھا ہے ـــ اور کیا کہتے ہیں، آج بھی مجھے ڈنر پر جانا ہے ـــ آپ لوگ اجازت دیں تو آج یا کل میں روزینہ سے کچھ باتیں فون پر Discuss کرنا چاہوں گا؟

خان صاحب :(خاموشی سے کش لیتے ہیں اور سر ہلاتے ہیں)

بیگم :(جلدی سے) کیوں نہیں ـــ ضرور، اس میں تکلف کی ضرورت نہیں ـــ انشاءاللہ سب بہتر ہوگا!

کمال :تو پھر مجھے اجازت دیں، کیا کہتے ہیں، اس بار ٹورانٹو آیا تو آپ لوگوں کے ساتھ ڈنر کے لیے وقت نکالوں گا۔

سبرینا :ویسے کھانا تو آپ پکا ہی لیتے ہوں گے، ڈاکٹر صاحب!

کمال :(اُٹھتے ہوئے) ساری ڈیئر ـــ میں اگر کھانا پکاؤں گا تو پبلک کی ہڈی پسلی کون ٹھیک کرے گا! بس پیزا، برگر عام دنوں میں اور کیا کہتے ہیں ویک اینڈ پر دعوتیں یا پھر چائنیز یا اٹالین ریستوراں......ان غریبوں کے کاروبار کا بھی خیال کسی کو تو رکھنا ہے نا جی! (ہنستا ہے)

بیگم :کھانا تو تیار تھا، آپ کو حیدر آبادی پکوان کھلاتی مگر آپ تو اتنے جلدی میں ہیں کہ کیا کہوں ـــ ویسے میاں اگلی بار آپ فون کر کے آنا، میں حیدر آبادی پلاؤ اور کھٹے بیگن بنوا کو رکھوں گی!

کمال :پھر تو جی ـــ کیا کہتے ہیں، واقعی مزہ آجائے گا ـــ (چلتے ہوئے) اچھا خان صاحب! اب اجازت دیں، شکریہ! (روزینہ سے) آپ سے بات ہوگی ـــ اچھا خدا حافظ!

سبرینا :Nice meeting Doc ..... bye .....

کمال : Bye now ـــ (باہر نکل جاتا ہے، خان صاحب گیٹ تک جاتے ہیں)

(دونوں لڑکیاں ہنسنے لگتی ہیں)

بیگم :بے شرمی الگ رکھو ــــ اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟ ــــ مجھے تو لڑکا خائدے کا دِچتا ـــ آگے اللہ کی مرضی!

روزینہ :ممی ـــ کبھی کبھی ہم لوگوں کی مرضی بھی معلوم کرلیا کریں!

خان صاحب :(کش لیتے ہوئے) ابھی آپ لوگ اپنے فیصلے اپنے پاس رکھیں، کیا سمجھیں ــــ پہلے میں رزمی صاحب سے صاحبزادے کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرلوں!

سبرینا :پاپا کمال کرتے ہیں آپ بھی "You mean you like this guy"

بیگم :بے وقوف لڑکی، باتاں بگھاری جارئ ـــ دیکھنے سننے کو اچھا، پھر سرجن ہے، اپنا مکان، نوکر چاکر اور کیا چاہیے تیرے کو ـــ! (Pause) اب دیکھو مالک کیا کرتا؟

خان صاحب :روزی بیٹے، معاملہ تمہارا ہے، کیا سمجھیں ـــ تم بتاؤ؟ میرا مطلب ہے تمہارا کیا خیال ہے؟

روزینہ :(ہنستی ہے) پاپا ـــ جناب نے مجھ سے بات ہی کتنی کی

"And I hardly know this person" میں کیا کہوں؟

سبرینا :ایک بات بتاؤں ـــ "This crap is a male chauvenist" ایسی مصروفیت ہے تو شادی کیوں کررہے ہیں جناب!

خان صاحب :ہاں ــــ یہ مصروفیت والی بات مجھے بھی کھٹکتی ہے۔ لڑکا اچھا ہے مگر وضعدار نہیں، پنجابی ہے بیچارہ، کیا سمجھیں ـــ مگر دل کا ٹھیک............

سبرینا : (بات کاٹتے ہوئے) پاپا ـــ آپ ہم لوگوں کو جانتے ہیں، پھر ـــ اچھا دوسروں کو دیکھ لیں پھر فیصلہ ہوگا، کیوں روزی؟

(روزینہ خاموشی سے سر ہلاتی ہے۔)

بیگم :تم لوگاں جو کہو ـــ میرے کو لڑکا خائدے کا دِچتا، اب ان پوٹیوں کو کون سمجھائے ـــ توبہ ہے ـــ خاندانی لڑکے، وہ بھی سرجن بار بار نہیں آتے ـــ مگر اس گھر میں میری سنتا اِچ کون ہے؟

خان صاحب :اچھا دہائیاں بعد میں دینا ــــ یہ جگہ صاف کرو (گھڑی دیکھتا ہے) وہ دوسرے حضرت آنے والے ہوں گے، کیا سمجھیں؟

بیگم :اب میں اِچ صفائیاں کروں ــــ یہ لوگاں شادی کے بعد کیا کریں گی اللہ ــــ توبہ ہے!

(روزینہ اُٹھ کر خالی پیالیاں لے جاتی ہے، سبرینا بھی ساتھ جاتی ہے)

خان صاحب :(پائپ بھرتے ہوئے) شادی واقعی بہت بڑا مسئلہ ہے (کش لگاتا ہے) روزی ـــ رینا یہاں

آؤ (دونوں لڑکیاں آتی ہیں) بیٹھو یہاں بیٹھو ـــــــ یہ ساری زندگی کا معاملہ ہے، کیا سمجھیں ـــــــ تم دونوں ماشاءاللہ پڑھی لکھی اور اِسمارٹ لڑکیاں ہو۔ سوچ سمجھ کر فیصلے کی ضرورت ہے' سمجھیں آپ ـــ اور رینا تم ذرا سنجیدہ ہو جاؤ ـــ زیادہ باتیں نہیں کرتے!

(سبرینا کاندھا اُچکاتی ہے' دروازے پر کال بیل بجتی ہے۔ سب ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔)

خان صاحب :بھئی واہ (گھڑی دیکھتا ہے) صاحبزادے وقت کے بڑے پابندی نکلے۔ چلو میں نے انھیں دو نمبر پہلے ہی دے ڈالے۔ (دروازہ کھولتا ہے)

سیّد :آداب ـــ (ہاتھ بڑھاتے ہوئے) سیّد حسین کہتے ہیں مجھے!

خان صاحب :آداب میاں آداب! (ہاتھ ملاتا ہے) تشریف لائیے۔

(سیّد صاحب کے ساتھ اس کا دوست راجکمار بھی داخل ہوتا ہے)

سیّد :(سبھوں کو آداب کرتا ہے، راج کو ملواتے ہوئے) آپ میرے دوست ہیں راج کمار۔

راج :(شرماتے ہوئے) ہیلو!

خان صاحب :بیٹھو میاں ـــ ویسے آپ لوگوں کو مکان ڈھونڈنے میں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟

سیّد :نہیں صاحب ـــ آپ نے راستہ خوب بتایا تھا ـــ پھر اس وقت ہائی وے ۴۰۱ بھی صاف ستھری تھی!

خان صاحب :ہاں میاں ـــــــ میں آپ لوگوں کو اپنی فیملی سے تو ملواؤں۔ یہ ہیں میری رفیقِ حیات فرزانہ ـــ یہ میری بڑی بیٹی روزینہ اور یہ ہیں میری چھوٹی بٹیا سبرینا ـــ سمجھے آپ! (سب مسکرا کر اور گردن خم کرتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔)

بیگم :رینا بیٹے ذرا چائے تو پلاؤ آپ! (رینا اُٹھ کر چلی جاتی ہے) وہ ـــــــ پورا نام کیا بتائے سیّد میاں؟

سیّد :جی ـــ سیّد حسین نقوی!

خان صاحب :نقوی ـــ (Pause) دیکھئے صاحب' ایک بات میری بیگم وضاحت چاہ رہی ہیں ـــ آپ کو معلوم ہے ہم لوگ سُنّی ہیں، کیا سمجھے ـــــــ کیا آپ کے گھر والوں کو کوئی اعتراض نہ ہو گا کہ ....

سیّد :(بات کاٹتے ہوئے) دیکھئے خان صاحب ـــــــ میں پندرہ سالوں سے یہاں مقیم ہوں، کھلا ذہن رکھتا ہوں اور شیعہ سنی کی بیوقوفیوں سے پاک ہوں ـــــ آج کے دور میں اتنی فرصت کسے ہے کہ یہ سب سوچے، ویسے بھی میرا ننیہال سہارن پور کے سنّی گھرانے کا تھا ـــــ مگر میں ذاتی طور پر ان چیزوں کو نہیں مانتا ـــ ہم لوگ پوری طرح مسلمان نہیں رہے ایمان سے' اور آپ لوگ

فرقے کی بات لیے بیٹھے ہیں!

خان صاحب :یہ تو اچھی بات ہے صاحب ـــــــ مجھے حالانکہ رزمی صاحب نے بتا دیا تھا مگر میری بیگم اپنے گھر والوں کی وجہ سے کچھ شش و پنج میں تھیں ـــ سمجھے آپ ـــ خیر!

بیگم :نہیں میاں ـــ باتاں جتنی صاف ہوں، مستقبل کے لیے اُتا اچھا ـــ یہ سب خرافات تو ہمیں لوگاں میں بھی نہیں مانتے، مگر برادری والوں سے راہ و رسم تو رکھنا اِچ پڑتا ہے!(رینا چائے کی طشت لیے داخل ہوتی ہے اور میز پر رکھ دیتی ہے ـــ روزی چائے بنانے لگتی ہے)

روزی :(سید سے) آپ ـــ شکر کتنی لیں گے؟

سیّد :بس ایک ـــ شکریہ!(روزی چائے بڑھاتی ہے، سید لے لیتا ہے)

روزی :(راج سے) آپ، شکر کتنی؟

راج :جی ـــ ایک کافی ہے۔(روزی چائے بڑھاتی ہے)

راج :"Thanks"

بیگم :(دونوں سے) آپ لوگاں کچھ فروٹ لیں ـــــ یہ کاجو نمکین ہیں، ہندوستان سے میری بھانجی نے بھیجا(بڑھاتی ہے)

(دونوں لڑکے کاجو لیتے ہیں)

سیّد :تو آپ دونوں میں سوشل ورکر کون ہے؟

روزی :(جھجکتے ہوئے) جی ـــ میں!

سیّد :بہت اچھی لائن ہے محترمہ ـــ آج کل اس پروفیشن کی بڑی ڈیمانڈ ہے ـــ کس ہاسپٹل سے آپ ......

بیگم :(بات کاٹتے ہوئے) یہ شاہی ٹکڑے تو لیں ذرا ـــ آپ دونوں خواہ مخواہ شرمارئیں!

سیّد :نہیں بھئی میں کھانے میں بالکل نہیں شرماتا ـــــ کافی عرصے کے بعد شاہی ٹکڑے کا نام سنا (روزی سے) آپ نے بنایا ہے؟(روزی گھبرا کر سر ہلاتے ہوئے نہیں کہتی ہے)

بیگم :(جلدی سے) انہیں اتی فرصت کہاں ـــــ میں بنائی! مگر اسے سوب سِکھا دوں گی میری بچی کو، ویسے انہیں کھانا بنانے کا بہت شوق ہے!

سیّد :ہاں یہ شوق تو مجھے بھی بہت ہے، کبھی آپ لوگوں کی دعوت کروں گا ـــ پھر دیکھئے گا!

سبرینا :سچ! آپ کھانا خود بناتے ہیں۔ That's Interesting

سیّد :صرف کھانا نہیں بناتا محترمہ ـــ بہت اچھا بناتا ہوں (ہنستا ہے) راج سے پوچھ لیجیے ـــ آخر ہم کھاتے پیتے گھرانے کے ہیں!

(سب ہنستے ہیں ــــ)

خان صاحب :(کش لیتے ہوئے) سید صاحب، بزنس کیا ہے آپ کا، اور کیسا چل رہا ہے آج کل؟

سیّد :میں، خان صاحب "Real Estate" کی لائن میں ہوں! مگر بنیادی طور پر "Enterpreaner" ہوں ـــــ ہائی رِسک پراپرٹی ڈیل کرتا ہوں ـــــ "Lots of Challenges and excitement"

خان صاحب :واہ صاحب ـــــ رزمی صاحب نے یہ نہیں بتایا تھا ہمیں! آپ تو بڑے دلچسپ آدمی نکلے ـــ سمجھے آپ ـــ تو کیا "Trend" ہے آج کل!

سید :"Trend" تو بہت سازگار نہیں ہے صاحب۔ "Rescession" بس آنے والا ہے ـــ میں تو کہوں گا آچکا ہے! ڈیل بہت سوچ سمجھ کر بنانی پڑ رہی ہے ـــ اب پچھلے ہفتے دو ملین کی ایک پراپرٹی آئی ہے ـــ دیکھئے ابھی اسٹڈی کر رہے ہیں!

خان صاحب :آپ کے کہنے کے مطابق اگر واقعی ریسیشن آ گیا تو حالات بگڑتے دیر نہیں لگے گی ـــــ (سوچتے ہوئے کش لگاتا ہے) آپ نے تو مجھے سوچ میں ڈال دیا ـــ کیا سمجھے!

سیّد :دیکھئے اس حقیقت سے تو کوئی بھی Sensible کاروباری انکار نہیں کر سکتا ـــ مگر سنبھل کر بازی کھیلنے والے کے لیے یہی سنہری موقع بھی ہوگا ـــــ بس ذرا "Cash Flow" پر لگام لگانے کی ضرورت ہے!

خان صاحب :جب حالات ہی بگڑ چکے ہوں گے تو آپ سنبھل کر ہی کیا کر لیں گے!

سیّد :یہی تو نکتہ ہے، دیکھئے جتنے حالات بگڑیں گے، اسی قدر "Bankruptcy" ہوگی ـــ اور جس نے کیش فلو پر گرفت رکھی ہوگی وہی خریداری میں آگے ہوگا ـــ کیا سمجھے حضور!

خان صاحب :ہاں، سمجھ رہا ہوں! سید صاحب، آیئے کچھ سنجیدہ گفتگو ہو جائے ـــــ اسٹڈی میں چلتے ہیں (سبھوں سے) آپ حضرات ذرا چائے نوش فرمائیں، ہم لوگ ابھی آئے ـــ آؤ بھئی سید میاں!

سیّد :راج، تم جب تک باتیں کرو، ہم لوگ ابھی آئے (دونوں باہر نکل جاتے ہیں)

(روزینہ اور سبرینا ایک دوسرے کو دیکھ کر کاندھا اچکاتی ہیں، راج مسکراتا ہے اور بیگم پہلو بدلنے لگتی ہیں)

سبرینا :(راج سے) آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آپ کہاں کے راجکمار ہیں، مثلاً آپ کا پورا نام کیا ہے ـــ "If You Don't Mind"

راج :(ہڑبڑا جاتا ہے) جی، میں ـــــ (سنبھلتے ہوئے) میرا نام راجکمار شرما ہے اور بنارس سے تعلق ہے میرا۔

بیگم :(چونکتے ہوئے) شرما ـــــ اوہ! آپ بنارس سے ہیں کیا! سنا بہت اچھی جگہ ہے' آپ تشریف رکھیں میں ابھی آئی!

سبرینا :Oh ! I would Love to go to India One Day تاج محل ـــ لال قلعہ ـــ کشمیر! It must be Splendid !

راج :"Yes, It is" آپ انڈیا نہیں گئیں!

سبرینا :اوں ہنہ ـــ مگر (مسکراتے ہوئے) "Passage to India" دیکھی ہے ـــ "And I Love it"

راج :آپ جب کبھی پلان بنائیں' میں اپنے گھر والوں کو لکھ دوں گا! ـــ "You Will be Their Honoured Guest"

سبرینا :"Really" ـــ (روزی کی طرف دیکھتی ہے' جو بور ہو رہی ہے اور میگزین کے ورق الٹ رہی ہے) راجکمار صاحب! آپ کا پروفیشن تو میں پوچھنا بھول گئی

راج :جی' میں ڈینٹسٹ ہوں' "First Candian Place" میں میرا کلینک ہے!

سبرینا :"You will not believe it" ـــ (ہنستی ہے) مجھے ایک Cavity نے کافی دنوں سے پریشان کر رکھا ہے۔ میرا خیال ہے اب آپ کے کلینک آنا ہی پڑے گا۔ (روزی، رینا کو دیکھتی ہے اور مسکرا دیتی ہے)

راج :"My pleasure" ـــ ضرور آئیں آپ ـــ مگر پہلے فون ضرور کر لیں (گھڑی دیکھتا ہے)

بیگم :(داخل ہوتی ہیں) ارے یہ لوگاں ابھی تک پراپرٹی اِچ میں لگے ہوئے توبہ ہے، بس خیر سمجھو!

راج :(اُٹھتے ہوئے) وہ ـــ ہم لوگوں نے میٹر پر پارکنگ کی ہے، کوئی جگہ تھی ہی نہیں اور گھنٹہ ہونے کو آیا ـــ مجھے کواٹر ڈالنے جانا ہوگا، ورنہ ٹکٹ مل جائے گا!

سبرینا :ویسے کواٹر تو ہیں نا آپ کے پاس؟

راج :(جیب ٹٹولتے ہوئے) ہاں، ہے تو ـــ تھینکس ـــ اچھا ابھی آیا (باہر نکل جاتا ہے)

روزینہ :ـــ Reena behave yourself میں سب دیکھ رہی ہوں!

سبرینا :(خوش ہو کر) اللہ قسم روزی ـــــ کتنا اِسمارٹ ہے (ہنستی ہے) کم بخت Shy کتنا ہے (زیر لب) I think I like him۔

بیگم :تیری عقل گھاس چرنے گئی کیا ـــ اری بدذات، انہیں ہندو ـــ توبہ ہے، کیسی باتاں کر رئی تو ـــ زبردستی کی پسند!

سبرینا :ہندو ہے تو کیا ہوا ممی، لڑکا شریف ہے، اِسمارٹ ہے اور سلجھا ہوا پروفیشنل ہے۔ (Pause) مجھے اچھا لگ رہا ہے بس!

بیگم :مگر میں اس کی قطعی اجازت نہیں دے سکتی، تیرا دماغ پھر گیا ہے لگتا!

سبرینا :تم ہی تو کہتی تھیں گورے سے شادی کرنے سے اچھا ہے کسی ہندو سے شادی کر لے ـــــ اب کیا ہوا؟

بیگم :بے وقوفی کی باتاں کرونکو ـــــ میرے سر میں ایسے ہی درد ہو رہا ہے۔

سبرینا :ممی، جب میں ہیری کے ساتھ ڈیٹ کر رہی تھی تو تمہیں وہ بھی پسند نہیں تھا ـــــ اتنے دنوں میں ایک لڑکا اچھا لگا تو وہ تمہیں ہندو نظر آ رہا ہے!

روزینہ :پاگل لڑکی ـــــ خواہ مخواہ بک بک کر رہی ہے! ابھی تجھے کیسے پتہ کہ وہ سنگل ہے بھی یا وہ بھی تجھے پسند کرے گا!

سبرینا :ہاں، یہ بات تو ہے ـــــ مگر لگتا ہے وہ ابھی سنگل ہے، مثلاً (ہنستی ہے) دیکھا نہیں، کتنی شرافت سے چائے نظریں جھکا کر پی رہا تھا۔

بیگم :بس ـــــ زبان کو لگام دیو ـــــ باوا کو تیرے پتہ چلا تو خیامت آ جائے گی!

سبرینا :(ہنستے ہوئے) وہ تو اک دن آئے گی ممی!

بیگم :اچھا ابھی ہوش کے ناخن لیو (Pause) اب وہ تیرے شاہزادے کے لئے بھی کچھ بنانا اچ ہے، میرا سر دکھنے لگا، خدا تیرے باوا کو عقل دے۔ (زیرلب) ایک دن میں تین تین بر دیکھیں گے ـــــ توبہ ہے!

(اُٹھ کر کچن کی طرف جاتی ہے ـــــ فون کی گھنٹی بجتی ہے اور سبرینا لپک کر اُٹھاتی ہے)

سبرینا :ہیلو۔ Khan's residence ـــــ اوہ، ہائے ـــــ ڈاکٹر صاحب بڑی جلدی خیریت پوچھی ـــــ Sure کیوں نہیں ـــــ ایک منٹ (روزی کو فون دیتے ہوئے) تمہارے کمال ہیں ـــــ آج بندے کو نیند نہیں آئے گی!

روزینہ :ہیلو ـــــ جی، میں روزی بول رہی ہوں ـــــ (Pause) تو آپ میرے بارے میں جاننا چاہتے ہیں (مسکراتی ہے) مگر آپ کے پاس تو وقت نہیں، ہاں۔ ہاں ـــــ لگتا ہے ہم سب بیکار ہیں ـــــ نہیں میں بُرا نہیں مان رہی (Pause) میرے پاس بھی بُرا ماننے کی فرصت نہیں، ـــــ جی دیکھئے ڈاکٹر I mean سرجن صاحب، میں ایک آزاد خیال اور Established لڑکی ہوں ـــــ "Yes, I know I am smart" ہاں کوشش تو ماں باپ کی ہے مگر پسند میری ہوگی ـــــ جی! "Date" ہاں میں نے پہلے ڈیٹس کی ہیں جی! گورے لڑکوں کے ساتھ، جی ہاں

کالج کے ساتھی، کیوں نہیں ـــــــ "I Love People" پارٹیوں میں بھی جاتی ہوں
جی نہیں ـــ "I don't smoke" میں جانتی ہوں ـــ ہاں، شادی مجھے گورے سے
نہیں کرنی، مگر میری پسند کا لڑکا نہیں ملا تو میں شادی زبردستی بھی نہیں کروں گی! مجھے پتہ ہے
میرے روایتی والدین یہ سب برداشت نہیں کریں گے ـــ جی ـــ میں نے اس کا بھی انتظام
کرلیا ہے۔ "Oh yes, I am not depending on my parents"
ـــ آپ کس زمانے کی بات کر رہے ہیں ـــ بھئی گھر بھی اپنا لے لیا ہے۔ جناب! جی، ابھی
کرائے پر دیا ہوا ہے، جب ضرورت ہوگی اس میں شفٹ کر جاؤں گی ـــ ویسے بھی والدین کے
ساتھ ہمیشہ تو نہیں رہ سکتی ـــ "Anything else Doc (Pause) Oh my
pleasure" ہاں ـــ کیوں ـــ نہیں "want ...... I may see you."
"If you ـــ مگر میرے خیال میں ـــ خیر چھوڑیئے ـــ اچھا پھر بات ہوگی۔
"Thanks for calling anyways" ـــ (فون رکھ کر) اُف! I don't like
that Jack Ass۔

سبرینا: واؤ ـــ طبیعت ہری کر دی تم نے سرجن صاحب کی!

(ایک طرف سے بیگم اور دوسری طرف سے سیّد اور خان داخل ہوتے ہیں)

خان صاحب: نہیں میاں، بخدا آپ نے تو میری آنکھیں کھول دیں، میں تو پھنس چکا تھا اس ڈیل میں، سمجھے آپ!

سیّد: زہے نصیب ـــ جناب، ایسی بھی کیا بات ہے! (راج داخل ہوتا ہے)

سیّد: اوہ، میں تو میٹر بھول ہی گیا تھا۔ ٹکٹ تو نہیں لگا بھائی!

راج: (ہنستے ہوئے) بس بچ گئے ـــ You are lucky

سیّد: اچھا خان صاحب، اب تو آپ سے باتیں ہوا کریں گی! اس وقت اجازت دیں، راج بیچارہ بور ہو چکا ہوگا۔ بیگم صاحبہ بہت بہت شکریہ ـــ آداب، اچھا روزی صاحبہ (رینا سے) کیا نام بتایا تھا آپ نے؟

سبرینا: سبرینا (کارڈ پرس سے نکال کر بڑھاتی ہے) یہ رہا میرا کارڈ اور یہ (راج کو) آپ رکھیں ـــ (مسکراتی ہے) ہوسکتا ہے میں آپ کے کلینک بغیر فون کیے ہی آ جاؤں!

راج: No problem ـــ (سبھوں کو) اچھا ـــ بائی!

خان صاحب: سیّد صاحب فون کیجیے گا ـــ آپ سے بہت ساری باتیں باقی ہیں ـــ اچھا خدا حافظ! (دونوں نکل جاتے ہیں ـــ)

خان صاحب: (پائپ بھرتے ہوئے) ـــ

اسے کہتے ہیں'Genius' ...... "I am impressed"

بیگم :(ناگواری سے) یہ پوٹیوں کو چھوڑ ـــــ آپ پراپرٹی میں کیا اُلجھ گئے۔ اس واسطے بلائے لڑکے کو؟

خان صاحب :بھئی طبیعت خوش کردی لڑکے نے ـــ کتناAmbitious ہے!

بیگم :وہ جو ہو ـــ مگر ہے تو شیعہ ـــ اس کا نہیں سوچ رہے آپ؟

خان صاحب :سیّد، نہ شیعہ ہے نہ سنی، وہ ایک کامیاب اور"Goal Oriented" ـــــ اسمارٹ نوجوان ہے، مجھے ایسے ہی لڑکے کی تلاش تھی! کیا سمجھیں!

سبرینا :پاپا ـــــHe is boring صرف ڈالر کی باتیں کر رہا تھا ـــــ "I don't think Rosy will like him" ـــ کیوں روزی؟

روزینہ :پہلے آپ سب اپنے جھگڑے نپٹالیں، پھر مجھ سے پوچھئے گا (Pause) (سنجیدگی سے) پاپا ـــ مجھے ایک عدد Caring لائف پارٹنر چاہیے "Real estate agent" نہیں۔

خان صاحب :بیٹے اب میں تمہیں اور تمہاری عقل مند ماں کو کیا کہوں Ambitious لوگوں کے ساتھ زندگی گزارنے کا سوچو، کیا سمجھیں ـــ خوش رہو گی!

سبرینا :"I don't buy that" ـــ ملین ڈالر سے خوشی نہیں خریدی جا سکتی ـــ مجھے تو بندہ بزنس کمپیوٹر لگ رہا تھا پاپا "I don't know"

خان صاحب :خیر ـــ ابھی کوئی جلدی نہیں ـــــ اسے دو ایک بار آنے دو، کیا سمجھیں پھر تم سب اس کی قدر کرو گی (گھڑی دیکھتا ہے) جلد ہی وہ آخری صاحب بھی آنے والے ہوں گے۔ سچ پوچھو تو آج اور کسی سے ملنے کو جی نہیں چاہ رہا۔ یقین مانو تو سیّد بہت جلد ملٹی ملین ڈالر کا مالک ہو گا، کیا سمجھیں ـــ اتنا کامیاب نوجوان میں نے آج تک نہیں دیکھا!

بیگم :(انگڑائی لیتے ہوئے) توبہ ہے ـــ رینا بیٹے۔ یہ پلیٹاں ہٹا یہاں سے میں اب بہت تھک گئی ہوں (رینا پلیٹ وغیرہ لے کر اندر جاتی ہے) آئندہ اب تین بندوں کو ایک شام بلائے تو میں غضب کر دوں گی۔ رزمی صاحب بولے تو اُلٹا لٹک جائیں گے۔ اپنی تحمل سے کوئی واسطہ اِچ نہیں۔

خان صاحب :اللہ کی بندی ـــــ تمہاری بیٹیوں کے لئے ہی تو کر رہا ہوں، سمجھیں آپ معاملے کی نزاکت کو سمجھیں گی نہیں، بس مینڈک کی طرح ٹرٹر لگا رکھی ہے۔

(دروازے پر کال بیل ہوتی ہے ـــ سب دوبارہ سنبھل جاتے ہیں)

خان صاحب :(لپک کر دروازے پر جاتے ہیں) السلام علیکم

رامش :آداب ـــــ (ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھاتا ہے) رامش کہتے ہیں مجھے!

خان صاحب :آیئے رامش صاحب ـــــ تشریف لایئے' کہیے کیسے ہیں آپ؟

رامش :دُعائیں (بیٹھتے ہوئے) اب تو آرام سے گزرتی ہے

عاقبت کی خبر خدا جانے

خان صاحب :آرام سے بیٹھیں (ہنستے ہوئے) عاقبت بھی آرام سے گزرے گی! سمجھے آپ! ہاں، آپ ہیں میری اہلیہ فرزانہ ـــــ اور یہ میری بڑی بچی روزینہ ہم لوگ انہیں روزی کہتے ہیں!

رامش :(دونوں کو) تسلیمات!

روزینہ :(جھجکتے ہوئے) آداب!

بیگم :میاں ـــــ پورا نام کیا بتائے آپ؟

رامش :فیروز احمد ـــــ رامش قلمی نام ہے مگر لوگ رامش ہی کے نام سے جانتے ہیں!

بیگم : اور آپ کی فیملی انڈیا میں ہیں یا پاکستان میں؟

رامش :جی انڈیا ـــــ لکھنؤ میں ہیں' میرے والدین' میرے بھائی بہن ـــــ پورا کنبہ کہہ لیجیے۔

خان صاحب :بھئی بات کے ساتھ چائے وغیرہ بھی ہو جائے بیگم۔ کیا سمجھیں!

بیگم :کیوں نہیں (آواز دیتی ہے) رینا بیٹے' چائے ہوگئی کیا؟

رامش :آپ لوگ تکلفات نہ کریں' کچھ ہی دیر پہلے چائے پی ہے میں نے!

خان صاحب :میاں' چائے میں تکلف کیسی' آپ کے طفیل ہم بھی پی لیں گے۔ سمجھے آپ!

(رینا چائے کی طشت لیے داخل ہوتی ہے)

سبرینا :(رامش کو دیکھ کر) ارے آپ؟ (حیرت کے ساتھ چائے کی طشت میز پر رکھتی ہے)

رامش :جی ـــــ میں (حیرت سے) آداب!

سبرینا :(سنبھلتے ہوئے) آداب! (شرارت سے) "I Thank I Know You"

رامش :زہے نصیب ـــــ (مسکراتا ہے) مگر ـــــ وہ کیسے؟

سبرینا : (جھجکتے ہوئے) وہ ـــــ چینل ۴۷ پر آپ ہی تھے نا ـــــ وہ کیا تھا' (سوچتے ہوئے)

I mean ...... Immigrant Writer's Interview

کافی Interesting تھیں آپ کی باتیں ـــــ

رامش :نوازش محترمہ ـــــ تو' انڈین پروگرام دیکھتی ہیں آپ؟

سبرینا :"Oh, I Love Indian Presentations" ـــــ مثلاً کلاسیکل ڈانس ـــــ روی شنکر ـــــ اولڈ ہندی مویز تو سبھوں کو پسند آتی ہیں اور کیا نام ہے آپ کے طلبہ پلیئر کا؟

رامش :(مسکراتے ہوئے)ذاکر حسین!

سبرینا :کتناCuteسا ہے ـــــ صرف میں نہیں، روزی بھی اس کی فین ہے!

روزینہ :(شرماتے ہوئے) آپ ـــــ شکر کتنی لیں گے؟

رامش :اپنے یہاں دو لیتا ہوں (مسکرا کر) ویسے آپ جتنی مناسب سمجھیں، (نظر اٹھا کر کمرے کا جائزہ لیتا ہے)

(خان صاحب اور بیگم خاموشی سے ایک دوسرے کا منہ دیکھتے ہیں)

روزینہ :آپ کی کتنی کتابیں Publish ہو چکی ہیں (چائے بڑھاتی ہے) ـــــ "Are They Doing Good" ـــــ

رامش :(چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے) ہوں ـــــ اب تک تین کتابیں آ چکی ہیں ـــــ ایک کو پچھلے سال "Best Book Of the Year" کا ایک چھوٹا موٹا انعام بھی مل چکا ہے ـــــ دوسری کا ترجمہ......

سبرینا :(جلدی سے) Oh- Congratulations

رامش :(آداب کرتے ہوئے) نوازش!

بیگم :میاں ـــــ آپ کی مشغولیت کیا ہے ان دنوں؟

رامش :جی ـــــ ایک تازہ سفرنامے پر کام رہا ہوں!

بیگم :آپ سمجھے نہیں شاید ـــــ میرا مطلب آپ کام کیا کر رہے ان دنوں!

رامش :(طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ) یعنی بیگم صاحبہ ـــــ آپ لکھنے کو کام نہیں سمجھتیں؟

سبرینا :(جلدی سے) رامش صاحب "Please Don't Take it Otherwise You Know Traditional Mothers"

خان صاحب :رامش صاحب (مسکراتے ہوئے) آپ واقعی لکھنؤ کے ہیں۔ معاف کیجئے بیگم آپ کے کاروبار کا پوچھ رہی تھیں ـــــ سمجھے آپ!

رامش :(سنبھلتے ہوئے) جی ـــــ انڈیا سے کچھ "Handicrafts" امپورٹ کرتا ہوں اور گزر بسر عزت سے ہو جاتی ہے۔

خان صاحب :ماشاءاللہ ـــــ یہ تو بڑی اچھی بات ہے ـــــ (کش لیتے ہوئے) بھئی ہمارے یہاں ادیبوں، شاعروں کو تو آپ جانتے ہی ہیں، یعنی بدا چھا بدنام برا ـــــ سمجھے آپ، کیا کیا جائے!

سبرینا :اچھا لکھنے اور امپورٹ کے علاوہ آپ کی ہابی کیا ہے جناب؟

رامش :(موڈ ٹھیک کرتے ہوئے) سفر کرنا "Travel is my passion" دنیا کا چکر کاٹ چکا

ہوں ــــــ ہر طرح کے لوگوں سے ملا ہوں (بیگم کو دیکھ کر) اور ملتا رہتا ہوں ــــــ (چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے) میری ایک کتاب ہے ــــــ ''دنیا جسے کہتے ہیں'' آپ کو بھیج دوں گا ـــ موقع ملے تو پڑھ لیجئے گا!

سبرینا :"That Will be Great" ــــــ ویسے روزی بھی راونڈ دی ورلڈ گھومنے کے خواب دیکھ رہی ہے، میں بس انڈیا اور پیرس دیکھنا چاہتی ہوں!

رامش :(دیوار پر پینٹنگ دیکھ کر) آپ کے یہاں مصوری کا شوق کسے ہے؟

سبرینا :اور کسے روزی کو ـــ اپنے دل کا غبار کینوس پر نکالتی ہے!

رامش :بڑی اچھی کوشش ہے (روزی سے) کب سے پینٹنگ کر رہی ہیں آپ؟

روزینہ :جی، یہ تو یاد نہیں (مسکراتے ہوئے) شاید جب سے ہوش سنبھالا، برش اٹھا لیا تھا میں نے "I Find it an Interesting way to express"

رامش :ہاں، کیوں نہیں (Pause) ویسے رنگوں کے استعمال سے آپ خوب واقف ہیں ــــــ مگر (مسکراتے ہوئے) یہ تیز رنگ اور Bold Strokes آپ کے جذبات کی چغلی کر رہے ہیں!

روزینہ :لگتا ہے آپ بھی رنگوں کے موڈ سے اچھی طرح واقف ہیں!

سبرینا :Really ـــ مثلاً آج تک کسی نے یہ بات نوٹ نہیں کی!

رامش :ہاں تھوڑا بہت رنگوں کے مزاج سے واقفیت ہے ــــ اگر رائٹر نہ ہوتا شاید پینٹر ہوتا (ہنستا ہے) مگر شہرت اور بدنامی اتنی ہی ملتی جتنی آج ہے!

خان صاحب :رامش میاں ــــــ (بسکٹ بڑھاتے ہوئے) آپ گفتگو کے ساتھ کچھ ہاتھ بھی چلائیں، سمجھے آپ!

رامش :(بسکٹ لیتے ہوئے) شکریہ جناب!

خان صاحب :(دھیمے لہجے میں) ہاں تو رامش صاحب (کش لیتا ہے) کیا ٹرن اوور ہے آپ کی امپورٹ کا؟

رامش :(طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ) معاف کیجئے ــــــــ میں اپنے بہی کھاتے ساتھ لانا بھول گیا ــــــ ویسے بینک کی تازہ اسٹیمنٹ مہینے کے آخیر تک آجائے گی، ساتھ اپنے آڈیٹر کی رپورٹ اور بقیہ تفصیلات آپ کو جلد بھیج دوں گا!

خان صاحب :(ہڑبڑا کر) بھئی ـــ میرا مطلب دراصل......

رامش :(بات کاٹتے ہوئے) دراصل ہم دونوں کا قصور نہیں۔ شاید رزمی صاحب رواروی میں ہم دونوں کو ایک دوسرے کی تفصیل بتانا بھول گئے!
(بیگم کی طرف دیکھ کر) آپ شاید کچھ پوچھ رہی تھیں؟

بیگم :(جھجکتے ہوئے) کوئی خاص نہیں ــــ وہ میں ایسے اِچ پوچھ رہی تھی کہ آپ ٹورانٹو شہر میں ہیں یا مضافات میں؟

رامش :جی پکرنگ تو مضافات ہی کہلاتا ہے شاید؟

بیگم :(جلدی سے) اور ــــ وہ آپ ٹاؤن ہاؤس یا وِلا میں قیام کر رہے آجکل؟

رامش :(مسکراتے ہوئے) حضور میں تنہا ہوں ــــ اور فی الحال وَن بیڈ روم اپارٹمنٹ میں رہتا ہوں ــــ ابھی ٹاؤن ہاؤس کی ضرورت پیش نہیں آئی' جب ہوگی دیکھا جائے گا!

سبرینا :(چائے دان اٹھاتے ہوئے) How about a second cup

رامش :(مسکراتے ہوئے) No Thanks ــــ ویسے' آپ کی' میرا مطلب ہے کہ آپ دونوں کی مصروفیات کیا ہیں؟

سبرینا :میں بینکنگ ایڈمنسٹریشن کے فائنل ایئر میں ہوں اور روزی سوشل ورکر ہیں!

رامش :بہت خوب ــــ مزاج کے مطابق کام کا انتخاب کیا ہے آپ دونوں نے ــــ ایسے لوگ بہت کم ہیں' خوش قسمت ہیں آپ لوگ'

سبرینا :"Still.... I Don't Know.... Lets Hope For The Best"

رامش :Oh Sure ــــ اچھا صاحب' مجھے اب اجازت دیں' میرے خیال میں آج کی ملاقات کے لیے اتنا کافی ہے۔

سبرینا :ہمارے لیے یہ ایک یادگار ملاقات ہوگی ــ وہ کتاب بھیجنا نہ بھولیں آپ!

رامش :نہیں محترمہ' وعدہ رہا ــــ بہت جلد کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ "But I am afraid your Mom may not like it" ــــ اچھا خان صاحب مہمان نوازی کا شکریہ!

خان صاحب :شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں ــــ کیا سمجھے' اسے اپنا گھر سمجھیں!

رامش :اچھا ــــ اوہ' پھر تو حضور ذرہ نوازی کا شکریہ! ــــ پھر ملیں گے اگر خدا لایا ــــ شب بخیر! (باہر نکل جاتا ہے)

سبرینا :(ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے) "Oh-I can't forget his voice" روزی' رامش کی آواز کتنی اچھی ہے نا؟

بیگم :خاک اچھی ہے ــــ مزاج دیکھو سات آسمانوں پر' توبہ ــــ کتنا بد دماغ ہے بھئی!

سبرینا :بد دماغ نہیں ــــ خوددار ہے ممی' کیسی باتیں کر رہی ہو؟

روزینہ :(زیرِ لب) "He is aggressive .... and I like it"

بیگم :(بیزار ہو کر) اتنے بڑے بڑے بال ــــ توبہ ہے' اور وہ داڑھی سے تو مجھے وحشت ہو رہی تھی

______ اچھی بھلی شکل مالک نے دی اسے بگاڑ کو لمبی لمبی باتاں!

سبرینا: "Intellectual" ہے ممی ___ صحیح کا رائٹر، تمھیں کیا معلوم!

بیگم: ہاں تجھے تو سب معلوم ___ ماں ہے میری تو!

روزینہ: (سنجیدگی سے) ممی، تمام وحشت کے باوجود اس کی شخصیت پُر وقار تھی ______ نہ وہ ڈالر کی بات کر رہا تھا نہ Status کی! وہ جو بھی تھا Original تھا ___ !

خان صاحب: (پائپ ٹھیک کرتے ہوئے) میرے خیال میں تم دونوں "Idealistic Image" کی بات کر رہی ہو، سمجھیں آپ! اور اسی سے متاثر ہو، جبکہ روزمرہ کی زندگی میں اس کی گنجائش نہیں!

روزینہ: پاپا ___ روزمرہ کی زندگی میں ہمیں سکون چاہیے اور رامش جیسا آدمی یہ سکون دے سکتا ہے۔ "I can feel it"

خان صاحب: بیٹے جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے، کیا سمجھیں! پتہ نہیں اس لڑکے میں تم دونوں کو کیا نظر آ گیا؟

روزی/رینا: (ایک ساتھ) خلوص اور اعتماد!

خان صاحب: (کش لگاتے ہوئے) میرے خیال میں سیّد ایک کامیاب اور بہتر Candidate ہے! کیا سمجھیں! ایک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچ لو!

بیگم: میں تو اب بھی کہوں گی ___ سرجن کا رشتہ روز نہیں آتا ___ کمال اِچ موزوں رہیں گا ___ یہ لڑکیاں تو اپنی حسمت خود پھوڑ ڈالنے کو تیار بیٹھیں ہیں! مالک انہیں عقل سلیم عطا فرما ______ آمین! (منہ پر ہاتھ پھیرتی ہے)

سبرینا: (ناگواری سے) مجھے پتہ ہے یہ سرجن اور ملین ڈالر والا سیّد، آپ لوگوں کو کیوں پسند ہے ____ کیونکہ دونوں "Status Symbol" ہیں ____ آپ دونوں فخر سے سینہ پھلا کر اپنے رشتہ داروں کو لکھ سکیں گے کہ فلاں افلاطون سے میری لڑکی کی شادی ہوئی ہے۔ "But we will not let this happen" ____(Pause) ہمیں یہ رشتہ کسی حال میں منظور نہیں ___ روزی تم خاموش کیوں ہو، بولتی کیوں نہیں؟

روزینہ: (دھیمے لہجے میں) جب والدین کو اپنے بچوں کے جذبات کا خیال نہ ہو تو منھ کھولنا فضول ہے! (اُٹھتے ہوئے) مگر (Pause) آپ دونوں جان لیں کہ نہ میں حیدرآباد میں بیٹھی ہوں نہ ہی دہلی میں پلی بڑھی ہوں ___ اس لئے میں وہی کروں گی جو مجھے مناسب لگے گا، آئندہ آپ کسی کو بلانے کی زحمت نہ کریں (اندر جاتے ہوئے) "Good Night"

خان صاحب: (سوچتے ہوئے) میرے خیال میں بات کچھ اُلجھتی جا رہی ہے، سمجھیں آپ ___ بہتر ہوگا کہ یہ

معاملہ اگلے ویک اینڈ کے لیے اُٹھا رکھا جائے' اس وقت میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ـــــــ کیا سمجھیں! (انگڑائی لیتا ہے) میں تھک گیا ہوں! (باہر نکل جاتا ہے)

سبرینا: (سنجیدگی سے) بات ٹالنے سے مسئلہ نہیں ٹلتا پاپا ـــــــ کاش آپ لوگ ہمیں سمجھنے کی کوشش کرتے!

(رومان چیونگ گم چباتا اور گنگناتا داخل ہوتا ہے)

رومان: "Is it me you are looking for ..... I can see in your eyes" (ماں کو دیکھ کر رُک جاتا ہے) اوہ ـــ تو مہمان تمہارے چلے گئے مام! (پلیٹ سے بسکٹ اُٹھا کر کھاتا ہے) تم لوگوں کے لئے ایک خوشخبری ہے!

سبرینا: مثلاً' میکڈانلڈ میں نوکری مل گئی ـــ کیوں؟

بیگم: (فوراً) مالک تیرا لاکھ لاکھ احسان ـــ میں شکرانے پڑھوں گی!

رومان: "Don't be silly Reena"

سبرینا: یوتھ کلب والوں نے تمہیں "D. J. of the month" چن لیا ہوگا اور کیا!

رومان: اوں ہنہ ـــ اس سے بھی "Exciting"

سبرینا: اب بور مت کرو رومی' آج کی شام ویسے ہی کاٹے نہیں کٹ رہی ہے!

رومان: (رازدارانہ لہجے میں) "We are planning to get engaged"

سبرینا: (ہنستی ہے) With whom ..... brook shield?

رومان: Come on ..... I am serious

سبرینا: اچھا ـــ کس کے ساتھ؟

رومان: What do you mean کس کے ساتھ' شیرن کے ساتھ!

سبرینا: سنا ممی جان ـــ آپ کا لاڈلا شیرن سے منگنی کرنے جا رہا ہے!

بیگم: خدا کے لئے ہوش کی باتاں کرنا ہنجار ـــ ایسا مذاق میں بھی بولو نکو ـــ تیرے باوا کو علم ہو گیا تو خیامت آ جائے گی!

رومان: (لاپروائی سے) وہ تو آئے گی ایک دن ـــــــ پھر بھی ہم سوئیٹ شیرن کو نہیں چھوڑیں گے "O.K. ..... good night"

(دوسرے کمرے میں چلا جاتا ہے)

بیگم: (روہانسی ہو کر) پتہ نہیں کس گناہ کی سزا تو ایسے دے رہا مالک ـــــ؟ یہ کیسی آزمائش میرے مولا (دُعا کو ہاتھ اُٹھاتی ہے) ہمارے حال پر رحم کر پروردگار ـــ میں نیاز کے کونڈے بھروں گی

______ بس اس چھوکرے کا دل اس بد بخت گوری سے پھرا دے مالک، ورنہ خان صاحب کچھ کر بیٹھیں گے، آمین۔ثم آمین! (منہ پر ہاتھ پھیرتی ہے)

ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے آہ ____ توبہ ہے!

سبرینا: اور سر پر چڑھاؤ ممی ____ ایک ہی تو لال ہے تمہارا۔ خوب پیسے دو ____ (Pause) مجھے بس ایک فکر ہے، اب تم اپنے رشتہ داروں کو کیا کہو گی؟

بیگم: جلے پر نمک چھڑک رہی کم بخت ____ میں دیکھتی، ہماری مرضی کے خلاف اس گھر میں کون کیا کرتا؟

(پیر پٹختی دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہے)

سبرینا: ممی ڈیئر ____ یہ خوش فہمی ہی اس گھر کو اُجاڑے گی، خیر کیا کر سکتے ہیں، (کچھ سوچ کر مسکراتی ہے) راجکمار کی سادگی اور رامش کی خودداری دونوں اپنی جگہ Perfect ہیں ____ مگر یہ والدین لوگ ایسے لڑکوں کو کیوں نہیں پسند کرتے ____ اگر روزی نے میرا ساتھ دیا تو اب ایسے ہی لڑکے پسند کئے جائیں گے!

(اسٹیج پر دھیرے دھیرے اندھیرا ہونے لگتا ہے، رینا باہر نکل جاتی ہے۔ ایک اسپاٹ لائٹ جلتی ہے، رامش فون ڈائل کر رہا ہے۔ دوسرے اِسپاٹ لائٹ میں سیّد نظر آتا ہے)

رامش: ہیلو ____ سیّد ____ ہاں جگر، اب سناؤ شام کی داستان؟

سیّد: رامش، یار تیرا ہی انتظار کر رہے تھے، وہ ____ ڈاکٹر کے بچے کا دو بار فون آچکا ہے ____ سب سے زیادہ وہ بے چین ہے، ہولڈ کرو ____ پہلے اسے کانفرنس لائن میں بلاتے ہیں!

(سیّد فون ڈائیل کرتا ہے، تیسری اِسپاٹ لائٹ میں کمال نظر آتا ہے)

سیّد: ہیلو کمال، شاہ جی، اب بات کرو، ہاں ____ سب سے پہلے یہ بتاؤ......

کمال: (بات کاٹتے ہوئے) یار وہ میر کی اولاد کہاں ہے، کیا کہتے ہیں سب سے زیادہ وقت اسی نے لے لیا!

سیّد: (ہنستا ہے) آ گیا یار، وہ بھی آ گیا ____ دوسری لائن پر ہے۔

رامش: (جلدی سے) ارے کہاں، سب سے زیادہ وقت لے لیا جگر۔ حیرت ہے مشکل سے گھنٹہ بیٹھ پایا ____ یار!

سیّد: اور اس گھنٹے میں پانچ پھڑ پھڑکتے ہوئے شعر تو ضرور سنائے ہوں گے حضور نے ____ کیوں؟

رامش: نہیں جگر ____ شاید ہی ایک شعر سنا پایا، وہ بھی کسی اُستاد کا ____ بد ذوقی ____ ماحول ہی نہیں بنا، کیا کرتے!

سیّد :ارے ہاں! انہیں یہ تو اندازہ نہیں ہوا کہ ہم تینوں دوست ہیں؟

رامش :نہیں ـــــ ایسی کوئی بات نہیں!

کمال :شاہ جی! اصل بات کرو ـــــ کیا کہتے ہیں، کیسی لگیں شہزادیاں؟

رامش :دیکھو شاہ صاحب، معاملہ آپ نے شروع کیا تھا! اصل اُمیدوار بھی آپ ہی ہیں ـــــ اس لئے رپورٹ بھی آپ ہی سے شروع ہوگی۔

سیّد :ہاں ہاں ـــــ پہلے تم گئے تھے یار ـــــ تم بتاؤ کیسا رہا؟

کمال :سر جی ـــــ فیملی تو ٹھیک ٹھاک اور قاعدے کی لگتی ہے مگر لونڈیا کچھ Oversmart ہے، کیا کہتے ہیں، گھر پر اس کا اندازہ نہیں ہوا مگر بعد میں فون پر بات ہوئی تو بس......

رامش :(بات کاٹتے ہوئے) فون پر بات! یعنی آتے ہی تم نے پُرانی حرکتیں شروع کر دیں ـــــ

سیّد :ہاں ـــــ یہ تو پروگرام میں شامل نہیں تھا! خیر فون پر کیا بات ہوئی پہلے وہ بتاؤ!

کمال :یار! وہ خاموش لڑکی اندر سے تو آتش فشاں پہاڑ ہے! فون پر کہتی ہے ''ڈیٹ کر چکی ہے۔ ڈرنک کرتی ہے۔ ڈانس پر جاتی ہے۔'' میرا تو سر چکرا گیا! اوپر سے کہتی ہے "I know I am smart"

رامش :بھئی یہ تم کس کے قصیدے پڑھ رہے ہو ڈاکٹر! چھوٹی یا بڑی شہزادی؟

کمال : یار! بڑی! کیا کہتے ہیں ـــــ روزینہ کی بات کر رہا ہوں!

سیّد : ویسے اس میں چکّر کھانے کی کیا بات ہوئی صاحب! تم ہی تو ماڈرن ''بلانڈ کینیڈین'' نما لڑکی ڈھونڈ رہے تھے ڈاکٹر! اب ماڈرن لڑکی اگر Oversmart اور Outgoing ہے تو حیرت کیسی؟

رامش : جگر ـــــــــــ ڈاکٹر کا مطلب تھا! ماڈرن بھی ہو مگر پرہیز گار متقی! ستیا ساوتری بھی ہو ـــــ شہزادے ایسی لڑکیاں صرف بھیا فلموں میں ہوتی ہیں!

کمال : یار میں کب کہہ رہا ہوں کہ ہر وقت نماز پڑھے! کیا کہتے ہیں ہماری فیملی میں ایڈجسٹ بھی تو ہو!

سیّد :یعنی آپ کہہ رہے ہیں کہ نماز کے وقت نماز پڑھے! پھر پارٹیوں میں جا کر Dirty Dancing بھی کرے۔ کیوں؟

کمال : (بیزار ہوتے ہوئے) نہیں! میں یہ بھی نہیں کہہ رہا (Pause) بس مجھے لڑکی، کیا کہتے ہیں، کچھ زیادہ تیز لگتی ہے۔

رامش : اور ایسی تیز لڑکیوں سے حضور کو ڈر لگتا ہے ـــــ ابے لعنت ہے ـــــ وہ لڑکی ہی کیا جو تمہارے قابو میں نہ آئے!

کمال : نہیں یار! ایسی شادی سے کنوارے بھلے ـــــ کیا کہتے ہیں ـــــ میں اس رشتے سے باز آیا!

سیّد : یہ کیا بات ہوئی ـــــ ایک ہی فیملی سے مل کر تم برہمچاری بننے چلے؟

رامش : ارے یہ کیا برہمچاری بنے گا ـــــ لڑکی دیکھتے ہی ـــــ اب منہ نہ کھلواؤ ڈاکٹر ـــــ سیدھی طرح کیوں نہیں کہتے کہ اماں سے آرڈر دے کر گاؤں سے امپورٹ کرو گے!

کمال : ہاں یہی کروں گا ـــــ ہم چودھری لوگ ہیں، شاہ جی، کیا کہتے ہیں، ہماری بیویاں گھروں کی عزت ہوتی ہیں!

سیّد : (ہنستے ہوئے) مگر میری جان! ایسی عزت والیاں ماڈرن نہیں ہوتیں! نہ انہیں آپ پارٹی میں لے جا سکتے ہیں، چودھری کمال اختر شاہ صاحب!

کمال : اچھا اب تم لوگ اپنی سناؤ گے یا میرے پیچھے پڑے رہو گے! میں نے کہہ دیا، لاہور سے لے کر آؤں گا ـــــ کیا کہتے ہیں، اپنی اور گھر والوں کی پسند کی ـــــ بس!

رامش : ٹھیک ہے چودھری صاحب! کیا کہتے ہیں، مبارک ہو ـــــ مجھے معلوم ہے تمہاری ڈگری دیکھ کر ـــــ کیا کہتے ہیں، لاہور والے آنکھ بند کر کے کوئی سولہ سالہ ـــــ کیا کہتے ہیں، ورجن، تمہارے حوالے کر دیں گے ـــــ خیر ـــــ سیّد، جگر تو سنا؟

سیّد : بھئی مجھے تو دونوں لڑکیوں میں کوئی خرابی نظر نہیں آئی ـــــ ہاں ماں ذرا روایتی ہے ـــــ مگر خان صاحب بڑے نفیس آدمی نکلے ـــــ ان سے خوب باتیں ہوئیں، ویسے چھوٹی زیادہ شوخ تھی!

کمال : شوخ ـــــ آفت کہو آفت ـــــ کیا کہتے ہیں، کسی کو بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیتی!

سیّد : (ہنستا ہے) ہاں، باتونی بھی تھی اور فلرٹ بھی ـــــ ارے اس کا دل تو میرے راج پر آ گیا ـــــ اب راج بیچارہ شرمیلا پنڈت، کچھ نہ پوچھو ـــــ

رامش : تو ساری شام آپ راج اور چھوٹی شہزادی کو موقع دیتے رہے یا خود بھی کچھ کیا!

سیّد : کرنا کیا تھا یار ـــــ میں پہلے بھی کب تیار تھا ـــــ وہ تو تم لوگوں نے بھیج دیا مگر ایک فائدہ یہ ہوا کہ خان صاحب کو شیشے میں اُتار آیا ـــــ مزیدار بزنس کی باتیں ہوئیں۔ وہ دو ایک پراپرٹی میں انٹریسٹیڈ بھی ہیں ـــــ میں تو بس ڈیل بنانے میں لگا تھا ـــــ پارٹی کافی مضبوط لگتی ہے!

رامش : اماں لعنت ہے، تم لونڈیا دیکھنے گئے تھے یا اس کے باپ کی بلڈنگیں؟

کمال : چلو مختصر کرو یار ـــــ کیا کہتے ہیں، تو پھر تم نے کیا سوچا؟

سیّد : سوچا یہ کہ شادی ہو یا نہ ہو بزنس ڈیل خوب بنے گی اور جب تک دو چار قاعدے کی ملین والی ڈیل نہیں بنتی، میں خان صاحب کیا، کسی لاٹ صاحب کی بیٹی سے بھی شادی نہیں کروں گا!

کمال : چلو سیّد نے بھی میدان چھوڑ دیا، اب تم سناؤ لکھنؤ کے نواب ـــــ کیا کہتے ہیں، تم نے کیا گل

کھلایا؟

سیّد : (ہنستے ہوئے) ٹھہرو ـــــ میں بتاتا ہوں، پہلے اس نے لکھنوی انداز میں تسلیمات یا آداب کہا ہوگا ـــــ پھر کوئی خوب صورت شعر سنایا ہوگا ـــــ آتے وقت اپنی نئی کتاب کا ذکر چھیڑا ہوگا اور لونڈیوں سے کہہ دیا ہوگا کہ صبح کی ڈاک سے کتاب روانہ کر رہا ہوں! ـــــ کیوں میرے مجاز!

(سب ہنستے ہیں ـــــ!

کمال : ہاں بھئی ـــــ قصہ ختم کر یار ـــــ کیا کہتے ہیں، نیند بھی آ رہی ہے!

رامش : (ہنستا ہے) ''یاروں کو مجھ سے حالؔی کیا بدگمانیاں ہیں'' ـــــ

کمال : شاہ جی، فیصلہ کیا کیا، یہ بتاؤ؟

رامش : فیصلہ کیا سناؤں یار ـــــ لڑکیاں دونوں ٹھیک ہیں، نہ بہت اچھی، نہ اوورا سمارٹ، کم از کم میرے ساتھ تو دونوں قاعدے سے باتیں کر رہی تھیں مگر معاملہ لڑکیوں کا نہیں، ان کے والدین کا ہے ـــــ وہ لڑکا نہیں Status دیکھ رہے ہیں اور دیکھنا بھی چاہیے، اتنے ارمانوں سے انھوں نے لڑکیوں کو پروفیشنل بنایا ہے!

کمال : تو کیا کہتے ہیں ـــــ پھر

رامش : پھر کیا ـــــ جب تک کوئی قاعدے کی فیملی نہیں ملتی، بقول تمہارے ـــــ کیا کہتے ہیں ـــــ کنوارے بھلے!

سیّد : تم دونوں خواہ مخواہ موڈ خراب کرتے ہو ـــــ ابھی رزمی صاحب کو فون کرتے ہیں، اگلے ویک اینڈ پھر کسی خان صاحب ـــــ شاہ جی یا بھائی میاں کے یہاں کا جواور شاہی ٹکڑے اُڑانے ہیں یار ـــــ ساتھ ہی تم لوگوں کے طفیل کچھ بزنس ڈیل قاعدے کی بن جاتی ہے تو بُرا کیا ہے؟

کمال : نہیں یار! میں تو اب نہیں جاتا ـــــ کیا کہتے ہیں، کل ہی والدہ کو لاہور فون کرتا ہوں ـــــ بہت ہوگئی یاری!

رامش : ٹھیک ہے جگر ـــــ مجھے دکھ کہ اگر تمہاری قاعدے کی بزنس ڈیل بنتی ہے تو میں اگلے ہفتے کیا، ہمیشہ تیار ہوں۔!

سیّد : زندہ باد ـــــ یہ ہوئی نہ یاروں والی بات ـــــ وعدہ رہا جگر ـــــ ملین ڈالر بنتے ہی ایمان سے تمہاری شادی وہ دھوم دھام سے کروں گا کہ اچھے اچھے خان صاحب یاد رکھیں گے!

(سب ہنستے ہیں ـــــ)

ـــــ آہستہ آہستہ لائٹ فیڈ آؤٹ ـــــ

پردہ ! ـــــ

بڑا شاعر چھوٹا آدمی

کردار :

احمر عظیم	ـــــــــ	۴۹ سالہ مشہور شاعر
سحر بجنوری	ـــــــــ	۴۰ سالہ شاعر، احمر کا دوست
نثار چودھری	ـــــــــ	۳۵ سالہ غیر معروف شاعر، احمر کا شاگرد
بیگم کرنل بشیر	ـــــــــ	۳۸ سالہ خاتون، احمر کی کالج کے زمانہ کی محبوبہ
زارا زیدی	ـــــــــ	۳۵ سالہ لڑکی، احمر کی مداح
پریس رپورٹر عسکری	ـــــــــ	انڈین اکسپریس اخبار کا نمائندہ
ٹی وی اینکر مین طاہر	ـــــــــ	تھرڈ ورلڈ ویژن ٹی وی کا نمائندہ
نفیس حسین	ـــــــــ	مشاعرہ کنوینز
ارمان خان	ـــــــــ	رائٹ وِنگ رائٹرز گلڈ کا سکریٹری
رنجیت سنگھ	ـــــــــ	ہوٹل پیراڈائز کا منیجر

☆☆☆☆☆

سین ـــــــ شہر ٹورانٹو میں ہوٹل پیراڈائز ـــــــ

دوپہر تین بجے ہیں، نثار سوئیٹ نمبر ۱۰۵ میں اپنے استاد احمر کی چیزیں اور کپڑے قرینے سے رکھ رہا ہے ـــــــ فون کی گھنٹی بجتی ہے............

نثار : (فون اُٹھا کر) ہیلو! جی ـــ احمر صاحب، وہ تو کہیں باہر گئے ہیں ـــ پتہ نہیں کب آئیں گے ـــ اچھا ایک منٹ ـــ (کاغذ اُٹھا کر لکھتا ہے) جی کیا نام بتایا ـــ مس زیدی، ٹھیک ہے ـــ جی میں یاد سے بتا دوں گا ـــ اچھا، شکریہ! (فون رکھ دیتا ہے) ہونہہ ـــ اس شہر کی بچیاں کچھ زیادہ ہی عاشق مزاج ہیں ـــ ویسے اپنا اُستاد بھی مقدر کا سکندر ہے!

(احمر اور سحر ہنستے ہوئے کمرے میں داخل ہوتے ہیں۔ ان لوگوں نے کئی شاپنگ بیگ ہاتھوں میں سنبھال رکھے ہیں)

نثار : (مسکراتے ہوئے) خوش آمدید ـــــ خوش آمدید ـــــ کیا پورا ٹورانٹو خرید لائے اُستاد ـــــ آپ لوگوں نے تو پورا دن لگا دیا!

احمر : ہاں میاں، تھوڑی شاپنگ میں مصروف رہا، تمہاری بھابی جان کی لمبی فہرست ساتھ آئی ہے (بیٹھتا ہے) تھک گیا یار ـــــ اب پیدل چلا نہیں جاتا ـــــ بیٹھو سحر ـــــ اور نثار کیا ہوتا رہا دن بھر؟ کوئی فون تو نہیں آیا تھا؟

نثار : فون تو بے پناہ آئے ـــــ پہلے ایک شعر آپ کی نذر کرنا چاہوں گا، صبح سے موزوں کر رہا تھا ـــــ عرض کیا ہے ـــــ سنئے سحر صاحب!

سحر : (سنبھلتے ہوئے) جی عطا ہو!

نثار : (گلا صاف کرتے ہوئے) خدا کرے کہ تیری ساری زندگی احمر

خیالِ خاطرِ احباب میں گزر

جائے!

سحر : (مسکراتے ہوے) اچھا ہے ـــــ!

احمر : واہ! (نثار جھک کر آداب کرتا ہے)

سحر : یار تمہاری طرح مومن شاگرد میں نے نہیں دیکھا، استاد ذوق کے بعد گر کسی کو شاگرد نصیب ہوا ہے تو وہ ہے احمر عظیم، بس تم دونوں کی قسمت پر رشک آتا ہے ـــــ نثار میاں، بے فکر رہو ـــــ تم ہی اس کے صحیح جانشین ہو گے!

(نثار دوبارہ آداب کرتا ہے اور سب ہنستے ہیں)

احمر : ہاں ـــــ فون کس کا آیا تھا نثار؟

نثار : استاذ وہ بیگم صاحبہ کا تو دس بار فون آ چکا ہے، مگر کوئی مِس زیدی کا بھی فون آیا تھا، کہہ رہی تھیں آپ انہیں Collect کلکٹ کال کر سکتے ہیں، اور بھی بہت سے لوگ آپ کے پروگرام کا پوچھ رہے تھے ـــــ ہاں ـــــ ایک فون نفیس صاحب کا بھی آیا تھا وہ بس آتے ہی ہوں گے!

احمر : ٹھیک ہے ـــــ اب کسی بھی صاحب کا فون آئے تو کہہ دینا میں ہوں نہیں ـــــ یار تین دن ہو گئے، ایک منٹ آرام نہیں کیا ـــــ میں اس وقت کسی سے بھی ملنا نہیں چاہتا (صوفے پر لیٹ جاتا ہے) شام پروگرام میں ہی ملاقات کروں گا سب سے!

نثار : بہتر حضور ـــــ ویسے شہر کیسا لگا آپ کو ـــــ کچھ تفریح بھی ہوئی یا خریداری ہی کرتے رہے؟

احمر : تفریح کہاں میاں ـــــ سحر ہمارے دوست بنتے ہیں' مگر جہاں لے جانا تھا' لے ہی نہیں گئے ـــــ کچھ بھی نہیں دکھایا!

سحر : (سگریٹ سلگاتے ہوئے) حد ہے یار! یہ صرف تمہارا مالی خولیہ نہیں' جو بھی آتا ہے بوڑھا' جوان ـــــ مولوی صورت' قمار باز ـــــ بس ہر ایک کو ینگ اسٹریٹ کی پڑی رہتی ہے۔ان کلب اور بار میں پچھلے پانچ سالوں میں قسم سے اتنی بار اپنے شریف مہمانوں کو لے کر گیا ہوں کہ بار والے مجھے دلال سمجھتے ہوں گے۔اور وہاں کے دربان سے لے کر ڈانسر تک کو میرا چہرہ حفظ ہو گیا ہوگا!

احمر : (سنبھلتے ہوئے) ارے بھئی میں تو مذاق کر رہا تھا یار!

سحر : جی' پچھلے سال وہ میرے باپ صوفی شاعر بھی آپ ہی کی طرح مذاق کرتے کرتے سنجیدہ ہو گئے تھے!

احمر : (ہنستا ہے) کون ـــــ وہ اپنے......

سحر : (بات کاٹ کر) دفع کرو یار ـــــ یہ بتاؤ پروگرام کیا ہے؟

(ہوٹل کا منیجر رنجیت سنگھ داخل ہوتا ہے)

سنگھ : آداب حضور ـــــ آپ کے تو کل سے درشن ہی نہیں ہوئے ـــــ سب ٹھیک ٹھاک؟ (بڑھ کر ہاتھ ملاتا ہے)

احمر : آداب سنگھ صاحب ـــــ سب ٹھیک ہے ـــــ آپ کیسے ہیں؟

سنگھ : (نمستے کرتے ہوئے) بندگی جناب ـــــ آپ صرف رنجیت کہہ سکتے ہو' کیوں شرمندہ کرتے ہو سرکار ـــــ میں نہ صرف آپ کا فین ہوں بلکہ آپ میرے مہمان بھی ہو ـــــ ٹھیک ہے آپ آرام کرو۔میں بس خیریت پوچھنے آ گیا تھا ـــــ کسی چیز کی ضرورت ہو تو یاد کر لینا ـــــ اچھا آداب (باہر نکل جاتا ہے)

احمر : آداب جناب ـــــ (فون اٹھا کر ایک نمبر ملاتا ہے) ـــــ ہیلو ـــــ زارا' میں احمر! بس تھوڑی شاپنگ کے لیے نکل گیا تھا ـــــ ہاں ساتھ تو لینا تھا' پھر سوچا کہاں پریشان کروں آپ کو' تو شام آ رہی ہونا' فنکشن میں ـــــ پھر کوئی پروگرام بناتے ہیں ـــــ اچھا تو پھر یہاں آ جاؤ ـــــ ہاں ـــــ ساتھ چلیں گے ـــــ ٹھیک ہے ـــــ او کے ـــــ بائی! (نفیس حسین داخل ہوتا ہے)

نفیس : (مسکراتے ہوئے) حضور والا ـــــ بندہ پرور ـــــ کہاں غائب ہو گئے تھے!

احمر : بھائی کچھ شاپنگ کرنا تھی ـــــ تین دن ہو گئے یار' تم لوگوں نے تو جان نکال ڈالی' اور وہ کہاں ہیں تمہارے رپورٹر حضرات' مجھے اور بھی لوگوں سے ملنا ہے ـــــ یا بس ان کا انتظار کرتا رہوں!

نفیس : (گھڑی دیکھتے ہوئے) بس حضرات' وہ لوگ آتے ہی ہوں گے۔کچھ کام رہ گیا ہے میں اسے نپٹا کر فوراً آتا ہوں ـــــ اور ہاں' اب خدا کے لیے آپ کہیں نہ جائیں ـــــ (باہر جانے لگتا ہے)

احمر : ٹھیک ہے ـــــــ اچھا سنیں، کچھ ڈرنگ وغیرہ نیچے سے بھیج دیں، سحر بیچارہ بیٹھا سوکھ رہا ہے ـــ کوئی شغل ہی ہو!

نفیس : ہاں ـــ ہاں، کیوں نہیں، ابھی رنجیت سنگھ کو آرڈر دیتا ہوں! (باہر نکل جاتا ہے)

سحر : جی، شکریہ ـــ میں دوسروں کے سہارے شغل نہیں کرتا ـــ (بڑھ کر بیگ سے اپنی رم کی بوتل نکالتا ہے) شہزادے ـــ میں زادراہ ساتھ لے کر چلتا ہوں!

احمر : (مسکراتے ہوئے) کیا بات ہے ـــ کیا کہنا ـــ بہت خوب! بس جگر تمہاری مثال مشکل ہے!

سحر : (بوتل کھولتے ہوئے) ہاں یار! حرام کی شراب میں وہ بات کہاں، (ہنستا ہے) مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ ہر استاد شاعر جو شمالی امریکا آیا ہے اس نے میری رَم ضرور چکھی ہے!

(نثار دو گلاس اور پانی کی بوتل لا کر میز پر رکھ دیتا ہے)

احمر : اچھا میرے لیے ذرا لائٹ بنانا ـــ اس وقت میرا موڈ بھی نہیں ہے!

(فون کی گھنٹی بجتی ہے، نثار فون اٹھاتا ہے، پھر احمر کو سرگوشی سے کہتا ہے، بیگم صاحبہ ـــ احمر کچھ سوچتا ہے پھر فون لے لیتا ہے)

احمر : ہیلو ـــ طلعت، کیسی ہیں آپ، بھئی کچھ شاپنگ کے لیے نکل گیا تھا پھر کچھ دوستوں نے گھیر لیا ـــ نہیں بھئی لڑکی نہیں ـــ سحر ساتھ تھا، ایمان سے ـــ اچھا اس وقت پریس کے کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں، شام فنکشن میں ملاقات ہوتی ہے ـــــ ارے بھئی میں تمہیں Avoid کروں گا بھلا، میری یہ جرأت (ہنستا ہے) خیر شام بات ہوتی ہے ـــ اچھا خدا حافظ! (فون رکھ دیتا ہے)

سحر : کون ہے یار ـــ یہ کس بیگم صاحبہ کا فون اتنی بیقراری سے آئے جا رہا ہے، ذرا میں بھی تو سنوں!

احمر : نثار میاں، ذرا دیکھنا اب تک ہماری ڈرنک نہیں آئی ـــــ اور ہاں ساتھ میں کچھ چپس وغیرہ بھی لے لینا۔ (نثار خاموشی سے باہر نکل جاتا ہے) ہاں ـــ یار، یہ بیگم صاحبہ، دراصل کرنل بشیر کی بیگم طلعت ہیں جو کالج کے زمانے میں میری منظورِ نظر ہوا کرتی تھیں!

سحر : تھیں کیا ـــ مجھے تو لگتا ہے محترمہ اب تک فدا ہیں!

احمر : ہاں ایسا ہی کچھ ہے ـــــ (Pause) اور اس پروگرام کے لیے مجھے طلعت ہی نے اسپانسر کیا ہے، ٹکٹ اور انعام کی رقم بھی وہی ادا کر رہی ہے (کچھ سوچتے ہوئے) شہرت کے چکر میں ہم آ تو گئے مگر ایسا لگ رہا ہے جیسے طلعت اس کی بہت بڑی قیمت چاہ رہی ہے!

سحر : (کش لیتے ہوئے) اچھا تو اب سمجھ میں آیا ـــ اصل معاملہ کیا ہے۔ (سوچتے ہوئے) وہی میں کہوں کہ انجمن والوں نے ہر سال کی طرح ہم لوگوں سے انعام کے سلسلے میں مشورہ کیوں نہیں

ـــــ ساتھ ہی مجھے حیرت اس بات پر تھی کہ ان لوگوں نے تمہیں کیسے Poet of the Year کے انعام کے لیے چُن لیا' کیونکہ دو سال قبل جب میں نے تمہیں بلانے کی کوشش کی تھی' دہلی سے کسی نے تمہاری چھٹی کر دی تھی! (ڈرنک کا گھونٹ لیتا ہے) خیر' میں مزید تفصیل نہیں جاننا چاہتا۔ مگر شرافت اور مروّت کا تقاضہ ہے کہ آپ محترمہ طلعت کو نہ ٹالیں اور اس نئی بچی کو ان کے سامنے نہ آنے دیں ورنہ خواہ مخواہ کی رنجش ہو گی!

احمر : یار ـــــ اب اس نئی لونڈیا کو میں ڈھونڈنے تھوڑی گیا تھا ـــــ پرسوں سے ہر پروگرام میں سائے کی طرح پیچھے لگی ہے!

سحر : اچھا ـــــ یعنی تمہاری مرضی کے خلاف ـــــ حیرت ہے ـــــ مجھے ایسی کوئی لڑکی نہیں ٹکرائی یار ـــــ خیر ـــــ نام کیا ہے؟

احمر : زارا ـــ (مسکراتے ہوئے) ویسے لڑکی ہے بہت اسمارٹ' شام آئے گی' خود دیکھ لینا!

سحر : دیکھ کر کیا خاک کروں گا (ڈرنگ کا گھونٹ لیتا ہے) لڑکیوں کے مسیحا تم بنے ہو' تم سے فرصت ہو تب نا؟

(نثار وہسکی کی بوتل اور چپس لیے داخل ہوتا ہے اور میز پر رکھ دیتا ہے)

سحر : لاؤ میاں ایک گلاس اور لاؤ ـــــ تمہارے لیے ایک ڈرنک بنا دوں!

نثار : (ہڑبڑا کر) نہیں شکریہ ـــــ میں ڈرنک نہیں کرتا!

سحر : اچھا ـــــ واقعی ـــــ یعنی شعر موزوں کر لیتے ہو' شراب نہیں برداشت کر سکتے ـــــ خیر ـــــ نقصان تمہارا ہی ہے (احمر کو دیکھ کر) کس سوچ میں غرق ہو۔ بڑی محنت کی کمائی سے خریدا ہے بھائی ـــــ اسے یوں برباد نہ کرو۔ چلو اٹھاؤ جام ـــــ Cheers-For Old Time Sake (دونوں جام ٹکراتے ہیں) یار ماحول نہیں بن رہا' ایک شعر ہو جائے؟

احمر : (گھونٹ لیتا ہے) کیسا پینا' کہاں کی توبہ اب
میں ہوں خدا ہے بیخودی ہے!

سحر : واہ! بہت اچھے جگر ـــــ کیا خدا اور بیخودی ہے ـــــ بھئی واہ اب آنکھ کھلنا شروع ہوئی ہے!

نثار : سبحان اللہ ـــــ استاد! سہل ممتنع میں کیا بات کہہ دی' واہ!

سحر : ویسے یار' رات کے مشاعرے کو اس نوجوان شاعر نے لوٹ لیا تھا' کیا نام تھا ـــــ ہاں ـــــ فرحت احساس' غضب کا شاعر اور جینئل ـــــ بالکل تازہ اور تیکھا ـــــ کیا تیور تھے جگر :

وہ آنکھ ہو تو کوئی پُرانی کتاب دیکھیں
جہاں سے ہم لوگ کٹ گئے ہیں وہ باب دیکھیں

احمر : ـــــ ہاں ـــــ مطلع اچھا ہو گیا تھا ـــــ!

سحر : کمال کرتے ہو، مطلع کیا یار، پوری غزل مرصع تھی، کیا کہتے ہیں وہ شعر کہ ـــــ

ہمارے آگے نداموں کا وہ سلسلہ ہے
کہ اپنے سب دشمنوں کو ہم کامیاب دیکھیں

نثار : ہاں ـــ غزل اچھی ہوگئی تھی، مگر مشاعرہ اس نے نہیں لوٹا تھا۔ مجھے تو آپ کا وہ شعر......

سحر : (بات کاٹ کر) چھوڑ یار ـــــ یہی تو مشکل ہے، تم لوگ کسی ابھرتے ہوئے نوجوان شاعر کو برداشت ہی نہیں کر سکتے ـــ مجھے کسی طرح کا کامپلکس نہیں ـــ میں بہ بانگِ دہل کہہ سکتا ہوں کہ وہی سب سے کامیاب شاعر تھا!

احمر : (بیزار ہوکر) اچھا یار ـــ تم کہتے ہو تو ہوگا ـــ اس میں اُلجھنے کی کیا ضرورت ہے!

سحر : میں الجھ نہیں رہا، تمہاری اُلجھن کا اظہار کر رہا ہوں ـــــ اچھا یہ بتاؤ یہاں کے شاعر تمہیں کیسے لگے؟

احمر : یار سچ کہوں گا تو پھر تمہیں بُرا لگے گا!

سحر : نہیں اس میں برا لگنے کی کیا بات ہے، میں خود بہت کریٹیکل ہوں، مگر تنقید ایمانداری پر منحصر ہونی چاہئے!

احمر : (گھونٹ لے کر) یوں تو سب ٹھیک لگتا ہے، مگر ہم سے پہلے کی جو ایک نسل یہاں موجود ہے ان پر تو جمود طاری ہے۔ کیا کہتے ہیں، وہ تو Creative Menopause سے گزر رہے ہیں، وہی گل و بلبل کے Snobish قصے، پھر نئی نسل نے جدیدیت کے نام پر ابہام کو فیشن بنالیا ہے!

سحر : تمہاری بات کچھ حد تک درست ہے مگر نئی نسل کی جو شاعری شمالی امریکہ میں ہو رہی ہے، وہ نئی امیجری اور ہجرت کے دُکھ سکھ کا انوکھا اظہار ہے۔ ہمارے کچھ شاعر واقعی بہت اچھا کہہ رہے ہیں جو ہندو پاک میں ممکن نہیں اور اس حقیقت سے تم انکار نہیں کر سکتے!

احمر : (سنبھلتے ہوئے) مگر یار سچی بات یہ ہے کہ یہ شاعری اور کلچر کی ریس تمہاری نسل تک ہے یہاں ـــــــ تمہارے بچوں کو اُردو زبان تو آتی نہیں، اگلی نسل دو تہذیبوں کی چکّی میں پس رہی ہے ـــ ہزاروں پیچیدہ مسائل ہیں یہاں، اس میں زبان و کلچر کو آپ کب تک بچا سکتے ہیں؟

سحر : بھائی صاحب ہندوستان میں اُردو کو ہندی کا مقابلہ ہے اور پاکستان میں پنجابی کی سیاست، وہاں آپ کی زبان و ادب کہاں محفوظ ہے ـــــــ جو آپ یہاں کے غیر یقینی ماحول پر نکتہ چینی کر رہے ہیں (گھونٹ لیتا ہے)

(دروازے پر دستک ہوتی ہے، نثار بڑھ کر دیکھتا ہے اور پریس والوں کے ساتھ داخل ہوتا ہے)

احمر : (اُٹھ کر ان سے ملتا ہے) آداب ـــ آیئے جناب، ہم آپ سب کا ہی انتظار کر رہے تھے۔

عسکری : آداب ـــــ مجھے عسکری کہتے ہیں' انڈین ایکسپریس اخبار کا رپورٹر ہوں ـــــ اور آپ میرے دوست طاہر خاں تھرڈ ورلڈ ڈویژن ٹی وی کے نمائندے (طاہر آداب کرتا ہے اور ہاتھ ملاتا ہے) ہم زیادہ وقت آپ کا نہیں لیں گے' بس چند سوالات' ویسے تو شام کا پروگرام ہم کور کر ہی رہے ہیں!

احمر : جی نوازش ـــــ آپ لوگ جو مناسب سمجھیں ـــــ ویسے آپ سے ملیں' سحرؔ بجنوری' ہمارے بہت پُرانے دوست ہیں۔

(سحرؔ آداب کرتا ہے اور بڑھ کر ہاتھ ملاتا ہے)

طاہر : ارے صاحب انھیں کون نہیں جانتا' بڑے منجھے ہوئے شاعر ہیں!

(ٹی وی والے کیمرہ اسٹینڈ پر کھڑا کر دیتے ہیں' لائٹ آن ہو جاتی ہے ـــــ پوزیشن ٹھیک کر کے ایک کرسی پر احمرؔ کو اور اسکے مقابل طاہر اور عسکری بیٹھے ہیں ـــــ طاہر اشارے سے کیمرہ رول کرنے کو کہتا ہے اور پھر احمرؔ کی طرف مخاطب ہوتا ہے)

طاہر : احمر عظیم صاحب' میں ٹورانٹو کی اُردو برادری کی جانب سے آپ کا استقبال کرتا ہوں' میری جبینِ عقیدت سلام کہتی ہے!

احمر : (مسکراتے ہوئے) جی نوازش' کرم ہے! آپ حضرات کی ادب دوستی سے میں بہت خوش ہوں!

طاہر : سب سے پہلے یہ بتائیں کہ سات سمندر پار' یہاں کے ماحول میں اُردو کی فضا کیسی لگی آپ کو؟

احمر : یہاں اُردو کی فضا بڑی خوشگوار اور خوش آیند ہے۔ مجھے تو کسی طرح کی اجنبیت کا احساس ہی نہیں ہو رہا ہے' ایسا لگ رہا ہے کہ میں دہلی یا لاہور کے کسی مشاعرے میں آیا ہوں ـــــ آپ لوگوں کی محبت اور مہمان نوازی نے بڑا متاثر کیا ہے مجھے!

عسکری : احمر صاحب' ہند و پاک کی شاعری سے یہاں کے لب و لہجے میں کچھ فرق محسوس کیا ہے آپ نے؟

احمر : جی ہاں' کیوں نہیں ـــــ بڑی تازگی ہے یہاں ـــــ تخلیق کار اپنے جذبات کا کھل کر اظہار کر رہے ہیں۔ ہجرت کے مسائل پر بھی بڑے اَچھوتے تجربے ہو رہے ہیں ـــــ وطن سے دور اُردو کی شمع فروزاں رکھنا بڑا کام ہے صاحب' آپ سب مبارکباد کے مستحق ہیں!

عسکری : ادب میں کمٹمنٹ کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

احمر : (ہنستے ہوئے) ویسے تو سوشل کمٹمنٹ آج کل فیشن کے طور پر خوب استعمال ہو رہا ہے مگر ادب میں کمٹمنٹ کو میں بہت اہمیت دیتا ہوں' یوں بھی سماج کا قرضہ تو ہر فن کار پر ہوتا ہے' اس ذمہ داری کو ہمیں بہر حال پورا کرنا ہی چاہیے!

طاہر : ایک عجیب سا سوال ذہن میں آ رہا ہے کہ آپ لکھتے کس کے لئے ہیں؟

احمر : (ہڑبڑا کر) جی ـــــ آپ کے اور عوام کے لئے لکھتا ہوں بھائی' میری تحریر سماج کا آئینہ ہے'

آپ نے میرا کلام پڑھا تو ہوگا؟

طاہر : جی ہاں ــــ اچھا' عورتوں کی آزادی کے بارے میں کیا خیال ہے؟

احمر : آپ مجھ سے یہ پوچھ رہے ہیں' میری شاعری تو عورتوں کے مسائل اور ان کی حمایت سے بھری پڑی ہے ــــ صاحب' میں دل سے عورتوں کی قدر کرتا ہوں اور ان کے حقوق کی پامالی نہیں دیکھ سکتا!

عسکری : اُردو کے مستقبل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

احمر : دیکھئے صاحب' اُردو کا مستقبل بڑا تابناک ہے ــــ خانقاہوں اور مدرسوں سے ہوتی ہوئی محل سراؤں تک اور پھر بازاروں اور میلوں ٹھیلوں میں راگ رنگ کی آنکھ مچولی کھیلتی ہوئی اب سات سمندر پار ایئرکنڈیشنڈ آڈیٹوریم تک جو زبان حکمرانی کرسکتی ہے ــــ وہ زبان کبھی اور کہیں بھی نہیں مر سکتی!

طاہر : احمر صاحب' ہم لوگ اپنی باتوں میں آپ کو مبارک باد تو دینا بھول ہی گئے۔ بھئی عسکری صاحب' احمر عظیم صاحب کے لئے اُردو رائٹرز گِلڈ کی جانب سے Poet of the year کے ایوارڈ کا اعلان ہوا ہے۔ آج شام یونیورسٹی آڈیٹوریم میں ایک جلسے میں ٹرافی اور انعام کی رقم شاید پانچ ہزار ڈالر دی جائے گی ــــ کیوں صاحب ــــ آپ کو تو اس کا علم ضرور ہوگا!

احمر : (ہنستے ہوئے) ہاں صاحب' سنا تو کچھ ایسا ہے ہے' بھئی یہ سب آپ لوگوں کی ذرہ نوازی اور ادب دوستی ہے' جیسا کہ میں پہلے عرض کرچکا ہوں!

عسکری : یہ ایک Prestegious اور عالمی اوارڈ ہے احمر صاحب' کیسا لگ رہا ہے آپ کو؟

احمر : جی میں خوش بھی ہوں اور فکرمند بھی ــــ کیونکہ آج کے بعد ادب کی ذمہ داری اور لوگوں کی توقع دونوں بڑھ جائے گی مگر میرا رشتہ قلم سے اور زیادہ مستحکم ہوجائے گا!

طاہر : بہت خوب ــــ اچھا' اس سے پہلے کہ ہم اپنی گفتگو ختم کریں' آپ اُردو دوستوں کے لئے کچھ پیغام دینا پسند کریں گے؟

احمر : ہاں ــــ ایک بات میں ضرور بتانا چاہوں گا کہ آج کے فنکشن کے اوارڈ کی رقم کو میں اُردو اکاڈمی کی سنگ بنیاد کے لئے وقف کرنا چاہتا ہوں ــــ اُردو دوست آگے آئیں اور ایک ایسی عمارت کو وجود میں لائیں جہاں اُردو کی ترقی و ترویج کے لئے ٹھوس اور تحقیقاتی کام شروع کیا جاسکے ــ آخیر میں آپ سب دوستوں اور قدردانوں کا میں تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ اعزاز بخشا ــــ شکریہ!

عسکری/طاہر : (ایک ساتھ) شکریہ احمر عظیم صاحب ــــ ہمیں اُمید ہے کہ آپ کا یہ خواب بہت جلد شرمندۂ تعبیر ہوگا!

(لائٹ آف کی جاتی ہے' کیمرہ اُٹھاتے ہوئے پریس والے شکریہ ادا کرتے ہوئے رُخصت ہوتے ہیں)

احمر : (سحرؔ کی طرف مخاطب ہو کر) کہو جگر ـــــ کیسا رہا؟

سحر : (سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے) ادھر کافی ترقی کی ہے تم نے جگر! قسم سے کیا منجھی ہوئی اداکاری کر رہے تھے!

احمر : ہاں، ترقی تو کی ہے مگر اس میں اداکاری کی کیا بات ہوئی، میڈیا والوں سے جس طرح سنبھل کر بات کرنی چاہیے، ویسے ہی کر رہا تھا ـــــ تمہیں نہیں معلوم کہ یہ لوگ رائی کا پہاڑ کس طرح بنا دیتے ہیں؟

سحر : اچھا یہ اب نیا شوشہ کیا ہے ـــــ یہ انعام کی رقم سے اُردو اکاڈمی کا سنگِ بنیاد؟ ارادے کیا ہیں جناب ـــــ میں کچھ کچھ تو سمجھ رہا ہوں!

نثار : (ہچکچاتے ہوئے) وہ سر ـــــ دو لڑکیاں باہر گھنٹے بھر سے انتظار کر رہی ہیں، یونیورسٹی سے آئی ہیں ـــــ اور کسی راشد صاحب کا بھی فون آیا تھا، کچھ دیباچے کی بات کر رہے تھے اور ہاں بیگم صاحبہ بھی دو بار فون کر چکی ہیں!

احمر : (گلاس سے گھونٹ لیتے ہوئے) یار ـــــ میں نے کہہ دیا شام پروگرام سے پہلے میں کسی سے نہیں مل سکتا، سب سے کہو وہیں ہال پر ملاقات کریں اور کسی کا فون آئے کہہ دو باہر گئے ہیں۔ میں بھی انسان ہوں یار ـــــ کس کس سے ملوں!

(نثار خاموشی سے باہر نکل جاتا ہے)

سحر : تم انسان ہوا کرتے تھے ـــــ اب ایک آئیڈیل ہو، ایک پبلک فیگر ـــــ یہ وضع داریاں ـــــ یہ ملاقاتوں کا سلسلہ تو اب چلتا ہی رہے گا ـــــ خیر ـــــ یہ اُردو اکاڈمی کی بجلی اچانک گری ہے یا کسی پلان کے مطابق تم نے اتنی بڑی قربانی کی ٹھان لی؟

احمر : سحرؔ جگر تم بھی شاعر ہو ـــــ ادب کی سیاست سے واقف ہو، تم سے کیا پردہ، ایک موقع ملا ہے میں نے بھی صحیح مہرہ بڑھا دیا۔ اب دیکھو اس انعام کا رُخ کیسے بدلتا ہے! (ہنستا ہے)

سحر : (حیرت سے) یعنی تم صدقہ جاریہ کے تاک میں تھے۔ انعام کی رقم سے اُردو اکاڈمی کا کام شروع ہوگا۔ ظاہر ہے تم ہی اس کے سرپرست اعلیٰ ہو گے ـــــ اور آج کے بعد اکاڈمی کی ہر Activity میں نہ صرف حضور کا نام سنہرے حرفوں میں لکھا جائے گا، بلکہ حضور کو گاہے بہ گاہے یہاں کی دعوتوں پر بلایا بھی جائے گا۔ اچھا Investment ہے! (تازہ پیگ بناتا ہے) مگر یار شہرت کے لیے تم اتنے خود غرض ہو جاؤ گے، اس کا اندازہ نہ تھا!

احمر : ہاں ـــــ تم نے میری روح کی گہرائیوں میں جھانک کر مجھے برہنہ دیکھ لیا ہے ـــــ بلکہ میں نے تمہیں اور صرف تمہیں اس کی اجازت دی ہے ـــــ سچ کہوں ـــــ میں واقعی شہرت کے لیے لکھتا

ہوں، صرف شہرت کے لیے ـــــ جب ہر خاص و عام کی زبان پر میرا نام ہوگا تو مجھے اپنے وجود اپنے قدر آور ہونے کا احساس ہوگا۔ شہرت کا نشہ سحر تمہاری رَم سے زیادہ سرور بخشتا ہے ـــــ پھر میں کہتا ہوں ـــ کون کم بخت شہرت کے لیے نہیں لکھتا (گھونٹ لیتا ہے) تم کیوں لکھتے ہو؟

سحر : (خاموشی سے لمحے بھر کے لیے احمر کو غور سے دیکھتا ہے، پھر گھونٹ لیتا ہے) میں اپنے اصولوں اور آدرش کی آبیاری کے لیے لکھتا ہوں ـــ میں نے ابھی اپنے قلم کی آبرو نہیں بیچی احمر ـــ میں سکونِ قلب کے لیے لکھتا ہوں!

احمر : (ہنستا ہے) آج کل سکون ہے کسے؟ تمہارے اصول آدرش، سکونِ قلب، یہ سب بے جان کھوکھلے الفاظ ہیں، کم از کم مغرب میں رہ کر اور رَم پی کر خواب کی باتیں تو نہ کرو!

سحر : میرے خیال میں بغیر Commitment کے لکھنا فضول ہے ـــ میں نے زندگی میں قلم کے ساتھ سمجھوتہ نہ کیا ہے اور نہ کروں گا ـــ یہ سچ ہے! جسے تم ماننے کے لیے تیار نہیں!

احمر : سحر جانی ـــ سچائی نہ صرف بزدلی ہے بلکہ ایک بہت بڑا ڈھکوسلہ ہے ـــ تمہارے جذباتی اور میلوڈرامیٹک ڈائیلاگ نے مجھے آج سے پچیس سال پہلے کا ایک ڈراما یاد دلا دیا ـــ یونیورسٹی کا فائنل ایئر تھا۔ ایک ڈرامے میں بڑا جذباتی رول، میں ادا کر رہا تھا۔ اور تو کچھ یاد نہیں مگر اس کا ایک مکالمہ آج تک یاد ہے (گھونٹ لیتا ہے اور کھڑا ہو کر اداکاری کرنے لگتا ہے) ـــ ''اصول اور آدرش پرستی نے عیسیٰ کو سولی اور گاندھی کو گولی کے سوا کچھ بھی نہیں دیا ـــ تمہیں کیا ملے گا۔ ہا۔ ہا۔ ہا......'' (ہنستا ہے)

سحر : تمہاری ہنسی بھی پلاسٹک لگ رہی ہے یار ـــ پہلے تم کس قدر زندہ دل ہوا کرتے تھے احمر ـــ (Pause) آج ابن الوقت ہو ـــ ٹھیک ہے کچھ عرصے کے لیے وقت کو مٹھی میں دبائے رکھو ـــ یہ سب زیادہ دن نہیں چلے گا!

احمر : مجھے معلوم ہے ـــ جانتا ہوں میں ـــ اسی لیے موقع کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں ـــ پھر کون ہے جو موقعے کا فائدہ نہیں اٹھاتا۔ سب تمہاری طرح شراب میں غرق نہیں رہتے ـــ پندرہ سال ہو گئے کینیڈا آئے ہوئے ـــ آج تک جو تھے وہی ہو ـــ کیا کیا ہے تم نے؟ اب تک تمہارا دیوان شائع نہ ہو سکا ـــ (Pause) اردو اکاڈمی کو وجود میں آنے دو، تمہارا دیوان میں شائع کرواؤں گا!

سحر : (سنجیدگی سے) احمر مجھے خریدنے کی کوشش کبھی نہ کرنا ـــ ہمارا رشتہ کاروباری نہیں، میں چاہتا تو ہزاروں طریقے اپنا سکتا تھا، کئی بیگم کرنل بشیر اور اُستادوں نے سرپرستی کی خواہش بھی ظاہر کی ہے۔ مگر میں کھرا ہوں ـــ اسی لیے خودسر اور بدنام ہوں (Pause) رہی دیوان شائع ہونے کی بات، صرف ہزار ڈالر میں دیوان چھپتے ہیں یار ـــ اتنے کی میں مہینے بھر میں شراب پی لیتا ہوں، تم کیا سمجھتے

ہو' کتاب نہیں تو میرا نام نہیں ـــــــ میں جانتا ہوں' میں کیا ہوں اور تم بھی جانتے ہو کہ تم کیا ہو؟ اب مزید منہ نہ کھلواؤ ـــــ رَم زیادہ تلخ ہو جائے گی۔

احمر : تم کچھ بھی نہیں بدلے سحر ـــــــ یونیورسٹی کی ترنگ آج تک تم میں موجود ہے۔ خیر چھوڑ و اس مباحثے کو ـــــ تم جو بھی ہو' میرے جگر ہو ـــــ کوئی اور بات کرتے ہیں' اور ہاں کچھ لوگ آنے والے ہیں ـــــ میں دیکھ رہا ہوں تم کچھ کچھ بہک رہے ہو ـــــ خدا کے لیے کل رات والی حرکت نہ کرنا ـــــ میری عزت تمہارے ہاتھ میں ہے۔

سحر : (ہنستا ہے) میں بہک بالکل نہیں رہا احمر عظیم صاحب! صرف سچ بول رہا تھا۔ آپ بے فکر رہیں' اب میں خاموش ہو جاتا ہوں!

(نثار آ کر بتاتا ہے کہ زارا صاحبہ پانچ منٹوں کے لئے ملنا چاہتی ہیں)

احمر : (جلدی سے) ارے انہیں باہر کیوں روک دیا؟ آنے دو بھئی! (اُٹھ کر دروازے تک جاتا ہے) آؤ زارا ـــــ آؤ! سوری میں کچھ مصروف ہو گیا تھا (سحر ایک نظر دونوں پر ڈال کر اندر چلا جاتا ہے)

زارا : مجھے معلوم ہے آپ بہت مصروف ہیں' میں نے کئی بار فون کیا مگر آپ سے بات نہ ہو سکی۔ ادھر سے گزر رہی تھی سوچا آپ سے ملاقات بھی کرلوں اور یہ بتادوں کہ شام مجھے آنے میں کچھ دیر ہو گی ـــــ مگر آپ مجھے ساتھ لئے بغیر جائیے گا نہیں!

احمر : کیسی بات کرتی ہیں آپ! بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آپ کے بغیر اِ وارڈ لینے چلا جاؤں حضور!

زارا : احمر صاحب' آپ کو اندازہ نہیں آپ کے اس اوارڈ سے میں کس قدر خوش ہوں ـــــ میں آپ کے اعزاز میں ایک پارٹی دینا چاہتی ہوں' We Should Celebrate ـــــ (Pause) اور ـــــ میں آپ سے تنہا ملنا چاہتی ہوں' آپ کے دوستوں کے درمیان مجھے گھٹن سی ہوتی ہے۔ پھر کوئی سنجیدہ گفتگو بھی تو نہیں ہو سکتی!

احمر : (سنجیدگی سے) زارا میری شخصیت کئی حصوں میں بٹی ہوئی ہے ـــــ میں نہیں چاہتا تم مجھ سے بہت ساری امیدیں وابستہ کرلو!

زارا : (آہستہ سے) چاہت اور آرزوؤں پر ہمارا اختیار ہوتا کب ہے احمر صاحب؟ مجھے نہیں معلوم میں کب اور کیسے آپ کو اپنا آئیڈیل بنا بیٹھی ـــــ آپ کی تحریریں دل کے نہاں خانوں میں اترتی چلی گئیں ـــــ مجھے معلوم ہے میری طرح کئی اور سر پھری لڑکیاں آپ کے گرد منڈلا رہی ہوں گی ـــــ مگر میں صدقِ دل سے آپ کا احترام کرتی ہوں ـــــ دیکھئے وقت اس خواب کی کیا تعبیر سامنے لاتا ہے!

احمر : (سنبھلتے ہوئے) بات یہ ہے زارا کہ تمام جذبوں سے پہلے ہمیں فن کے تقاضوں کو پورا کرنا پڑتا

ہے ـــــ یہ جو شاعر ادیب ہوتے ہیں' آزاد نظر آتے ہیں' ہوتے یہ بہت مجبور ہیں ـــــ میں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں' مگر پہلے تمہیں اپنے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں' میری بھی کئی مجبوریاں ہیں ـــــ

زارا : (بات کاٹتی ہے) مجھے آپ کی مجبوریوں کا خوب اندازہ ہے ـــــ اور یہی آپ کی صاف گوئی اور خلوص تو ہے ـــــ جس کی میں پرستش کرتی ہوں!

(اچانک نثار ہڑبڑا کر داخل ہوتا ہے اور احمر کے کان میں کچھ کہتا ہے)

احمر : (گھبرا کر) اوہ! ـــــ اچھا زآرا ـــــ تم یہیں بیٹھنا ـــــ ایک صاحبہ آ رہی ہیں She is little hyper ـــــ میری جاننے والی ہیں' مگر میں ابھی ان سے بات کرنا نہیں چاہتا ـــــ تم ان کی بات کا برا نہ ماننا ـــــ اور ہاں ـــــ (زآرا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر) ـــــ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں' جنہیں ہم نہ چاہتے ہوئے بھی کسی نہ کسی مجبوری کے تحت کرتے ہیں! اچھا میں ایک ضروری کال کر کے آیا! (دوسرے کمرے میں چلا جاتا ہے)

نثار : محترمہ آپ بڑی ستھری نظمیں کہتی ہیں ـــــ ماشاءاللہ

زارا : مگر آپ کو کیسے پتہ ـــــ میں نے تو......

نثار : (بات کاٹ کر) وہ' کل رات استاد آپ کی کوئی نظم "پسِ دل" پڑھ رہے تھے ـــــ بڑی تعریف کر رہے تھے' لگتا ہے بہت متاثر ہیں آپ سے!

زارا : جی شکریہ! ویسے......(بیگم کرنل بشیر تمتماتی ہوئی کمرے میں داخل ہوتی ہیں)

طلعت : (زآرا کو دیکھ کر ٹھٹکتی ہے) اچھا اب سمجھ میں آیا ـــــ شاعرِ اعظم صاحب پچھلے تین دنوں سے کیوں مصروف ہیں ـــــ تو یہ آپ ہیں محترمہ؟

زارا : (حیرت سے) بیگم کرنل بشیر آپ؟ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ بھی آحمر کی مداح ہیں!

طلعت : میں مداح نہیں' آحمر کی دیرینہ دوست ہوں ـــــ اور تم مجھے کیسے جانتی ہو' ـــــ کون ہو تم؟

زارا : آپ کو کون نہیں جانتا طلعت صاحبہ! شوہر کی بے پناہ دولت سے آرٹ کی سرپرستی اور آرٹسٹوں کی قربت خرید کر حاصل کرنا تو آپ کی ہابی ہے ـــــ تو آپ آحمر کو بھی......

طلعت : (بات کاٹ کر) ہاں تم ٹھیک سمجھ رہی ہو (Pause) اور اپنے حسن اور جسم کے ہتھیار سے تم احمر کو مجھ سے نہیں چھین سکتی!

زارا : میں نے ابھی کوئی بولی لگائی نہیں ـــــ نہ اپنے حسن کا استعمال کیا ہے' مگر آپ احمر کو نہیں خرید سکتیں ـــــ وہ ایک سچا فنکار ہے!

طلعت : (ہنستی ہے) نادان لڑکی ـــــ کچھ فنکار بکاؤ بھی ہوتے ہیں! اور احمر کی بھی قیمت میں نے ادا کر دی

ہے‘ صرف تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ ورنہ دھوکہ کھاؤ گی ـــــ اپنا وقت ضائع نہ کرو!

زارا : (طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ) میں نہیں آپ اپنا وقت اور پیسہ برباد کر رہی ہیں ـــــ مجھے اپنے اوپر پورا اعتماد ہے‘ میں کوئی خوابوں کے پیچھے نہیں بھاگ رہی!

طلعت : اتنا اعتماد ہے تمہیں خود پر اور اپنے انتخاب پر ـــــ کب سے جانتی ہو احمر کو؟

زارا : بہت زیادہ عرصے سے تو نہیں‘ مگر میرا دل کہتا ہے احمر ایک مخلص اور سچے فن کار ہیں!

طلعت : (مسکراتی ہے) شاید تمہیں نہیں معلوم دلوں کے فیصلے اور چہروں کی گواہیاں اکثر غلط ہوتی ہیں!

زارا : ہوتی ہوں گی ـــــ یہ میرا پہلا تجربہ ہے‘ ضروری نہیں کامیاب بھی ہو مگر میں امتحان سے گزرنے کے لئے تیار ہوں!

طلعت : دیکھو اسے Prestige Issue نہ بناؤ ـــــ تم ابھی جوان ہو ـــــ زندگی کے سفر میں تمہیں ہزاروں احمر مل جائیں گے (Pause) (فضا کو گھورتے ہوئے) شاید اس عمر میں مجھے ـــــ اوہ ـــــ (بیٹھ جاتی ہے) میں احمر کو پچھلے بیس سالوں سے چاہتی ہوں ـــــ میں مزید کسی تجربے اور امتحان سے نہیں گزر سکتی‘ رفتہ رفتہ میں ٹوٹ چکی ہوں ـــــ پلیز ـــــ میری خوشیاں مجھ سے نہ چھینو‘ چھوڑ دو احمر کو ـــــ (اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپا لیتی ہے)

زارا : آپ کو تو اپنی دولت پر بڑا زعم تھا ـــــ اب اچانک آپ ٹوٹنے کیسے لگیں ـــــ پھر وہ خوشیاں جو مجھے ابھی حاصل ہی نہ ہوئیں‘ وہ میں آپ کو کیسے دے دوں ـــــ (غصہ میں باہر نکل جاتی ہے)

(ایک لمحے کے لیے گُم سُم کمرے میں تنہا بیٹھی رہ جاتی ہے)

احمر : (ایک کاغذ دیکھتا ہوا داخل ہوتا ہے) نثار ـــــ کہاں ہو بھائی! ارے طلعت تم کب آئیں!

طلعت : (خاموشی سے احمر کو دیکھتی رہتی ہے)

احمر : اب اس طرح کیا دیکھ رہی ہو ـــــ مجھے کسی نے خبر بھی نہ دی‘ اور پھر یہ نثار کہاں غائب ہو گیا!

طلعت : بہت خوب! تمہیں معلوم ہی نہیں کہ یہاں کیا قیامتیں گزر گئیں! (بیزار ہو کر) بنومت احمر ـــــ تمہاری اس بات سے......

احمر : (بات کاٹ کر) حد کرتی ہو ـــــ مجھے کیسے پتہ ہو‘ لوگوں کا آنا جانا لگا ہوا ہے‘ اس لئے تو میں سحؔر کے ساتھ اندر گفتگو میں لگا ہوا تھا!

طلعت : اچھا ـــــ سحؔر کے ساتھ یا بیڈ روم میں بھی کوئی نوخیز کلی کی خوشبو سونگھ رہے تھے!

احمر : کمال کرتی ہو‘ کیا ہو گیا ہے تمہیں ـــــ میری بات کا یقین نہیں‘ تو خود اندر جا کر دیکھ لو ـــــ اور طنز کے نشتر کیوں چلائے جا رہے ہیں ـــــ قسم سے تم سے زیادہ شکی میں نے نہیں دیکھا!

طلعت : میرا شک بے بنیاد نہیں ـــــ کون تھی یہ لڑکی ـــــ جو ابھی یہاں سے گئی ہے ـــــ کم بخت نے نام

تک نہیں بتایا!

احمر : جانم ایسی لڑکیاں تو آتی جاتی رہتی ہیں، میں بھی ان کا نام نہیں پوچھتا ــــ کوئی مداح ہوگی ــــ اب کس کس کو بیچارہ نثار روکے! (Pause) تم سے ایک ہزار بار کہا ہے، میں پہلے فن کار ہوں، پھر انسان، اس کے بعد محبوب وغیرہ وغیرہ......

طلعت : تم یہ بھول رہے ہو کہ میں نے تمہیں فنکار بنایا ہے ـــــ اور تم کتنے عظیم انسان ہو یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں!

احمر : (ناراضگی کے ساتھ) جانتی ہو تو پھر کیوں کر رہی ہو یہ سب ــــ کیوں انعام دلایا جس کا میں مستحق نہیں ــــ کیوں اتنی پبلسٹی کی کہ لوگ مجھ سے ملنے کے لئے پاگل ہو رہے ہیں ــــ ہر عمل کا رَدِّعمل تو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے ــــ وہ میں کر رہا ہوں ــــ مجھے غلط مت سمجھو!

طلعت : یہ سب تمہاری قربت حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔ میں نے اس کا اندازہ نہیں کیا تھا کہ شہرت ملتے ہی تم مجھ سے کترانے لگو گے، مگر یہ جان لو احمرؔ، ان تمام حرکتوں کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا! تم کسی بھی لڑکی کو میرے مقابل نہیں لا سکتے ــــ ورنہ......

احمر : تمہیں ہو کیا گیا ہے ــــ کس لڑکی کی بات کر رہی ہو ــــ کیوں رقابت کی آگ میں جل رہی ہو تم ــــ؟

طلعت : ہاں میں رقابت کی آگ میں جل رہی ہوں ـــــ اپنے سے آدھی عمر کی لڑکی سے فلرٹ کر رہے ہو اور خود کو معصوم بھی ثابت کر رہے ہو ــــ احمر میں ہار ماننے کے لئے تیار نہیں ــــ میں نے اپنا گھر، اپنے بچے، اپنی خوشیاں سب تمہاری خاطر چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اب تم مجھ سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہو ــــ میں جان دے دوں گی احمر ــــ میں اپنے آپ کو ختم کر لوں گی (رونے لگتی ہے)

احمر : (ہنستا ہے) دھمکیاں دے رہی ہو یا محبت جتا رہی ہو، میں تو تمہیں بڑا Mature سمجھا تھا ـــــ یہ کیسی بچکانہ باتیں کر رہی ہو تم ــــ اور مجھے یہ Romanticism بالکل پسند نہیں!

طلعت : (آنسو پونچھتے ہوئے) تم اس قدر کٹھور اور پتھر کے ہو جاؤ گے، مجھے اندازہ نہ تھا ـــــ احمر خدا کے لئے میرے جذبات سے نہ کھیلو!

احمر : یہ سب تمہارا قصور نہیں ـــــ کیوں کہ ہمارے قلم کاروں نے ہیر رانجھا اور لیلیٰ مجنوں جیسے قصّے لکھ کر اچھی بھلی عورتوں اور جوانوں کو Illusion میں مبتلا کر رکھا ہے ــــ تم بھی خواب کی باتیں کر رہی ہو ــــ تجربے کی باتیں کرو جانم تجربے کی ــــ دیکھو طلعت مجھ سے اس وقت تم مایوس ہو ــــ مگر جتنے مردوں سے تمہاری جانکاری ہوگی تمہاری توقعات کو اتنی ہی ٹھیس پہنچے گی، پھر تم اپنی جان کی بازی نہ لگاؤ گی، تم ان کی اتنی پرواہ بھی نہ کرو گی جس طرح میں عورتوں کو خاطر میں نہیں لاتا ـــــ سمجھیں بیگم

کرنل بشیر صاحبہ! (ہنستا ہے)

طلعت : ہنسو مت احمر ـــــ میری زندگی چاہتے ہو تو اس لڑکی سے اب نہ ملنا، میں پرسوں سے تمہاری ایک ایک حرکت پر نظر رکھ رہی ہوں، پہلے میں اسے اپنا وہم سمجھ رہی تھی مگر آج اس کے اعتماد کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ دیکھتے دیکھتے پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے!

(فون کی گھنٹی بجتی ہے اور احمر فون اُٹھاتا ہے)

احمر : ہیلو ـــــ جی، میں احمر بول رہا ہوں (مسکراتا ہے) جناب مجھے آپ کا پیغام مل گیا تھا ـــــ جی نوازش ـــــ مجھے یاد ہے۔ آپ کی کتاب کا دیباچہ لکھنا ہے ـــــ دیکھئے اس وقت تو میں نہیں مل سکتا۔ کچھ میڈیا کے لوگ بیٹھے ہیں، آپ ایسا کریں شام پروگرام میں اپنا مسودہ ساتھ لیتے آئیں ـــــ مجھ سے مل لیں۔ میں کوشش کروں گا کہ واپسی کی فلائٹ میں اسے پڑھ لوں ـــــ اچھا صاحب، خدا حافظ! (فون رکھ دیتا ہے) ایک تو تمہارے شہر کے شاعروں نے پریشان کر رکھا ہے ـــــ اچھا چھوڑو، یہ سب فضول کی باتیں۔ کل ہم لوگ چل کر کہیں ڈنر لیتے ہیں ـــــ بس ہم اور تم اور ـــــ (کچھ سوچتے ہوئے) اوہ! میں تو بھول ہی گیا ـــــ کل صبح تو واشنگٹن کے مشاعرے میں جانا ہے۔ پرسوں شکاگو ـــــ اچھا ایسا کرتے ہیں، اس مشاعرے کے چکّر سے فرصت کر کے خاموشی سے ہم یہاں واپس آتے ہیں، کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے ـــــ پھر بندہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گا ـــــ اچھا اب جلدی سے جاؤ اور تیار ہو کر فنکشن میں آؤ ـــــ اور خدا کے لئے ذہن سے سارے شکوک جھٹک ڈالو ـــــ اچھا بھلا چہرہ ماتمی لگ رہا ہے!

طلعت : (خالی نظروں سے لمحہ بھر احمر کو دیکھتی ہے، پھر جانے کے لئے اُٹھتی ہے) تم شاعر جیسے بھی ہو مگر ایکٹر بہت بڑے ہو ـــــ خیر اس دل کم بخت کا کیا کریں ـــــ کاش میں نے تم سے محبت نہ کی ہوتی (باہر نکلتے ہوئے) خیال رہے احمر، میری موت تمہیں ساری زندگی بے چین رکھے گی! (باہر نکل جاتی ہے)

سحر : (داخل ہوتا ہے) یہ کیا آنکھ مچولی ہو رہی ہے یار، مذاق چھوڑو ـــــ تم ایک ساتھ دو زندگیوں سے کھیل رہے ہو، مجھے تو معاملہ کچھ سنگین لگ رہا ہے!

احمر : (بیزار ہو کر) اب میں کیا کروں؟ میری تحریریں میرا عکس ہیں پھر بھی یہ عورتیں خود کو دھوکہ دے رہے ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں! سحر یار، میں کسی سے محبت نہیں کرتا میں صرف اپنے آپ سے محبت کرتا ہوں یا پھر اپنی تحریروں سے ـــــ یہ کوئی جرم تو نہیں؟

سحر : اور لکھو عورتوں کے بارے میں، تم تو عورتوں کے مسیحا بننے چلے تھے اب ان کا دُکھ درد بھی بانٹو ـــــ آزمائش کی گھڑی آئی ہے تو کانپ رہے ہو ـــــ مجھے معلوم ہے انسان خود غرض ہو سکتا ہے

___ کبھی کبھی جذبے بھی خودغرض ہوتے ہیں___ مگر تمہاری طرح نہیں!

احمر : اب تم جو چاہو کہہ لو ___ مگر میں نے جان بوجھ کر یہ سب تماشہ نہیں شروع کیا بس سب کچھ ہوتا چلا گیا ___ میں کچھ نہیں کر سکا ___ اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں ___ اس عورت پر تو جنون سوار ہے!

نثار : سر وہ کوئی ارمان خاں آئے ہیں' آپ سے دو منٹوں کے لئے ملنا چاہتے ہیں!

احمر : یار تمہیں کہہ دیا' میں پروگرام سے پہلے کسی سے نہیں مل سکتا۔ کہہ دیا ہوتا باہر گئے ہیں!

نثار : سر وہ پچھلے دو روز سے کئی بار آ چکے ہیں' رائٹ ونگ رائٹرس گلڈ کے سکریٹری ہیں' آپ کو استقبالیہ دینا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ ملاقات کر لیں!

احمر : (بیزار ہو کر) اچھا ___ بھیج دو اندر ___ دیکھتے ہیں!

(نثار، ارمان کو لئے داخل ہوتا ہے)

ارمان : تسلیمات احمر صاحب!

احمر : آداب حضور ___ تشریف رکھیے!

ارمان : مبارک ہو جناب ___ آپ کی شاعری اور اس سال کے ایوارڈ کا بڑا چرچا ہے!

احمر : ذرہ نوازی ہے آپ لوگوں کی ___ کچھ پئیں گے آپ؟

ارمان : نہیں شکریہ ___ میں بس آپ کو یہ دعوت نامہ دینے آیا تھا' سنڈے کو ہلٹن میں آپ کے لئے ایک استقبالیہ کا پروگرام رکھا گیا ہے ___ دیکھئے آپ آیئے گا ضرور اور ساتھ دوستوں کو بھی لایئے گا! بلکہ ایسا کرتے ہیں ہم لوگ شام چھ بجے لیموزین بھیج دیتے ہیں ___ اچھا اب اجازت' مجھے آپ کی مصروفیتوں کا اندازہ ہے ___ شام آپ سے فنکشن میں ملاقات ہوگی!

احمر : اچھا جناب ___ بہت بہت شکریہ ___ (ارمان چلا جاتا ہے)

سحر : (صوفے پر لیٹے ہوئے) پہلے تو تم رائٹ ونگ والوں کو بہت بُرا بھلا کہتے تھے' یہاں آ کر تمہارا نظریہ بھی بدل گیا!

احمر : میں پکّا لیفٹسٹ تو صرف یونیورسٹی کے زمانے میں تھا۔ اس کے بعد عمر اور تجربے نے لبرل کر دیا' آج کل میں صرف ایک سلجھے ہوئے ذہن کا ہیومنسٹ ہوں ___ سمجھے ___ (Pause) یار سب پراپگنڈہ ہے' جس نقطۂ نظر کے لئے تم جان دے رہے ہونا' اس ادب سے مظلوموں کو ایک وقت کی روٹی نہیں مل سکتی۔ ہاں ان کے نام پر تم وہسکی پی سکتے ہو اور مرغ کی ٹانگ فائیو اسٹار ہوٹل میں بیٹھ کر چبا سکتے ہو ___ بس!

سحر : (اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے) وقت بڑا بے رحم ہوتا ہے احمر ___ مجھے آج تمہاری واپسی کے سفر کا سوچ کر ڈر لگ رہا ہے ___ ان تمام باتوں کا جواب تمہیں وقت دے گا ___ وقت! (Pause) میرے

خیال میں اب ہمیں واقعی کوئی اور بحث نہیں کرنی چاہیے۔ میں تمہاری شام خراب کرنا نہیں چاہتا!

احمر : (ہڑ بڑا کر گھڑی دیکھتا ہے) یار تمہاری تقریر میں ہم بھول ہی گئے کہ آج روحی کو فون کرنا تھا۔ بیچاری انتظار میں سوکھ رہی ہوگی۔ (بڑھ کر فون اُٹھاتا ہے اور نمبر ملاتا ہے' تیسری کوشش میں نمبر ملتا ہے) ہیلو روحی ـــــ میں احمر بول رہا ہوں ـــــ وعلیکم السلام۔ کیسی ہو ـــــ ہاں میں خیریت سے ہوں اور بہت مصروف ہوں' یقین مانو تمہارے بغیر دل بالکل نہیں لگ رہا ـــــ ہاں آج شام ـــــ کوئی دو گھنٹے بعد پروگرام ہے ـــــ کاش اس موقع پر تم ساتھ ہوتیں ـــــ ہاں بڑا مزہ آرہا ہے ـــــ مگر جانِ احمر' میں نے فیصلہ کیا ہے' اب ہر ٹرپ میں تم میرے ساتھ ہوگی ـــــ اچھا شازیہ کیسی ہے ـــــ سو رہی ہے ـــــ میری طرف سے پیار کر لینا۔ اچھا موقع ملتے ہی پھر فون کروں گا ـــــ خدا حافظ ـــــ

(فون رکھ کر سحؔر کو دیکھ کر مسکراتا ہے' جواب میں سحر ہنس پڑتا ہے)

احمر : ہنس لو جگر ـــــ ہنس لو! اچھا اب وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ بس جلدی سے تیار ہو جاؤ (سحؔر ہنستا ہوا دوسرے کمرے میں چلا جاتا ہے)

(نثار' زاؔرا کو لے کر داخل ہوتا ہے' جو خاموشی سے صوفے پر بیٹھ جاتی ہے)

احمر : ـــــ زارا ـــــ خیریت تو ہے ـــــ میرے وصال سے پہلے یہ سوگ کیوں منا رہی ہوں؟

زارا : احمر صاحب مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے' اس وقت بیگم کرنل بشیر نے آپ کی غیر حاضری میں جو باتیں کی ہیں ـــــ میں بتا نہیں سکتی ـــــ میں اس قدر Confuse کبھی نہیں ہوئی!

احمر : کسی کے کچھ کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ دنیا والوں کا کام باتیں بنانا ہے ـــــ میں نہ ہوتا تو کسی اور کے چرچے ہوتے۔ چھوڑو ان خرافات کو ـــــ چائے پیو گی (زارا خالی نظروں سے احمر کو دیکھتی ہے اور سر ہلاتی ہے)

احمر : (اونچی آواز میں) نثار میاں ـــــ ذرا روم سروس سے دو اچھی چائے کے لیے کہہ دینا ـــــ سحؔر اور اپنے لیے بھی بول دینا ـــــ میرے سر میں کچھ درد بھی ہو رہا ہے ـــــ اور ہاں خدا کے لیے رنجیت سنگھ سے کہو کہ اب کوئی اوپر نہ آئے۔ میں کسی سے ملنا نہیں چاہتا ـــــ آپ بھی خیال رکھیں کوئی اندر نہ آئے پلیز!

(نثار سر ہلاتا ہوا کمرے سے جانے لگتا ہے کہ فون کی گھنٹی بجتی ہے' نثار' احمر کی طرف دیکھتا ہے)

احمر : کہہ دو یار' کہیں باہر گئے ہیں! میں کسی سے بات بھی کرنا نہیں چاہتا' (زارا سے) اچھا تم بیٹھو ـــــ چائے آنے والی ہے' میں جب تک ذرا کپڑے بدل لوں ـــــ وقت بہت کم رہ گیا ہے! (زارا خاموشی سے سر ہلاتی ہے اور احمر دوسرے کمرے میں چلا جاتا ہے)

(فون کی گھنٹی دوبارہ بجنا شروع ہوتی ہے' کچھ لمحے زارا خاموشی سے فون کو دیکھتی ہے' پھر فون اٹھا لیتی ہے)

زارا : ہیلو ـــــ احمر صاحب اس وقت ہیں نہیں (Pause) تو آپ ہیں! مجھے اندازہ تھا کہ آپ ک

فون ہوگا ـــــ بیگم طلعت نیچی آواز میں بات کریں، مجھ پر آپ کے کوئی احسان نہیں ہیں۔جی میں نے صبح بھی آپ سے کہا تھا، آپ دولت سے احمر کو نہیں خرید سکتیں، دلوں کی نیلامی نہیں ہوتی محترمہ ـــــ اور آپ میری معصوم محبت کو چیلنج نہ کریں اور اِن غیر اخلاقی دھمکیوں سے نہ میں ڈرتی ہوں، نہ احمر صاحب پر اس کا اثر ہوگا ـــــ گڈ لک! (فون رکھ دیتی ہے)

احمر : (احمر تیار ہوکر داخل ہوتا ہے، ٹائی ٹھیک کرتے ہوئے) کس سے بات کر رہی تھیں (زارا خاموش رہتی ہے) کس کا فون تھا بھئی؟

زارا : (خفگی کے ساتھ) اور کس کا ـــــ آپ کی منظورِ نظر کا!

احمر : انتہا ہے ـــــ کمال کرتی ہیں طلعت بھی! اب وہ میری شرافت اور خاموشی کا بے جا فائدہ اٹھا رہی ہے ہیں ـــــ

(نثار چائے کی ٹرے لیے داخل ہوتا ہے اور میز پر رکھ دیتا ہے، احمر خاموشی سے چائے بنا کر زارا کو پیالی بڑھاتی ہے)

احمر : چائے پیو زارا ـــــ اور بیکار کی سوچ چھوڑ دو!

(زارا خاموشی سے چائے پینے لگتی ہے)

(فون کی گھنٹی دوبارہ بجنا شروع ہوتی ہے، احمر کچھ سوچ کر فون اٹھاتا ہے اور بغیر جواب دیئے واپس رکھ دیتا ہے)

نثار : سر آپ لوگ تیار ہیں ـــــ نفیس صاحب گاڑی لے کر آگئے ہیں۔

احمر : (چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے) ہاں، ہم لوگ تیار ہیں ـــــ ذرا سحر کو تو آواز دے لو!

رنجیت : احمر صاحب ـــــ آپ ـــــ سر جی، ذرا ادھر آئیں ـــــ (ایک طرف لے جا کر) سر ـــــ کسی عورت نے پانچویں منزل سے کود کر خودکشی کر لی ہے!

احمر : (ہڑبڑا کر اٹھتا ہے) کیا ـــــ کون ـــــ نہیں!

رنجیت : سر ـــــ وہ ویٹر بتا رہا تھا کہ وہ لیڈی صبح آپ کے کمرے میں آئی بھی تھیں اور پھر سارا دن گھوم پھر کر ہوٹل میں ہی موجود تھیں!

زارا : (حیرت سے) کیا ـــــ طلعت بیگم نے خودکشی کر لی ـــــ Oh-No (سر پکڑ کر بیٹھ جاتی ہے)

رنجیت : آپ بے فکر رہیں سر ـــــ میں آپ کا فین ہوں، مجھے آپ کی عزت کا پورا خیال ہے ـــــ یہ بات کسی کو بھی معلوم نہ ہوگی، مگر اب آپ فوراً یہاں سے چلے جائیں!

نفیس : (داخل ہوتا ہے) بھئی احمر صاحب ـــــ دیر ہو رہی ہے! کیا ہوا آپ لوگ تیار نہیں ہوئے اب تک؟

احمر : (گھبراہٹ میں بات نہیں کر سکتا ہے) وہ ـــــ نفیس وہ......

نفیس : مجھے معلوم ہے ـــــ آپ اس کی فکر نہ کریں، اب چلیں!

نثار : سر ـــــ یہ وقت سوچنے کا نہیں، بہتر ہوگا اگر ہم لوگ فوراً یہاں سے نکل جائیں!

احمر : ـــــ مگر وہ......

نفیس : احمر صاحب ـــــ یہ سب تو ہوتا رہتا ہے، آپ کر بھی کیا سکتے ہیں، جو ہونا تھا وہ ہو چکا ـــــ ویسے بھی بیگم کرنل بشیر کو سب جانتے ہیں اب ان کی نادانی میں آپ کیوں الجھنا چاہتے ہیں ـــــ پردیس کا معاملہ ہے، آپ فوراً چلیں، ویسے بھی پروگرام میں بارہ سو لوگ آپ کے منتظر ہوں گے۔آج کا فنکشن

تو کسی طرح ملتوی نہیں کیا جا سکتا صاحب!

رنجیت : سر دیر نہ کریں پلیز ـــــ میں پولس وغیرہ سے نپٹنا ہوں ـــــ ایسے حادثات تو روز شہر میں ہوتے ہی رہتے ہیں ـــــ اب آپ جائیں! (رنجیت باہر نکل جاتا ہے)

احمر : (خود کو سنبھالتے ہوئے ایک نظر سب پر ڈالتا ہے) آپ لوگ ٹھیک کہتے ہیں ـــــ کیا کر سکتے ہیں ہم لوگ ـــــ جو ہونا تھا، ہوا ـــــ خیر ـــــ چلئے زارا چلتے ہیں ـــــ سبھوں کو دیر ہو رہی ہے!

زارا : (لمحے بھر احمر کو گھورتی ہے، پھر غصے میں بولتی ہے) یعنی یہ سب کچھ ہونے کے باوجود آپ کو اپنے اِوارڈ کی پڑی ہے ـــــ لعنت ہے ـــــ احمر صاحب میں آپ کو بہت عظیم انسان سمجھتی تھی! ہوسکتا ہے کہ آپ ایک بڑے شاعر بھی ہوں، مگر آپ آدمی بہت چھوٹے اور گھٹیا قسم کے ہیں! You are Parasite (ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا کر رونے لگتی ہے) کاش! میں نے صرف آپ کے کلام کو پڑھا ہوتا ـــــ آپ سے ملی نہ ہوتی ـــــ کاش!

سحر : (تالی بجاتے ہوئے داخل ہوتا ہے) انجام کار تمہارے ڈرامے کا ڈراپ سین ہو ہی گیا ـــــ مجھے اس کا اندازہ تھا ـــــ شہرت اتنی آسانی سے نہیں ملتی میرے یار ـــــ جاؤ، تمہیں واقعی دیر ہو رہی ہے!

(احمر خاموشی سے سحر اور زارا کو دیکھتا ہے اور تیزی سے باہر نکل جاتا ہے)

''پردہ''

☆☆☆☆☆

عِید کا کربُ

کردار :

بیگم	ـــــــــ	ڈاکٹر اطہر بیگ کی ۴۰ رسالہ رایتی بیگم
سمیع بیگ	ـــــــــ	۲۵ رسالہ کمپیوٹر انجینئر 'ماڈرن بیٹا'
صُوفیہ بیگ	ـــــــــ	۲۲ رسالہ آفس سکریٹری 'ماڈرن بیٹی'
اِرم بیگ	ـــــــــ	۱۰ رسالہ طالب علم بیٹی
حُسین بھائی آٹا والا	ـــــــــ	۳۵ رسالہ گجراتی 'انڈین گراسری اسٹور والا

☆☆☆☆☆

پہلا ایکٹ ــــــــ **سین** ــــــــ ٹورانٹو کی ایک شام

(ڈاکٹر اطہر کا کشادہ ڈرائنگ روم' صوفہ سیٹ' جھالر دار پردے' ٹیبل کرسیاں' ٹیلی فون' ٹی وی پر فیملی پورٹریٹ' ایک طرف ٹرافی' ریک پر سجی جلد والی کتابیں' دیوار پر تاج محل کی تصویر' اسٹریو سسٹم پر مائیکل جیکسن کا ریکارڈ زور سے بج رہا ہے' سمیع صوفے پر لیٹا ایک میگزین پڑھ رہا ہے' ساتھ ہی میوزک سے لطف اندوز ہو رہا ہے ــــ بیگم حمیدہ' اِرم کے بال سنوار رہی ہیں!

بیگم : (ارم کے بال ٹھیک کرتے ہوئے) آج چاندرات ہے نا ــ کتنی بار کہیں ــ بس جلدی سے تیار ہو جاؤ' بہت سارا کام پڑا ہے' تمہیں آج میرا ہاتھ بٹانا ہے!

اِرم : Ammi-Why is it called "CHAND RAAT"- and.......

بیگم : (بات کاٹتے ہوئے) اردو میں ــــــ اُردو میں بات کرو' کتنی بار سمجھایا ہے گھر میں انگریزی کی ضرورت نہیں ہے۔

اِرم : "Ok" (سنبھلتے ہوئے) آج کی رات کو چاندرات کیوں کہتے ہیں امّی ؟

بیگم : کیونکہ آج پہلی کا چاند دیکھ کر کل عید منائی جائے گی' سمجھیں!

اِرم : "No"میں نہیں سمجھی!"But"اس میں ہوتا کیا ہے؟

بیگم : ہوتا کیا ہے' عید کی تیاری ہوتی ہے' شاپنگ ہوتی ہے' سوئیاں پکائی جاتی ہیں ـــــــ یہ خوشی کا دن ہوتا ہے!

اِرم : اچھا ـــ تو"Eid is like Christmas" کیوں؟

بیگم : (ناراضگی سے) نہیں بھئی ـــ کہاں عید اور کہاں کرسمس! اور ـــ یہ تم اتنے سوالات کیوں کرتی ہو؟ (زیرلب) اِتّی سی ہیں ـــ مگر باتیں دیکھو!

اِرم : (خاموشی سے ماں کو دیکھتی ہے ـــ)

بیگم : (مناتے ہوئے) اچھے بچے زیادہ سوال نہیں کرتے ـــ آپ تو اچھی بچی ہیں نا ـــ؟

اِرم : (خالی نظروں سے ماں کو دیکھتی رہتی ہے)

بیگم : (بات کا رخ موڑتے ہوئے) کاش! تم نے دیکھا ہوتا! ـــــ اصلی چاندرات تو کلکتے میں ہوتی تھی' رمضان میں افطار کے بعد بازار ـــ مہندی چوڑیاں اور پھر عید کی گہما گہمی ـــ تمہاری تو پیدائش یہاں ہوئی ـــ تمہیں بھی کیسے پتہ ہو (ٹھنڈی سانس لیتی ہے) آہ ـــ اب وہ چاندرات اور عید کہاں! ارے ہاں یاد آیا۔ سمیع بیٹے ذرا فون کرکے نماز کا وقت تو معلوم کرنا؟
(سمیع موسیقی میں مگن ـــ میگزین پڑھ رہا ہے)

بیگم : (زور سے) سمیع! کچھ سُنا تم نے ـــــــ اور گھر آتے ہی یہ کیا بہرا کردینے والا گانا لگادیتے ہو ـــ مجھے تو کمبخت یہی نہیں اندازہ ہوتا کہ آواز لڑکے کی ہے یا لڑکی کی؟

سمیع : (خاموشی سے میوزک کم کرتا ہے ـــ اور فون ڈائل کرتا ہے) "Hello- When is Your Eid Prayer, What, it's over this morning, Oh, At Hilton's Banquet Hall. Thanks - O. K. Eid Mubarak to You too" (فون رکھ کر) امّی ـــ عید آج صبح ہوگئی! (دوبارہ لیٹ جاتا ہے)

بیگم : کیا ـــ عید ہوگئی ـــ تم پوچھ کس سے رہے تھے؟

سمیع : عرب مسلم ایسوسی ایشن سے!

بیگم : وہ ـــ کیا نام ہے' مرکز والوں سے پوچھو نا ـــ یہ موئے عرب تو ۲۹/روزہ ہی ہر سال رکھتے ہیں۔ پتہ نہیں ان کا پروگرام فائنل کیسے ہوجاتا ہے!

سمیع : کیونکہ ہلٹن کی تاریخ کینسل کروانے سے فوراً دوسرے روز جگہ نہیں ملتی' ساتھ ہی پانچ ہزار ڈالر کا نقصان ہوتا ہے' اس لیے ان کی عید ایک سیٹ تاریخ پر ہوتی ہے' برا بھی کیا ہے' آپ کے مرکز والوں کی آج کل سے بہتر ہے ـــ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کینیڈا آ کر بھی یہ لوگ چاند کے مسئلے کو حل نہیں کر

پائے ــــ جب کہ کمپیوٹر سے......

بیگم : (بات کاٹتے ہوئے) اچھا اپنے کمپیوٹر کو الگ رکھو ــــ اور ذرا مرکز فون کرو؟

سمیع : (ماں کو دیکھتا ہے پھر فون اٹھاتا ہے) ہیلو ــــ وہ ــــ عید کی نماز کتنے بجے ہے پلیز! اچھا' صبح ۹ بجے پہلی جماعت ہے''وائی ایم سی اے'' کے جم (GYM) میں ــــ کل ہی ہے نا ــــ اچھا صاحب' شکریہ! خدا حافظ!

(فون رکھ کر) امّی' کل صبح نو بجے!

بیگم : چلو' اچھا ہے ــــ وقت معلوم ہوگیا! فطرے کا تو تم نے پوچھا نہیں ہوگا؟

سمیع : (ہنستے ہوئے) امّی ــــ یہ سال میں ایک بار آپ لوگوں کو اتنے زور سے اسلام کی یاد کیسے آتی ہے۔ (Pause) کل صبح وہیں پوچھ کر اپنا اور ارم کا دے دیجئے گا!

بیگم : جب تمہارے بچے ہوں گے' تب پوچھوں گی ــــ ارم بیٹا' کل مجھے فطرے کی یاد تو دلا دینا!

سمیع : (ہنستا ہے) کسی کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی' کم از کم پانچ مولوی دس بار آپ سے خود پوچھیں گے!

بیگم : اچھا اِرم کو لے جاؤ اور انڈیا بازار سے کچھ سامان کل کے لیے لیتے آؤ!

سمیع : ــــ امّی ــــ سارا دن کام کر کے تھکا ہوا آیا ہوں۔ آپ کو عید کی پڑی ہے' پلیز مجھے آرام کرنے دیں (Puase) اسی دن کے لیے کہا تھا کہ ڈرائیونگ سیکھئے ــــ دس سال ہو گئے یہاں آئے' ابھی بھی آپ خود سے باہر نہیں جا سکتیں!

بیگم : ہاں' نہیں جاتی ــــــــ اور ڈرائیونگ بھی اسی لیے نہیں سیکھی کہ بات بات پر مجھے دوڑنا نہ پڑے ــــ ٹھیک ہے مت جاؤ میں فون کر کے سامان منگوا لوں گی!

سمیع : جلدی کیجئے دکان بند ہو جائے گی!

بیگم : تم فون بھی نہیں کر سکتے ــــ لیٹے لیٹے مشورے دیتے رہنا!

سمیع : امی جان پلیز ــــ "Leave me alone" اسی لیے گھر جلدی نہ ہم آتے ہیں نہ صوفی!

بیگم : (فون اٹھاتے ہوئے گھڑی دیکھتی ہے) ساڑھے چھ بج گئے' صوفیہ ابھی تک نہیں آئی!

سمیع : (صوفے پر کروٹ بدلتے ہوئے) صوفی کوئی بچی نہیں ــــ آ جائے گی ــــ! دوستوں کے ساتھ شاپنگ کے لیے چلی گئی ہوگی۔ چاند رات ہے۔ ابھی آپ ہی کہہ رہی تھیں کہ چاند رات کو آپ لوگ شاپنگ کرتی تھیں ــــ (ہنستا ہے) اب اتنی مسلمان تو وہ بھی ہے!

بیگم : اچھا اب اپنی بکواس بند کیجئے (فون گھماتی ہے) ہیلو ــــ ''حسین گروسری''، جی' میں ڈاکٹر اطہر کے یہاں سے بول رہی ہوں' وعلیکم السلام ــــ جی' میسی ساگا ــــ گھر تو آپ کو یاد ہے نا ــــ جی

۲۲رنمبر ـــــ ہاں کچھ گروسری کی ضرورت ہے ـــــ مہربانی کرکے آج شام ہی ـــــ ہاں' ایک گھنٹے کے اندر پہنچا دیجئے تو بڑی مہربانی ہوگی' جی نوٹ کرلیجئے ـــــ بہت اچھا۔ جی ـــ باسمتی چاول' ۵رکیلو والا تھیلا۔ روغنی نان' بارہ پیکٹ والا بکس۔ روکلیس کی سوئیاں' دو پیکٹ ـــــــ پستہ بادام' کش مش ہاف پاؤنڈ ـــــــ اسپین والا زعفران' ایک اونس ـــــــ نہاری اور شامی کباب کا مسالہ' دو پیکٹ ـــــ جی' نیشنل والا ـــــ اچھا بھائی گوشت آپ کے یہاں حلال ہوتا ہے نا ـــــ نہیں' یقین تو ہے' مگر پوچھ لینے میں حرج کیا ہے' جی نہاری کا گوشت پانچ پونڈ ـــــ چانپ بکرے کا اچھا بنا ہوا چار' اچھا پانچ کردیجئے' قیمہ چار پونڈ ـــــ بس!

اِرم : (آہستے سے) "What about sweets" اوہ! (منہ پر ہاتھ رکھتی ہے) امی' وہ مٹھائی اور پان؟

بیگم : ارے ہاں ـــــ سنئے وہ مٹھائیاں اور پان تو بھول ہی گئی' جی ـــــ ملی جلی تین پاؤنڈ بہت ہے اور وہ میٹھے لگے ہوئے پان' بارہ عدد۔ الگ الگ پیک کروائیے گا ـــــــ جی' جلدی بھیج دیجیے بڑی مہربانی ہوگی ـــــ اچھا خدا حافظ! ـــــ (فون رکھتی ہے)۔ گروسری بھی ایک مصیبت ہے۔ ہمیشہ کچھ نہ کچھ رہ جاتا ہے!

اَرم : "Ammi - why can't ....

بیگم : پھر انگلش!

اِرم : "Sorry" امی جان عید پر ہم لوگ ڈاؤن ٹاؤن جا کر کسی اٹالین ریستوران میں ڈِنر کیوں نہیں لیتے۔ میری سہیلی کیسانڈرا کے گھر والے کرسمس پر باہر ڈنر کے لئے جاتے ہیں!

بیگم : بیٹا عید کی خوشی الگ طرح کی ہوتی ہے' گھر پر مہمان آتے ہیں' پھر عید کی شام ہم ہوگ کمیونٹی سینٹر کی عید پارٹی میں جاتے ہیں۔ سمجھیں!

اِرم : ـــــ "No" ـــــ میری سمجھ یہ نہیں آیا کہ عید کی پارٹی میں ڈانس تو کرتے نہیں' پھر اسے پارٹی کیوں کہتے ہیں!

بیگم : پھر تم نے الٹے سیدھے سوالات شروع کردیئے (فون کی گھنٹی بجتی ہے) اچھا پہلے دیکھنا کس کا فون ہے !

اِرم : (فون اٹھاتے ہوئے) 'Hello Dr. Arthur's residence" اوہ ـــــــــ ہیلو آنٹی ـــــ السلام علیکم ـــــ جی ایک منٹ (فون ماں کو دیتے ہوئے) آنٹی شمیم کا فون ہے امّی!

بیگم : (فون لیتے ہوئے) ہیلو ـــــ بہن' السلام علیکم! آپ ہیں کہاں؟ اچھا آپ بھی کچن میں لگی تھیں۔ میں نے تو ابھی فون کیا ہے۔ دیکھئے کب سامان آتا ہے۔ اچھا' مجھے خود نہیں معلوم' سمیع کہہ رہے تھے صبح نو بجے ہے نماز ـــــ آپ جائیں گی نا ـــــ ہاں ـــــ ڈاکٹر صاحب تو ہیں نہیں' شکا گو کسی کانفرنس میں

گئے ہیں۔ دیکھئے آج رات آنے کی بات تو ہے ـــــ مجھے خود فطرے کا پتہ نہیں ـــــ وہی پانچ چھ ڈالر ہوگا۔ ہاں' اس سے زیادہ کیا ہوگا ـــــ اور تو سب خیرت ہے نا' تو کل ملاقات ہوتی ہے۔ جی میں آؤں گی ـــــ اچھا خدا حافظ (فون رکھتے ہوئے) ارم بیٹا! یہ آپ ڈاکٹر آرتھر کس کو کہہ رہی تھیں؟

اِرم : ڈیڈی کو ـــــ کیوں؟

بیگم : تمہارے ڈیڈی کا نام اطہر بیگ ہے' آئندہ خیال رکھنا!

اِرم : امی' ہاسپٹل میں تو ہر کوئی ڈیڈی کو آرتھر بیج کہتے ہیں اور پھر ڈیڈی نے بھی کبھی' ہمیں نہیں ٹوکا ـــــ شاید انہیں یہی اچھا لگتا ہو' (فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ ارم فون اٹھاتی ہے) ڈاکٹر (ماں کی طرف دیکھتے ہوئے) اطہر بیگس ریسڈنس! "Hi -How are You -" I am fine thank you-hold a second سے می' بھائی' آپ کا فون!

سمیع : Samy Speaking, Hi-Cheryl-O' Just relaxing, How about You-o' Yes, "Rain Man" tomorrow at 5.30, O.K. See you, yes there is a festival, No, No- I will see you, take care hun bye

بیگم : کل تم نے چھٹی تو لی ہے نا ـــــ ہم لوگوں کو صبح نماز اور شام ڈنر پر جانا ہے۔

سمیع : ـــــ سوری امّی ـــــ کل میں بہت مصروف ہوں' آپ لوگ صوفی کے ساتھ چلی جائیں۔

بیگم : کیا مطلب! برس پر کا تہوار ہے' باپ گھر پر ہیں نہیں' ان کی جگہ تم ہو ـــــ اور پھر نماز پڑھنے بھی نہیں جانا؟ ـــــ ارے سال میں ایک بار تو سجدہ کر لیا کرو!

سمیع : (سمجھاتے ہوئے) سب سے پہلے مجھے آفس سے چھٹی ملے گی نہیں! ایک بہت ضروری پراجکٹ پر کام چل رہا ہے۔ دوسرے' جب آدمی کا دل خوش ہو وہی عید کا دن ہوتا ہے۔ اس کے لیے چاند دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

(فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ ارم فون اُٹھاتی ہے)

اِرم : ہیلو ـــــ ڈاکٹر ـــــ اوہ شہناز آنٹی ـــــ جی ہیں ـــــ ایک منٹ! ماں کو فون بڑھاتی ہے۔

بیگم : ـــــ ہیلو ـــــ شہناز' کیسی ہو ـــــ بس چھوٹی موٹی چیزیں تو لگی رہتی ہیں ـــــ ہاں ـــــ بچوں کے لیے کچھ پکانے جا رہی تھی' اور عید کی شاپنگ ہوگئی' اچھا ـــــ بنارسی ساری' چلو مبارک ہو ـــــ بھئی جب تک بچے نہیں ہیں' عیش کر لو' نہیں' ہم لوگ اب کیا نیا نیا جوڑا بنائیں' ہاں ـــــ ارم کا نیا سوٹ' وہی چائنا سالک' کراچی سے اس کی پھوپھی نے بھیجا ہے' وہی پہنیں گی۔ نہیں صوفیہ اور سمیع کو نہ شوق ہے نہ فرصت! تمہیں تو معلوم ہے ـــــ اقبال بھائی کیسے ہیں؟ اچھا' میرا سلام کہنا ـــــ ہاں کل شام کو

ملاقات ہوگی (فون رکھتی ہے/سمیع سے) ہاں میاں ـــــ کیا کہہ رہے تھے کہ آپ کو فرصت نہیں ہے؟

سمیع : امّی، یہ عید وغیرہ میرے نزدیک "Social get together" کے علاوہ کچھ نہیں ـــــ مجھے نہیں جانا تو آپ کیوں زور دے رہی ہیں؟

(اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا جاتا ہے)

(دروازے پر کال بیل بجتی ہے، ارم لپک کر جاتی ہے)

اِرم : امّی، وہ گردسری ـــــــــ (ہنستی ہے) "What a funny name" حسین بھائی آٹا والا ـــــ (دوبارہ ہنسنے لگتی ہے)

بیگم : اچھا بدتمیزی چھوڑو ـــــ اور اسے اندر بلاؤ!

اِرم : آیئے ـــــ یہاں ڈرائنگ روم میں آجایئے!

حسین بھائی : (داخل ہوتے ہوئے) السلام علیکم! عید مبارک بیگم صاحب!

بیگم : وعلیکم السلام! آپ کو بھی عید مبارک ہو ـــــ بیٹھیے!

اِرم : مگر عید تو کل ہے مسٹر آٹا والا!

حسین بھائی : (مسکراتے ہوئے) نہیں بے بی، اپن لوگ کا عید آج خلاص ـــــ اپنا تو مصری کلینڈر سے چلتا ہے کیا! (سامان کا تھیلا رکھتے ہوئے) ایسا ٹرافک میں پھنسا پوچھو مت، ادھر آنے کو ایک کلاک سے اوپر لگ گیا ہوگا ـــــ اچھا بابا، اپنا گراسری سنبھالو، اپنے کو آج جماعت کھانا جانے کا ہے ـــــ کیا!

بیگم : ارم بیٹھے، حسین بھائی کو ٹھنڈا تو پوچھو!

اِرم : ڈائٹ کوک یا ریگولر، حسین بھائی! (ڈرنک لانے جاتی ہے)

حسین بھائی : ارے بابا، کچھ بھی لاؤ ـــــ میرے کو ارداکلاک میں پھر دکان پہنچنا منگتا ہے ـــــ کیا، ہاں بیگم صاحب، یہ تمہارا حساب (بل بڑھاتے ہے)

اِرم : (گلاس بڑھاتی ہے) یہ لیجئے، حسین بھائی!

حسین بھائی : تھینک یُو بے بی!

اِرم : او ـــــ یو آر ویل کم!

حسین بھائی : پن تم اپنا نام نہیں بتایا، بے بی؟

اِرم : ارم ـــــ مگر حسین بھائی آپ کے نام کے ساتھ آٹا والا کیوں لگا ہوا ہے؟

حسین بھائی : (گھونٹ لیتے ہوئے) وہ اپنا اسماعیلی بھائی لوگ، اپنا دھندا کو نام سے لگا دیتا ہے۔ کیا، ہم لوگ تنزانیہ سے آیا تھا۔ ادھر میرا باپ اس کا باپ سب آٹا دال کا دھندا کرتا تھا ـــــــــ کرم ہے اوپر والا کا ـــــ سب چلتا ہے بے بی۔

بیگم : (بل دیکھتے ہوئے) ایک سو باون ڈالر، سترہ سینٹ ــــ کچھ منگواؤ، سو سے کم کا بل ہوتا ہی نہیں ہے ــــ اچھا میں آپ کو چیک دے رہی ہوں، ٹھیک ہے نا!

حسین بھائی : ابھی مشکل کر دیانا ــــ پہلا بتانا تھا۔ ابھی واپسی میں ہم کو کچھ سامان خرید کرنا ہے ــــ ہم سمجھا آپ کیش گے گا ــــ! کیا؟

اِرم : امّی، امریکن اکسپریس یا ماسٹر کارڈ دیدیں۔ آپ لوگ سارے کریڈٹ کارڈ لیتے ہیں نا حسین بھائی؟

حسین بھائی : ارے بے بی ابھی ادھر کریڈٹ کارڈ کا مشین کہاں، کارڈ تو دکان پر لیتا ہے نا ــــــ ابھی سب کوک کا مزا خراب کر دیا!

بیگم : اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے! آپ کے یہاں سے تو ہمیشہ ہم لوگ سامان منگاتے ہیں بھئی!

حسین بھائی : ابھی ٹھیک ہے، میرے کو دکان ایک فون کرنے دو۔ کیا! (فون گھما تا ہے) علی بھائی، ہوں حسین بولوں چھوں ــــ ایاں تو لفڑا تھئی گیا بھائی ــــ او بیگم صاحب تو کیش نتھی دیتی! چیک چھے ــــ ہاں ٹھیک چھے، ہوں ارداکلاک ما آؤں چھوں ــــ ٹھیک چھے۔ باقی سب یا علی مدد! (فون رکھ دیتا ہے) کوئی بات نہیں بیگم صاحب! آپ چیک کاٹ دو ــــ کیا! سب چلے گا!

(دروازے پر بیل بجتی ہے اور صوفیہ داخل ہوتی ہے)

صوفیہ : السلام علیکم "Everybody" (مسکراتے ہوئے)۔ ارے حسین بھائی، کیم چھو سیٹھ!

حسین بھائی : (مسکراتے ہوئے) سارا چھوں ــــ ابھی، تم بہت بڑا ہو گیا ــــ کیا! میرا دوکان گراسری کرنے نہیں آتا!

صوفیہ : حسین بھائی فرصت نہیں ــــ دیکھو ابھی آفس سے آ رہی ہوں ــــ اچھا یہ بتاؤ فلم نئی کون کون سی آئی ہے؟

حسین بھائی : وہ بہت جبردست فلم آئے لا ہے۔ ''ہم آجا دہیں'' ــــ ایمان سے اپنا ایتا بھ تو طبیعت خلاص کر دیا ہے۔ پھر ریکھا کا۔ ''بھرشٹا چار'' ہے ــــ ارے ہاں اس کا ڈانس ویڈیو 'ریکھا او ریکھا'' دیکھا ــــ گجب ہے، کیا! ''پرندہ''، فلم بھی اچھا بنائے لا ہے ــــ ہاں پاکستانی ڈرامہ ''بکرا قسطوں پر'' (ہنستا ہے) ایمان سے بہت ہٹ ہے ــــ پھر انڈین ٹی وی سریل ''مرجا گالب'' آنے کا ہے، اس میں اپنا جگجیت بھائی کا گجل ــــ فرسٹ کلاس ہے ــــ کیا! ابھی ہم کو کیا معلوم تھا نہیں تو ہم دس پانچ ویڈیو لے کر آتا تھا!

صوفیہ : (بیزار ہوتے ہوئے) یعنی ــــ مارکیٹ میں اچھی فلم نہیں آئی ہے؟

حسین بھائی : اب پہلا دیکھو ــــ پھر بولنا، کیا!

بیگم : یہ لیجئے حسین بھائی ــــ آپ کا چیک!

حسین بھائی : (چیک دیکھتے ہوئے) تھینک یو ـــــ آں ـــــ اچھا میرے کو جماعت کھانا کا دیری ہوتا ہے کیا ـــــ میرے کو جانے دو (جانے لگتا ہے ـــ)

صوفیہ : کوئی آرٹ فلم نصیر اور شبانہ ٹائپ کی آئے تو ذرا فون کرنا حسین بھائی ـــــ ہمارا نمبر تو آپ کے یہاں ہوگا؟

حسین بھائی : ہاں، نمبر تو ہے۔ پن، فون تم کو کرنے کا ہے۔ دکان میں تو ایمان سے بات کرنے کا فرصت نہیں ہے! پھر بھی اپن دیکھے گا۔ کیا ـــ اچھا گڈ نائٹ ـــ (نکل جاتا ہے)

اِرم : (ہنستے ہوئے) He is so funny

بیگم : (سامان نکال کر دیکھتے ہوئے) مگر آدمی اچھا ہے ـــ ایماندار بھی ہے!

صوفیہ : جی ہاں ـــ پچھلے سال ہی بندے نے کوارٹر ملین ڈالر کا گھر لیا ہے۔ مگر حال دیکھئے ـــ

اِرم : "Anyway-How was your day Sofi Aapi?"

صوفیہ : "Great" (سامان دیکھتے ہوئے) کسی کی دعوت ہے کیا؟

اِرم : (خوش ہو کر) کل عید ہے ـــ "Don't you know"

صوفیہ : ـــ اچھا ـــ عید کی تیاریاں ہو رہی ہیں ـــ ڈیڈی کا فون آیا تھا؟

اِرم : "No"

بیگم : صفیہ کل صبح نماز کے لیے چلنا ہے ـــ تیار ہو جانا ـــ

صوفیہ : ـــ امی ـــ کل ویک ڈے ہے، بغیر بتائے میں چھٹی نہیں لے سکتی ـــ یہ سب عید بقرعید آپ لوگ ویک اینڈ پر کیوں نہیں مناتیں؟

بیگم : (ناراضگی کے ساتھ) تم نے بھی فتویٰ دینا شروع کر دیا ـــــ سال میں ایک روز کی چھٹی تم لوگ نہیں لے سکتے۔

صوفیہ : امّی، آپ سمجھتی کیوں نہیں ـــــ پہلے سے بتانا پڑتا ہے، یہاں انڈیا کی طرح نہیں ہے ـــــ جب چاہا چھٹی لے لی۔

(فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ ارم فون اٹھاتی ہے)

اِرم : ڈاکٹر آرتھر ـــ سوری، اطہر بیگ ریسیڈنس ـــ مے آئی ہلپ یو! وعلیکم ـــــ جی، وہ شکاگو گئے ہوئے ہیں، آج آنے کی بات ہے۔ "But, I am not sure" جی ـــــ ایک سیکنڈ (فون پر ہاتھ رکھ کر ماں کو بتاتی ہے) امّی، کوئی نیاز بھاگلپوری صاحب ہیں ـــــ بہار ایسوسی ایشن آف نارتھ امریکا کے سکریٹری ـــ ڈیڈی کو پوچھ رہے ہیں۔ وہ بنگلہ دیش کے بہاری کا کیا تو بول رہے ہیں ـــ لیجئے آپ بات کیجئے۔ (فون ماں کو دیتی ہے)

بیگم : ہیلو ـــــ السلام علیکم ـــــ جی، میں بیگم اطہر بول رہی ہوں ـــــ جی، سب اللہ کا کرم ہے ـــــ اچھا، بنگلہ دیش میں پھنسے بہاریوں کے لیے فنڈ جمع کر رہے ہیں ـــــ دیکھئے ڈاکٹر صاحب آج رات یا کل آئیں گے ـــــ ہاں ہوتے تو کوئی بات ہی نہ تھی ـــــ جی، ڈاکٹر صاحب پٹنہ کے ہیں ـــــ اچھا آپ انہیں پہلے سے جانتے ہیں ـــــ مگر بھائی صاحب ـــــ اس سلسلے کو تقریباً بیس سال ہونے کو آئے ـــــ اب تک ہوا کیا ـــــ بھئی فطرے کے پیسے سے کتنی ہی رقم جمع ہو جائے گی ـــــ ہاں ـــــ پھر پاکستان نے ہی کیا کر لیا ـــــ خیر جو ہو، ہم لوگوں سے جو ہوگا، انشاءاللہ چیک آپ کو روانہ کر دوں گی ـــــ ہاں، آپ فون کر کے خود ان سے بات بھی کر لیجئے گا ـــــ اس میں شکریہ کی کیا بات ہے، یہ تو ہم سب کا انسانی فرض بھی ہے ـــــ اچھا بھائی ـــــ خدا حافظ!

(فون رکھ دیتی ہے)

اِرم : امّی ـــــ بنگلہ دیش میں بہاریوں کو کیا ہوا ہے؟

بیگم : بیٹا ـــــ اے رکی جنگ کے بعد جب بنگلہ دیش بنا، تو ہزاروں بہاری بے گھر ہو گئے ـــــ ہزاروں مارے گئے۔ اس قیامت کے بعد بیس پچیس ہزار بہاری، کیمپ میں اس انتظار میں زندہ ہیں کہ پاکستان انہیں بلا لے گا۔ (Pause) مگر ایسا ہوگا نہیں ـــــ اس فون نے خواہ مخواہ مجھے پریشان کر دیا!

اِرم : کیوں امّی؟

بیگم : یہ پریشانی بہت پرانی ہے بیٹا ـــــ بہار سے کلکتہ ـــــ وہاں سے بنگلہ دیش، پھر پاکستان اور وہاں سے کینیڈا ـــــ ہم لوگوں نے بہت لمبا سفر کیا ہے ـــــ تم لوگوں کو کیا معلوم ـــــ

صوفیہ : معلوم ہونے کی ضرورت بھی کیا ہے امی ـــــ آپ کو تو بس "Depressed" ہونے کا بہانہ چاہئے۔ یہ بنگال، بہار یا بنگلہ دیش نہیں ـــــ کینیڈا ہے ـــــ یہاں سے ہمیں کوئی نہیں نکالے گا!

بیگم : (سوچتے ہوئے) کیا پتہ؟ ویسے بھی ہمارا سفر ابھی ختم کہاں ہوا ـــــ لگتا ہے ابھی بہت دور جانا ہے۔ (فون کی گھنٹی بجتی ہے ـــــ ارم فون اٹھاتی ہے)

اِرم : ہیلو ـــــ ڈاکٹر......اوہ ڈیڈی! "Where are you" تو آپ آج نہیں آ رہے ہے ـــــ پتہ ہے کل عید ہے ـــــ ہاں، سب تیاریاں ہو گئیں ـــــ جی، امی سوئیاں پکا رہی ہیں! جی۔ نماز کیلئے صبح جائیں گے Only me and Ammi -You know اچھا بول دوں گی ـــــ آپ کو بھی عید مبارک ڈیڈی And I Love you اچھا، خدا حافظ! (فون رکھ دیتی ہے)

بیگم : ارے تم نے فون کیوں رکھ دیا ـــــ میں بھی بات کرتی!

اِرم : ڈیڈی کہہ رہے تھے کہ کل پھر فون کریں گے ـــــ ابھی بہت بزی ہیں۔ اور کل نہیں، پرسوں صبح آئیں

گے ــــ!

بیگم : مجھے پتہ تھا ــــ خیر ــــ تو صوفیہ تم بھی کل نہیں جاؤ گی ہمارے ساتھ؟

صوفیہ : امّی ــــ "I am sorry" جب بھی کمیونٹی سینٹر جاؤ' وہاں مرکز والے بس دوپٹہ ٹھیک کرنے کو ٹوکتے ہیں ــــ مجھے وہ مولانا شاہ اور ان کی بیگم بھی پسند نہیں ــــ کہتے ہیں عورتوں کو کام نہیں کرنا چاہئے عورتوں کو صرف گھر پر رہنا چاہئے "All these guys are male chauvinist" ــــ جن لوگوں میں جانے سے بوریت ہو' میں وہاں نہیں جاتی ــــ میں اب بچہ نہیں ــــ اپنا اچھا برا خوب سمجھتی ہوں ــــ میرے لیے آپ پریشان نہ ہوں!

اِرم : مگر ہم لوگ جائیں گے کیسے ــــ

صوفیہ : سوری ارم ــــ ایسا کرنا ــــ ٹیکسی بلا لینا ــــ میں پیسے دے دوں گی!

بیگم : ٹھیک ہے ــــ ہم لوگ کچھ اور بندوبست کر لیں گے (Pause) جب تمہارے باپ کو نماز کی فرصت نہیں' تو تم لوگ کیسے وقت نکالو گے ــــ وہ بھی مصروف ہیں' تم دونوں بھی مصروف ــــ پتہ نہیں اس گھر کا کیا ہوگا؟

صوفیہ : (بیزار ہوتے ہوئے) اچھا' باقی باتیں صبح دیکھی جائیں گی۔ اس وقت مجھے بھوک لگی ہے۔ کھانا گرم کروں ــــ یا آپ لوگ بعد میں کھائیں گی؟

بیگم : تم اور ارم کھاؤ ــــ سمیع سے بھی پوچھ لو' مجھے ابھی بھوک نہیں' ویسے بھی کچھ چیزیں کل کے لیے بنالوں ــــ کوئی نہ کوئی مہمان آ ہی جاتا ہے ــــ (نکل جاتی ہے)

(لائٹ فیڈ آؤٹ)

(دوسرا ایکٹ ــــ ''عید کی شام ــــ بیگم اطہر کا ڈرائنگ روم)

(بیگم حمیدہ اور اِرم کمرے میں داخل ہو رہی ہیں)

بیگم : (بیٹھتے ہوئے) ارم بیٹھے' پہلے مجھے پانی پلاؤ ــــ میں تو تھک گئی (Pause) (زیرِلب) چلو ہو گئی عید!

اِرم : (پانی کا گلاس بڑھاتی ہے) یہ لیں ــــ امّی جان!

بیگم : (ایک گھونٹ پیتی ہے) جیتی رہو ــــ میری بچی! (دوسرا گھونٹ پی کر ارم کو دیکھتی ہے) کیوں ــــ مزہ آیا عید کا!

اِرم : (ڈرتے ڈرتے) سچ بتاؤں "I like Christmas better" اس کی لائیٹنگ اور سجاوٹ اتنی اچھی ہوتی ہے ــــ عید تو کتنی سمپل تھی! پھر کسی نے گفٹ بھی ایکسچینج نہیں کیا!

بیگم : (مسکراتے ہوئے) عید پر گفٹ نہیں' عیدی! یعنی بچوں کو کیش دیا جاتا ہے۔ تمہیں بھی تمہارے ڈیڈی

دیں گے اور میں بھی دوں گی ــــ رہی بات لائیٹنگ کی ــــ تو چراغاں ہمارے ملک میں بھی عید پر خوب ہوتا ہے اب یہ ہم لوگوں کا ملک تو ہے نہیں! یہاں کون کرے گا چراغاں ــــ! کسی کو فرصت تو ہے نہیں!

اِرم : یہ ہم لوگوں کا ملک نہیں ہے تو ہم یہاں رہتے کیوں ہیں امّی؟

بیگم : (خاموشی سے ارم کو دیکھتی رہتی ہے)

اِرم : (حیرت سے آپ اسے اپنا ملک نہیں مانتیں تو نہ مانیں، مگر یہ میرا ملک تو ہے "I was born here and am a canadian"

بیگم : (ہنستی ہے) اچھا ــــ بڑی آئی کینیڈین ــــ ٹھیک ہے بابا یہ تمہارا ملک ہے ــــ مگر یہ میرا ملک نہیں ہوسکتا!

اِرم : (کاندھا اچکاتے ہوئے) "Well - that's your problem"

بیگم : ارم بیٹا، خدا کے لیے مجھ سے اردو میں باتیں کیا کرو۔ اور یہ کاندھا اچکانا مجھے بڑا فضول لگتا ہے، سمجھیں!

اِرم : (کاندھا اُچکاتے ہوئے) O.K. (صوفیہ داخل ہوتی ہے)

اِرم : (دوڑ کر لپٹ جاتی ہے) عید مبارک صوفی آپا!

صوفیہ : عید مبارک ــــ سوئیٹی عید مبارک ــــ (بڑھ کر ماں کو بوسہ دیتی ہے) عید مبارک امی جان!

بیگم : (روکھے پن سے) عید مبارک (Pause) اب جلدی آ گئی ہو تو کمیونٹی سینٹر کے ڈنر پر سات بجے ہم لوگوں کے ساتھ چلو! صبح سب لوگ تم لوگوں کو پوچھ رہے تھے ــــ بیٹے ڈنر پر تم بھی نہیں جاؤ گی تو لوگ کیا کہیں گے؟

صوفیہ : امی، یہ آپ کو لوگوں سے اتنا ڈر کیوں لگتا ہے، کس کو فرصت ہے کہ سنے، کون کیا کہہ رہا ہے (Pause) مجھے ویسے بھی آپ لوگوں کا عید والا اسلامک فیشن شو پسند نہیں ــــ (ہنستی ہے) مائی گاڈ ــــ جسے دیکھو بنارسی یا پھر بروکیڈ کے تیز رنگوں والا جگر مگر لباس سنبھالے پان کھائے چلی آ رہی ہیں، پلیز امّی ــــ برا نہ مانیں، آپ کی انڈین پاکستانی بہنوں سے مجھے تو الرجی ہے۔ میری عمر کی لڑکیاں ایک تو آتی نہیں، جو آتی ہیں اپنی ماؤں سے ڈر کر چپ چاپ رہتی ہیں ــــ مجھے تو ایسی دعوتوں سے وحشت ہوتی ہے! (سمیع داخل ہوتا ہے)

اِرم : (لپک کر گلے لگتی ہے) عید مبارک، سے می، بھائی!

سمیع : (خوش ہو کر) عید مبارک ــــ سوئیٹی ــــ عید مبارک (ماں کو دیکھ کر) عید مبارک امی جان!

بیگم : (دھیمے سے) عید مبارک ــــ جیتے رہو!

سمیع : کیا بات ہے امی' آپ ابھی تک ناراض ہیں؟

بیگم : (خاموش رہتی ہیں)

صوفیہ : 'سے می' ـــ مجھے کچھ کام ہے ـــ کیا تم امی اور ارم کو کمیونٹی سینٹر ڈراپ کر سکتے ہو؟

سمیع : سچ پوچھو تو مجھے فلم جانا ہے اور میں صرف کپڑے بدلنے آیا تھا!

اِرم : (شرارت سے) مجھے پتہ ہے آپ کس کے ساتھ جا رہے ہیں؟

سمیع : اگر پتہ ہے تو اچھے بچوں کی طرح خاموش رہیں!

اِرم : (ضد کرتے ہوئے) بھائی جان' آپ ہم لوگوں کے ساتھ چلئے نا۔ فلم آپ سنڈے کو چلے جایئے گا!

سمیع : بیٹا وہاں کوئی نئی بات تو ہو گی نہیں ـــ دس سالوں سے سنتا آ رہا ہوں ـــ یہ لوگ بس انڈیا' پاکستان کی پالیٹکس پر بحث کریں گے' فیشن کی برائی' گوروں کی برائی اور کینیڈا کی برائی ـــ مگر کوئی بھی یہاں سے جائے گا نہیں ـــ رہیں گے سب یہیں!

بیگم : (ناراض ہوتے ہوئے) ٹھیک ہے ـــ جو کرنا ہے کرو ـــ اب ہمیں تنہا چھوڑ دو ـــ جاؤ تم لوگوں کو جہاں جانا ہے (Pause) مجھے کلکتے فون کرنا ہے ـــ (فون گھماتی ہے۔ نمبر نہیں ملتا ہے۔ دوبارہ ڈائل کرتی ہے) ـــ ہیلو ـــ ہیلو ریاض! میں کینیڈا سے حمیدہ بول رہی ہوں۔ وعلیکم السلام ـــ عید ـــ ہیلو ـــ ہیلو ـــ ہیلو (لائن کٹ جاتی ہے) (غصہ سے فون رکھتی ہے) کمبخت لائن کو بھی آج ہی کٹنی تھی!

سمیع : ارم' ڈیڈی کا فون آیا تھا؟

ارم : (خاموشی سے گردن ہلا کر 'نہ' کہتی ہے)

بیگم : انہیں بھی کوئی فکر تھوڑا ہی ہے۔ عید ہو یا محرم' ان کو تو بس اپنے اسپتال اور سیمیناروں سے فرصت نہیں!

سمیع : امی جان' ماضی کو چھوڑ کر حال میں خوش رہنا سیکھئے ۔ کب تک کلکتے کا رونا روتی رہیں گی ـــ (Pause) اگر صرف پیسے کے لیے آپ لوگوں نے اپنا گھر بار چھوڑا تھا تو سلیم چچا کی طرح جدہ میں پانچ سال نوکری کر کے ساری جمع پونجی لے کر اپنے گھر والوں کے پاس واپس چلی جاتیں' یہاں کیوں آئیں!

بیگم : (سوچتے ہوئے) میرے خیال میں اپنی اپنی سمجھ کی بات ہے' ہم لوگ ماضی کو لیے زندہ ہیں ـــ تم لوگ حال میں مست......شاید ہم بھی ٹھیک ہیں اور تم لوگ بھی ٹھیک ہو ـــ ہر چیز کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے بیٹے ـــ وہ ہم کر رہے ہیں!

اِرم : تو پھر ہم لوگ عید اور کرسمس دونوں منا سکتے ہیں ـــ کیوں امّی؟

بیگم : (مسکراتے ہوئے) ابھی نہیں ـــ مگر جب تم بھی سمیع اور صوفیہ کی عمر کی ہو جاؤ گی تو پھر پوچھنے کی

ضرورت نہیں رہے گی!

سمیع : اچھا اب ساری گمبھیر باتیں ختم ـــ میں آپ لوگوں کو کمیونیٹی سینٹر پر چھوڑ دوں گا اور رات واپس لیتا بھی آؤں گا۔ چلیے جلدی سے سوئیاں کھلائیے ـــ نہیں پہلے گلے تو ملئے (ماں کے گلے لگ جاتا ہے۔ بیگم حمیدہ کی آنکھوں میں آنسو لرز رہے ہیں) نہیں، اس طرح نہیں ـــ مسکراتے ہوئے، آؤ بھئی ارم اور صوفی تم لوگ بھی آؤ ـــ عید مبارک!

(سب گلے لگ جاتے ہیں ـــ!)

(لائٹ فیڈ آؤٹ ـــ پردہ!)

☆☆☆☆☆☆

اندھی مامتا

کردار :

مسز جعفری	ــــــــ	ایک ۴۵ر سالہ ماں
عین	ــــــــ	۱۸ر سالہ لڑکی/مسز جعفری کی بیٹی
سارہ	ــــــــ	۱۶ر سالہ لڑکی
مسٹر آصف	ــــــــ	ایک پچاس سالہ بینک منیجر مسز جعفری کا دوست

☆☆☆☆☆

سین ــــــــ نیویارک کی ایک شام ــــــــ (وَن ایکٹ)

مسز نیلوفر جعفری کا ڈرائنگ روم، دیوار پر انڈین باٹک پرنٹ پر ایک چنگھاڑتے ہوئے ہاتھی کا عکس، پیتل کے دو بڑے منقش گلدان، صوفے اور لوسیٹ، مڈل کلاس ماحول، کافی ٹیبل کے مقابل بیٹھی مسز جعفری، چائے بنا رہی ہیں۔ ساتھ ہی ان کا دوست آصف بیٹھا سگار سلگا رہا ہے۔ عینؔ لاتعلق سی، کھوئی کھوئی سی کتابوں کی شیلف پر کوئی کتاب ڈھونڈ رہی ہے۔

مسز جعفری : (شکر دان سے شکر نکالتے ہوئے) اوہ! آپ تو بغیر شکر کی پیتے ہیں۔ میں ہمیشہ بھول جاتی ہوں ــــ (چائے پیش کرتی ہے)

آصف : (مسکرا کر چائے لیتے ہوئے) نوازش!......ویسے کبھی کبھی شکر والی بھی پی لیتا ہوں' یہ پیش کرنے والے پر منحصر ہے نیلو صاحبہ!

مسز جعفری : والے پر یا والی پر؟ (دونوں ہنسنے لگتے ہیں۔ وہ دوسرا کپ بناتے ہوئے عینؔ کی طرف دیکھتی ہے) بیٹے آپ چائے لے لیں!

عین : (خاموشی سے کتابوں کو الٹ کر رہی ہے)

مسز جعفری : عین بیٹے' آپ شام کی چائے......

عین : (بات کاٹتے ہوئے) ممی میں نے کہہ دیا' میں چائے کے موڈ میں نہیں! ـــ Thanks

مسز جعفری : اس میں اتنا اپ سیٹ Upset ہونے کی کیا ضرورت ہے اور پھر تم وہاں کتابوں میں کیا الجھی ہو ـــــــ دیکھو تمہارے انکل آئے ہیں' آج تم نے آداب تک نہیں کیا؟

عین : (خاموش رہتی ہے)

آصف : (حالات کا جائزہ لیتے ہوائے اٹھتا ہے)......میں ذرا داش روم سے آیا ـــ

مسز جعفری : (ذرا اونچی آواز میں) عین بات کیا ہے؟

عین : (فوراً پلٹتی ہے) ممی میں نے کتنی بار کہا ہے' دوسرے کے سامنے مجھے بورمت کیا کریں اور پھر مسٹر آصف میرے انکل نہیں ـــ آپ کے دوست ہیں' ٹھیک ہے ـــــ مجھے کوئی اعتراض نہیں' مگر یہ زبردستی کی رشتہ داری مجھے پسند نہیں ـــ

مسز جعفری : (ٹھٹک کر) اچھا تو پھر تمہیں وہی دورہ پڑا' یہ پچھلے چند مہینوں سے تمہیں کیا ہوتا جا رہا ہے' کون ہے جو تمہارے اندر یہ زہر بھر رہا ہے؟

عین : (خود کو سنبھالتے ہوئے) میری باتوں سے تو آپ کو اختلاج ہونے لگتا ہے پھر اس وقت مسٹر آصف کے سامنے ہم خاموش رہیں تو بہتر ہے!

مسز جعفری : نہیں نہیں بولو ـــ ساری دنیا کے سامنے میری بے عزتی کرو۔

آصف : (داخل ہوتے ہوئے) بھئی آپ لوگوں کو بُرا نہ لگے تو میں بھی معلوم کروں کہ اچانک............

مسز جعفری : (بات کاٹتے ہوئے) کچھ نہیں' بس میری لاڈلی خود مختاری ہونا چاہتی ہے' میں نے اکیلے سوئمنگ کے لئے جانے سے روک دیا' بس شام سے موڈ خراب ہے

آصف : عینی ڈیئر' تمہاری ماں تمہیں بہت چاہتی ہیں' اسی لئے Protective ہیں ـــــــ پھر وہ بیچاری تو صرف تمہارے لئے زندہ ہیں۔

عین : (بیزار ہو کر) بات صرف سوئمنگ کی نہیں اور میں کوئی بچہ نہیں۔ And she is overprotective (کتاب شیلف پر واپس رکھتے ہوئے) مجھے خوب پتہ ہے کہ وہ کس کے لئے زندہ ہیں!

(لمحہ بھر کے لئے سب خاموش ہو جاتے ہیں)

عین : (ہاتھ جھاڑتے ہوئے) خیر چھوڑیئے ان باتوں کو' میں ٹینس کھیلنے جا رہی ہوں' یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے (جاتے ہوئے) میرا فون آئے......

مسز جعفری : (بات کاٹتے ہوئے) مگر تم اکیلے ٹینس کھیلنے نہیں جا سکتیں' میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی (اُٹھنے لگتی

ہے)

عین : Oh No۔ممی' آپ ٹینس کھیلتی نہیں' وہاں جا کر کریں گی کیا ـــــ Why don't you trust me ـــ ٹھیک ہے میں کہیں نہیں جاتی (غصّے سے بیٹھ جاتی ہے)

مسزجعفری : اس کا مطلب یہ ہوا کہ میرے ساتھ جانے سے تمہاری پوزیشن خراب ہوجائے گی۔

عین : ہاں ہوگی ـــ کیوں کہ میرے دوست مجھے بے بی کہہ کر چھیڑتے ہیں' ہر جگہ میری مہربان ماں میرے ساتھ ہوتی ہے۔

آصف : میرے خیال میں فی الحال اس بحث کو ختم کرنا چاہیے ـــ چلیں' میں آپ لوگوں کو ڈنر کے لئے لے چلتا ہوں' کسی اٹالین ریستوران میں بیٹھ کر ہم دلچسپ باتیں کریں گے۔

عین : No thanks میرا جی نہیں چاہ رہا ـــ مجھے کچھ ضروری فون بھی کرنے ہیں' پھر کبھی دیکھا جائے گا' ویسے آپ لوگ ہو آئیں!

(عین ڈرائنگ روم سے نکل جاتی ہے)

مسزجعفری : (جز بز ہو کر عین کو روکنے کے لئے اُٹھتی ہے) سنو عین............

آصف : (بڑھ کر مسز جعفری کو روک دیتا ہے) اس وقت اسے جانے دیں۔

مسزجعفری : (پریشان ہو کر بیٹھ جاتی ہے) پتہ نہیں اس لڑکی کا کیا ہوگا' میں کیا کروں' کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

آصف : (سگار سلگاتے ہوئے) نیلو صاحبہ! فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں' عین جلد نارمل ہوجائے گی ـــ یہ سب عمر کا تقاضا ہے!

مسزجعفری : (کچھ سوچتے ہوئے) نہیں' یہ صرف عمر کا معاملہ نہیں' کوئی اور شگوفہ ہے (آصف کے قریب آتے ہوئے رازدارانہ لہجے میں) کیا یہ ممکن ہے؟

آصف : (سوالیہ نظروں سے) کیا؟

مسزجعفری : کہ عین کو ہمارے بارے میں کچھ خبر مل گئی ہے!

آصف : میں سمجھتا ہوں' اسے ہمارے ریلیشن شپ کا اندازہ ہے۔ وہ اب جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھ چکی ہے' کافی ذہین اور حساس بھی ہے ـــ مگر اصل مسئلہ یہ نہیں ـــ معاملہ کچھ اور ہی ہے! اور پھر میں نے کتنی بار آپ سے کہا ہے' اس قدر سختی نہ کریں۔ اپنے دقیانوسی خیالات کو بدلیں' یہ کوئی آپ کا لکھنؤ نہیں ہے۔

مسزجعفری : (جھلاّ کر) ہاں ـــ ہاں' مجھے پتہ ہے میں دقیانوسی ہوں ـــ مگر کروں کیا' ایک ہی تو لڑکی ہے' اس کی حفاظت ـــ (سر پکڑ لیتی ہے) خیر ـــ بتاؤ میں کیا کروں؟

آصف : (پانی کا گلاس بڑھاتا ہے) سب سے پہلے فکر کرنا چھوڑ دیں اور اسے اپنی مرضی سے جینے دیں۔

مسزجعفری : (پانی کا گھونٹ اُتارتے ہوئے) آپ اگر ماں کا دل رکھتے تو اندازہ ہوتا' حد تو یہ ہے کہ اب وہ میرے ساتھ شاپنگ کے لئے جانے سے بھی گریز کرنے لگی ہے' بات بات پر بھڑکنا یا نروس ہو جانا ــــ یہ سب مہینے بھر کی بات ہے!

آصف : اب بات ایسی سیریس بھی نہیں' خواہ مخواہ اسے اتنا طول نہ دیں' میرا خیال ہے آپ کی بٹیا کو عشق ہو گیا ہے' عشق! یہ سب اسی کے رنگ ہیں۔

مسزجعفری : (اُکتا کر) آپ کو تو بس ہر وقت مذاق سوجھتا ہے یا پھر عشق' یہاں میری جان پر بنی ہے' راتوں کی نیند حرام ہو رہی ہے۔

آصف : بھئی بہت ہوا ــــ ساری شام یہی بحث ہوگی ــــ کچھ اور پروگرام ہے یا میں چلوں؟

مسزجعفری : (سوچتے ہوئے) آپ میرا ایک کام کر دیں!

آصف : (سرخم کرتے ہوئے) حکم سرکار!

مسزجعفری : مجھے لگتا ہے جعفری صاحب آج کل پھر کچھ کارستانی کر رہے ہیں' اور وہ ان دنوں اسی شہر میں ہیں (سوچتے ہوئے) وہی کسی کے ذریعے عین کو بھڑکا رہے ہیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر ان کے پاس چلی جائے!

آصف : یہ فتویٰ میری سمجھ سے باہر ہے ــــ آپ نے تو بتایا تھا کہ جعفری صاحب نے دوسری شادی کر لی ہے اور ان کی ایک بیٹی بھی ہے' یہ ۱۷ سال کی علیحدگی کے بعد انہیں آپ کی زندگی سے کیا بیر؟

مسزجعفری : آپ کو نہیں معلوم' جعفری نے علیحدگی کے بعد بھی مجھے معاف نہیں کیا اور نہ کریں گے' وہ کسی بھی وقت کچھ بھی کر سکتے ہیں' میں نے کورٹ سے اپنا حق جتا کر عین کو حاصل تو کر لیا مگر اپنی بے گناہی کا یقین نہ دلا سکی۔

آصف : یہ سب تمہارا وہم ہے' خیر میں کیا کروں یہ بتائیں!

مسزجعفری : کسی طرح معلوم کریں کہ جعفری کیا ان دنوں یہاں' نیو یارک میں ہی ہیں اور آج کل عین کس سے مل رہی ہے' پلیز ــــ میرا یہ کام کر دیں' آپ کے علاوہ میں کسی سے کہہ بھی نہیں سکتی۔

آصف : ٹھیک ہے معلوم کرتے ہیں' ویسے مجھے یہ سب کچھ عجیب سا لگ رہا ہے۔

مسزجعفری : میں ابھی ریحانہ کے یہاں جاتی ہوں' اس کا شوہر جعفری کے دوستوں میں سے ہے' اس سے پہلے کہ یہ معاملہ بگڑ جائے' مجھے عین کو سنبھالنا ہوگا۔

آصف : (اُٹھتے ہوئے) اچھا تو میں چلتا ہوں' کل آپ کو فون کروں گا ــــ شب بخیر!

مسزجعفری : شب بخیر ــــ میری بات بھول نہ جانا!

آصف : (پلٹ کر دیکھتا ہے' سرخم کر کے یقین دلاتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے)

مسزجعفری : (فون ڈائل کرتے ہوئے) ہیلو ـــــ ریحانہ! میں نیلوفر بول رہی ہوں، تم لوگوں سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے، ہاں، ہاں، آج ـــ اسی وقت، ٹھیک ہے ـــ میں کوئی آدھ گھنٹے میں آتی ہوں ـــ اچھا، بائی!

(فون رکھ کر گھومتی ہے تو عین سامنے کھڑی ہے)

مسزجعفری : (بھرپور نگاہ سے عین کو دیکھتی ہے) اب آپ کا مزاج کیسا ہے؟

عین : (خاموشی سے اسے تکتی رہتی ہے)

مسزجعفری : یہ آصف کو دیکھ کر تم ڈراما کیوں کرنے لگتی ہو؟

عین : میں نہ آصف صاحب، نہ کسی اور آپ کے دوست کے سامنے کوئی ڈرامہ کرتی ہوں، ڈرامہ قدردانوں کے لئے ہوتا ہے، جس سے آپ کو وحشت ہوتی ہے، حالانکہ ڈرامہ، پارٹ ٹائم سہی، میرا فن اور پیشہ ہے، جس سے یہ گھر چلتا ہے ممی!

مسزجعفری : اچھا ـــــ تو اب یہ طعنہ بھی سننا پڑے گا کہ تم گھر چلاتی ہو، جبکہ میں اب بھی پارٹ ٹائم کام کرتی ہوں، اور پھر بیوقوف لڑکی جس آصف سے تم اس قدر بیزار ہو، اس کے اتنے احسانات ہیں ہم پر کہ بیان نہیں کرسکتی، تمہارے شریف باپ نے جب ہمیں اس اجنبی شہر میں بے یارومددگار چھوڑ دیا تھا، اس وقت آصف نے ہمیں سہارا دیا تھا، کچھ اور سننا چاہتی ہو؟

عین : جب حالات اتنے خراب ہوئے تھے تو آپ لکھنؤ واپس کیوں نہیں گئیں؟

مسزجعفری : لکھنؤ ـــ کیا منہ لے کر جاتی، کیا کہتی گھر والوں کو؟

عین : اپنی مجبوری اور بدقسمتی کی داستان!

مسزجعفری : (خاموش ہو جاتی ہے)

عین : اگر جانا ممکن نہیں تھا تو یہاں کیا سوچ کر آپ نے قیام کیا، یہاں رہ کر یہاں کے لوگوں سے، یہاں کے کلچر سے اتنی بیزاری کیسی؟ ہر بات پر ہر ایک پر شک کیوں کرتی ہیں آپ؟

مسزجعفری : یہ سچ ہے کہ میں اب تک یہاں ذہنی طور پر بس نہیں پائی، مگر میں ہر بات پر شک نہیں کرتی عین، میں جو کچھ بھی کر رہی ہوں تمہاری بہتری اور مستقبل کے لئے کر رہی ہوں، تم بے شک اسے میری اندھی ممتا کہہ سکتی ہو۔

عین : (طنزیہ) صرف اندھی ممتا ہی نہیں، یہ آپ کے اور آپ کے سماج کے بنائے ہوئے کھوکھلے اُصول ہیں، جو یہاں کے طور طریقوں کو بُرا سمجھتے ہیں، میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ آپ جیسے تمام روایتی لوگ واپس اپنے اپنے ملکوں کو لوٹ کیوں نہیں جاتے!

مسزجعفری : خیر ـــــ یہ ایک لمبی بحث ہے اور میں اس وقت ایک ضروری کام سے ریحانہ کے یہاں جا رہی

ہوں، کوئی گھنٹہ بھر میں آ جاؤں گی، پھر بات ہوگی کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

عین : ہاں، آج بہت سی باتیں کرنی ہیں ــــ مجھے یہ نہیں معلوم کہ آپ کیا کرنا چاہتی ہیں، مگر مجھے اتنی خبر ہے کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔

(ماں عین کو سوالیہ نظروں سے دیکھتی ہے اور باہر نکل جاتی ہے)

عین : (بڑھ کر فون اُٹھاتی ہے اور کوئی نمبر ملانے لگتی ہے)

ــــ سارہ داخل ہوتی ہے ــــ

سارہ : اُردو کی مایہ ناز گمنام فنکارہ عین جعفری صاحبہ گھر پر ہیں!

عین : (خوش ہو کر) ارے ــ سارہ! "What a pleasant surprise"

سارہ : (عین سے بغلگیر ہوتے ہوئے) یار، تم نے تو کبھی بلایا نہیں، آج ہم زبردستی چلے آئے!

عین : (حیرت سے) مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا ــــ Oh! you made my day تمہیں نہیں معلوم آج میں کس قدر بور اور ــ Confused ہوں!

سارہ : یہ کوئی نئی خبر تو نہیں ــــ ڈیر کوئی نئی بات کرو ــــ ویسے Confused رہنا تو تمہاری ہابی ہے، تم ٹھہریں Intellectual فن کارہ۔ تمہیں یہ سب لیبل سوٹ بھی کرتا ہے، کیوں؟

عین : اب تم مجھے مزید بور نہ کرو۔ یہ بتاؤ کیا پیو گی، کافی یا چائے؟

سارہ : کافی پلیز ــــ اچھا یہ ہفتے بھر سے ٹینس کھیلنے کیوں نہیں آئیں، کیا کسی نئی ٹریجڈی کی ریہرسل شروع کر دی۔

عین : (مسکرا کر) پہلے کافی کا پانی رکھ دیں۔ (باہر جاتی ہے)

سارہ : (ڈرائنگ روم کا معائنہ کرتے ہوئے) ہر میجسٹی مسز نیلوفر جعفری صاحبہ عرف سوئیٹ ممی کہاں ہیں؟

عین : (باہر سے جواب دیتی ہے) کہیں باہر گئی ہیں۔

سارہ : (حیرت سے) اکیلے، تم لوگ تو ایک دوسرے کے بغیر کہیں نہیں جاتیں، یہ عادتیں کیوں خراب کی جا رہی ہیں۔ (عین کافی کی ٹرے لیکر داخل ہوتی ہے)

عین : بکواس چھوڑو، یہ بتاؤ شکر کتنی؟

سارہ : I am Sweet Sixteen اس عمر میں شکر کی ضرورت نہیں پڑتی شہزادی، ہر چیز میٹھی لگتی ہے ــــ اچھا یہ بتاؤ کبھی سولہواں ساون تم پر بھی آیا، کہ تم پیدائشی سنجیدہ ہو، میں نے تمہیں کہیں کھل کر ہنستے نہیں دیکھا ــ یہ اور بات ہے کہ تم مسکراتی غضب کی ہو!

عین : (مسکرا دیتی ہے) سارہ ڈارلنگ! (ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے) جس نے بچپن میں کھیل کود کی جگہ نفرت اور خانہ جنگی دیکھی ہو، وہ ایک عرصے تک اپنے جذبات کا صحیح اظہار نہیں کر سکتا، ڈراموں میں

لوگ میری ٹریجک ایکٹنگ کو میری فنکاری سمجھ کر تالیاں پیٹتے ہیں ـــــ حالانکہ آنسو نامراد سچے ہوتے ہیں!

سارہ : ویسے رونے گانے میں تم نے PHD تو مکمل کر ہی لی ہے، ہم بھی تمہارے فین ایسے ہی نہیں ہیں (کافی کا گھونٹ لے کر) مگر میری جان، صحیح فنکار وہی ہوتا ہے جو اپنے رونے اور گانے کو ذرا بیلنس رکھے، نہ ہر وقت کی شہنائی اچھی، نہ ہر روز کا ماتم!

عین : اب تو ان ڈراموں سے بھی اُلجھن ہونے لگی ہے، کم بخت رول بھی اسٹیریو ٹائپ ملنے لگے ہیں۔

سارہ : ڈراموں کے کردار ہوں یا زندگی کی خوشیاں، انہیں آگے بڑھ کر چھیننا پڑتا ہے عین، تم اپنے خول میں بند ہو ـــــ ذرا باہر نکل کر دیکھو، موسم کتنا سُہانا ہے، کس قدر خوبصورت ہے یہ دنیا ـــــ (عین کے گلے میں بانہیں ڈال دیتی ہے) ارے ہاں، میں نے پچھلے ہفتے تمہیں پکنک کے لیے کہا تھا، تم تیار تو ہو یا مجھے بات کرنی ہوگی ہر میجسٹی سے!

عین : نہیں سارہ میں نہیں جا سکتی ـــــ Sorry

سارہ : مگر کیوں؟

عین : وہ میرے کچھ پرسنل پرابلم......

سارہ : (بات کاٹتے ہوئے) نہ ـــــ کوئی بہانہ نہیں چلے گا، کمال ہے، میں نے ''ڈی۔سی'' سے خاص طور پر اپنے پیارے ڈیڈ کو تم سے ملنے کے لیے بلایا ہے اور پھر میرا ایک اسمارٹ کزن، جو ایک ڈرامہ ڈائریکٹر بھی ہے تم سے ملنے آ رہا ہے، میں نے ڈھیر ساری تیاریاں کر رکھی ہیں، اور ظالم تم نے ایک ساری کہہ کر سب پر پانی پھیر دیا!

عین : (مناتے ہوئے) کتنی خوش قسمت ہو سارہ، تمہارے ڈیڈی تم سے اور تمہارے دوستوں سے ملنے کے لیے وقت نکال لیتے ہیں ـــــ (ایک سرد آہ بھرتی ہے)

سارہ : (جھجکتے ہوئے) ایک ـــــ بات پوچھوں؟

عین : (خلا میں گھورتے ہوئے) مجھے پتہ ہے، تمہارا سوال ہوگا ـــــ تمہارے ڈیڈی کہاں ہیں؟

سارہ : (خاموشی سے سر ہلا دیتی ہے)

عین : ممی کے کہنے کے مطابق وہ اتنے مصروف ہیں کہ ہمیشہ سفر میں رہتے ہیں اور پچھلے سترہ سالوں میں ایک بار بھی اپنی بدنصیب بیٹی کو دیکھنے کی فرصت نہ نکال پائے ـــــ How Pity جانے وہ شخص کیسا ہوگا مجھے تو ان کی شکل بھی یاد نہیں علیحدگی کے وقت میں سال بھر کی تھی شاید!

سارہ : مجھے لگتا ہے، کہانی وہ نہیں جو تمہیں بتائی گئی ہے!

عین : تم تو ایسے اعتماد سے کہہ رہی ہو جیسے تمہیں اصل کہانی کا علم ہو!

سارہ : (بے خیالی میں) ہاں مجھے علم ہے (ہڑبڑا کر) میرا مطلب ہے کہ ـــ ہوسکتا ہے یعنی......

عین : (سنبھل کر بیٹھتے ہوئے) سارہ، تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو ـــ

سارہ : اس میں چھپانے کی کیا بات ہے، ہوسکتا ہے کہ تمہاری ممی نے انہیں تم سے ملنے نہ دیا ہو! خیر ماضی کو چھوڑ واور حال میں آنکھیں کھولو ـــــ ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ میرا کزن بڑا دلچسپ ہے، تمہیں اس سے ملنا ہوگا۔

عین : مگر میں کسی سے ملنا نہیں چاہتی، نہ میرا کوئی عشق کا موڈ ہے اور نہ مستقبل قریب میں شادی کا ارادہ!

سارہ : کیا یہ سبق بھی اماں جان نے پڑھایا ہے؟

عین : (سنجیدگی سے) سارہ! کبھی تو سنجیدہ ہوجایا کرو!

سارہ : آج میں بہت سنجیدہ ہوں عینی، میں مزید تمہیں غمزدہ نہیں دیکھ سکتی، اسی لیے کل تمہاری سالگرہ کی خوشی میں ایک زبردست پروگرام رکھا ہے!

عین : (حیرت سے) میری سالگرہ ـــــ مگر تمہیں میری سالگرہ کی خبر...... یہ سب کیا ہے سارہ مجھے الجھاؤ نہیں، میرے ماضی، میری پرسنل لائف کے بارے میں تمہیں کیسے خبر ہے، کون ہو تم مجھے......

سارہ : (سر پکڑ کر) سب گڑبڑ ہوگئی ـــ سارا پروگرام چوپٹ!

عین : کیسا پروگرام؟ ـــ سارہ پہیلیاں مت بجھاؤ، تمہیں بتانا ہوگا، تم میرے بارے میں کیسے جانتی ہو؟

سارہ : پریشان مت ہو، سب بتاتی ہوں، تمہاری سالگرہ کی خبر تمہارے ڈیڈی نے دی ہے ـــ

عین : میرے ڈیڈی! مگر تم انہیں کیسے جانتی ہو؟

سارہ : یہی سب بتانے کے لیے تو کل ایک سرپرائز پارٹی رکھی تھی ـــــ مگر بے خیالی میں بات زبان پر آگئی، سارا مزہ کرکرا ہوگیا۔

عین : مگر تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ تم میرے ڈیڈی کو کیسے جانتی ہو؟

سارہ : اس سے پہلے میں تمہیں یہ بتادینا چاہتی ہوں کہ تمہارے ڈیڈی اتنے بُرے نہیں جتنا تمہیں بتایا گیا ہے۔

عین : کاش، یہ سچ ہو مگر تم......

سارہ : (بات کاٹتے ہوئے) صبر، ذرا صبر کرو ـــ جو کچھ میں کہہ رہی ہوں سچ ہے، کیوں کہ تمہارے ڈیڈی ہی میرے ڈیڈی ہیں۔

عین : (سکتے میں) سارہ! ـــ یقین نہیں آتا کیا کہہ رہی تم!

سارہ : (خوش ہوکر) عینی تم میری بہن ہو، بڑی بہن، میرے ڈیڈی، یعنی ہمارے ڈیڈی تمہیں بہت یاد کرتے ہیں، ٹینس کلب میں ہماری ملاقات اور تمہارے ڈراموں میں میری حاضری اتفاقیہ نہیں ـــ ایک پلان کے مطابق تھی، ڈیڈی تم سے ملنے کے لیے بے چین ہیں!

عین : میں کیسے یقین کرلوں کہ وہ مجھ سے ملنے کے لیے بے چین ہیں' اب تک وہ کہاں تھے؟

سارہ : پچھلی غلط فہمیوں کو بھول جاؤ عین ــــــ کیا تمہیں یہ جان کر خوشی نہیں ہوئی کہ میں تمہاری بہن ہوں' میری آنکھوں میں جھانک کر دیکھو میں کس قدر خوش ہوں۔

عین : (جذباتی ہوکر) سارہ ــــ میری بہن! (گلے لگ جاتی ہے) اب پتہ چلا میرا دل تمہاری طرف کیوں کھینچتا ہے' میں نے اپنی شباہت بھی تم میں محسوس کی تھی مگر...... (پھر گلے لگتی ہے۔ (آہستہ سے) کیسے ہیں ہمارے ڈیڈی' کیا انہوں نے دوسری شادی کر لی ــــــ اوہ ــــــ میں بھی کتنی بیوقوف ہوں (Pause) کیا وہ تمہیں پیار کرتے ہیں؟

سارہ : (خوش ہوکر) بے پناہ!

عین : کیا وہ تمہاری ممی کو پیار کرتے ہیں؟

سارہ : ہوں!

عین : مگر وہ میری ماں کو نہیں چاہتے تھے' شاید شادی گھر والوں نے ان کی مرضی کے خلاف کر دی تھی۔

سارہ : اب ان فضول باتوں کو چھوڑو ــــ خوش ہو جاؤ کہ تمہیں ایک پلی پلائی بہن مل گئی' جو روتی بھی نہیں!

عین : (آنسو پونچھتے ہوئے ہنستی ہے) ہاں' روتی تو نہیں مگر تنگ بہت کرتی ہے۔

سارہ : تو پھر پکنک کا پروگرام پکا!

عین : (سوچتی ہے I don't know ــــــ تمہیں پا کر میں بہت خوش ہوں سارہ! مگر میری پریشانیوں میں ایک کا اضافہ بھی ہو گیا ہے' مجھے نہیں معلوم اب کیا گل کھلے گا ــــ اور پھر ممی کو کیا بتایا جائے گا!

سارہ : یہ سب مجھ پر چھوڑ دو ــــ میں بات کروں گی تمہاری ممی سے!

عین : (سوچتے ہوئے) ڈیڈی ــــ کتنا عجیب لگتا ہے یہ لفظ ــــ بہن' چھوٹی بہن ــــ یہ سب الفاظ نئے ہیں میرے لیے' دور سے بجتی بانسری کی طرح سریلے' سیدھے دل میں اتر جانے والے' مگر اجنبی ! میں نے اکثر خوابوں میں اپنے باپ کو دیکھا ہے' پھر رفتہ رفتہ یہ خواب بھی مجھ سے روٹھ گئے!

سارہ : اچھا اب خواب سے بیدار ہو اور یہ بتاؤ...... (دروازے پر گھنٹی بجتی ہے' عین ہڑبڑا جاتی ہے)

عین : ارے ممی آ گئیں!

سارہ : گھبرانے کی ضرورت نہیں' تم دوسرے کمرے میں چلی جاؤ اور تھوڑی دیر بعد آنا ــــ آج میں تمہاری ممی سے بات کروں گی! (عین دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہے)

مسز جعفری : (داخل ہوتے ہوئے) عین بیٹے! (سارہ کو دیکھ کر ٹھٹکتی ہے)

سارہ : آداب!

مسز جعفری : آداب ــــ آپ......

سارہ : جی، میں سارہ ہوں ــــ عین کی ٹینس پارٹنر۔

مسز جعفری : ہاں یاد آیا، میں نے تمہیں کلب میں دیکھا ہے (بیٹھتی ہے) عین کہاں ہے؟

سارہ : وہ شاید کچن کی طرف گئی ہے (Pause) ویسے ــــ میں آپ سے اجازت مانگنے آئی تھی!

مسز جعفری : کس بات کی اجازت!

سارہ : کل ہم لوگ کچھ دوست مل کر ''ور ماؤنٹ'' جا رہے ہیں اور پکنک میں عین کو ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔

مسز جعفری : کیا عین نے اس کا جواب نہیں دیا۔

سارہ : جی ــــ اس نے کہا۔ ''آپ سے اجازت لینی ہوگی۔''

مسز جعفری : (اونچی آواز میں) عین بیٹے ــــ کیا آپ تنہا پکنک پر جانا چاہتی ہیں؟

عین : (باہر سے آواز آتی ہے) جی ــــ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو!

مسز جعفری : جب تم نے فیصلہ کر ہی لیا ہے تو میرے اعتراض سے کیا ہوتا ہے! مگر تمہیں پتہ ہے تمہارے بغیر مجھے کیسی Palpatition شروع ہو جاتی ہے!

عین : (خاموش رہتی ہے)

سارہ : آپ برا نہ مانیں تو ایک بات کہوں، رفتہ رفتہ آپ کو تنہا رہنے کی بھی عادت ڈالنی چاہیے ــــ پھر عین کی شادی کے بعد کیا کریں گی آپ ــــ! یہاں گھر داماد والا گولڈن طریقہ بھی نہیں!

مسز جعفری : بہت خوب! تو عین بیٹے آپ کی سہیلی مجھے سبق پڑھانے اور جینے کے طریقے بتانے آئی ہیں ــــ کیا عمر ہے بی بی تمہاری؟

سارہ : عمر کوئی خاص نہیں ــــ مگر اس ملک اور یہاں کے سماج نے مجھے اتنی سی عمر میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سکھایا ہے، جو عین یہاں رہ کر بھی آپ کی محبت اور Over Protection کی وجہ سے نہیں سیکھ پائی، کیوں اس بیچاری کو مشرق و مغرب کی چکی کے درمیان پیس رہی ہیں، عورت پردے سے نکل کر پارلیمنٹ اور وہاں سے بڑھ کر فضاؤں میں کمند ڈال چکی ہے، کس دنیا میں ہیں آپ؟

مسز جعفری : مجھے تمہاری آزاد خیالی سے کوئی سروکار نہیں مگر کیا کمی ہے میری عین میں!

سارہ : کمی ہے ــــ بہت بڑی کمی ہے، اس میں خود اعتمادی نہیں، آپ نے اپنے ساتھ اس کی زندگی بھی تشکیک زدہ بنا دی ہے، حالانکہ میرے والد بھی لکھنؤ سے تعلق رکھتے ہیں مگر ہمیں کھلا ذہن اور خود اعتمادی حاصل ہے!

مسز جعفری : (حیرت سے) تمہارے والدین لکھنؤ کے ہیں!

سارہ : والدین نہیں، صرف والد ــــ شاید آپ جانتی بھی ہوں، عامر جعفری!

مسز جعفری : اچھا ـــــ اب سمجھ میں آیا' تم تمہید کیوں باندھ رہی تھیں' یعنی میرا شک صحیح نکلا' تو جعفری صاحب ایک بار پھر میرے سکون کو لوٹنے اسی شہر میں آ گئے ـــــ تم لوگ میری بیٹی کو میرے خلاف کیوں بہکا رہے ہو؟

سارہ : محترمہ ـــ سب سے پہلے یہ جان لیں کہ قسمت کی تمام ستم ظریفی کے باوجود میں اور میرے والدین آپ کی عزت اب بھی کرتے ہیں اور آپ کا شک بے بنیاد ہے' میرے والد اس شہر میں نہیں رہتے' یہاں میں تعلیم حاصل کر رہی ہوں اور عین کو میں نے بڑی مشکل سے دریافت کیا ہے' میں نے ڈیڈی کو واشنگٹن سے خاص طور پر ملنے کے لیے بلایا ہے' دوسری بات یہ کہ ہم لوگ نہیں ـــ آپ اب تک عین کو ہمارے والد کے خلاف بہکاتی رہیں اور ہمیشہ باپ کو بیٹی سے ملنے نہ دیا! (عین داخل ہوتی ہے)

مسز جعفری : (پریشان ہو کر) جھوٹ ـــــ یہ سب جھوٹ ہے' عین بیٹے یہ سراسر الزام ہے مجھ پر' کیا میں نے کبھی تمہارے باپ کے خلاف تمہیں بہکایا ہے بیٹے!

عین : (خاموش رہتی ہے)

سارہ : کیا یہ بھی جھوٹ ہے کہ آپ المنی کا خرچہ اور عین کی تعلیم کا خرچ میرے باپ سے لیتی رہی ہیں ـــ کیا میں یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتی ہوں کہ علیحدگی کے بعد بھی آپ میرے باپ کا نام کس طرح اور کیوں استعمال کر رہی ہیں؟

مسز جعفری : (چکرا کر سر پکڑ لیتی ہے) بس ـــ خاموش ـــ پانی!

عین : (گھبرا کر پانی لانے دوڑتی ہے) ممی ـــ پانی لیں ـــ پانی (مسز جعفری ایک گھونٹ لیتی ہے اور عین کی طرف دیکھتی ہے)

عین : (ماں کا سر سہلاتے ہوئے) سارہ بس ـــ اب خاموش ہو جاؤ' میں ممی کی بے عزتی نہیں دیکھ سکتی۔

سارہ : میں بھی اپنے معصوم باپ پر لگائے جھوٹے الزامات برداشت نہیں کر سکتی ـــ میں تمہیں اس پنجرے سے آزاد کرنا چاہتی ہوں' ورنہ ایک دن تم یہاں خودکشی کر لوگی! (عین خاموش رہتی ہے)

سارہ : عین ایسا موقع بار بار نہیں ملتا' تم میرے کزن سے شادی کرو یا نہ کرو' یہ تمہاری مرضی' مگر ایک بار ملنے میں کیا حرج ہے۔ ہوسکتا ہے اس کے Contacts سے تم مین اسٹریم Maisntream میں آ جاؤ ـــ"Don't dare to miss it

مسز جعفری : (پانی پیتے ہوئے) کس کزن کی بات کر رہی ہو تم؟

سارہ : میرا کزن عمران L.A سے آیا ہے اور عین سے ملنا چاہتا ہے۔ یہ ایک سنہری موقع ہے' اب اسے کیسے سمجھائیں!

مسز جعفری : (سوچتے ہوئے) پتہ نہیں مجھ سے کہاں ـــ کیا ـــ بھول ہو گئی' میں تو عین کی بھلائی چاہ رہی تھی !(ایک سرد آہ بھر کر) خیر ـــ جعفری صاحب کب آئیں گے نیویارک' میں ان سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں؟

سارہ : (خوش ہوکر) سچ ـــ وہ تو کل شام ہی آ رہے ہیں!

مسز جعفری : (آنسو پونچھتے ہوئے) عین بیٹے' آپ سارہ کے ساتھ کل پکنک پر ضرور جائیں اور اوراپنے ڈیڈی سے بھی ملیں! (عین خاموش فضا کو گھور رہی ہے) (Pause)

سارہ : (خوش ہوکر) عین ـــ سنا تم نے' ممی نے پکنک کی اجازت دے دی' اب مزہ آئے گا!

عین : (فیصلہ کن لہجے میں) شکریہ ممی! ـــ مگر اب میں سارہ کے ساتھ نہیں جاؤں گی!

مسز جعفری/سارہ : (ایک ساتھ) مگر کیوں؟

عین : (خود اعتمادی کے ساتھ) میں نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے کہ میں' میں اپنی زندگی اپنے طور سے گزارنا چاہتی ہوں۔ کل میں گھر چھوڑ کر جا رہی ہوں' میں نے اپنے تنہا رہنے کا بندوبست بھی کر لیا ہے' اب میں ۱۸/سال کی ہو چکی ہوں' کل سے میں اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنا چاہتی ہوں!

سارہ : I am Proud of you Ann مگر ڈیڈی سے ملاقات اور عمران!

عین : ہاں ـــ ڈیڈی کو میرا آداب کہہ دینا' ہم ملیں گے ضرور' مگر پھر کبھی' کہہ دینا ان تمام باتوں کے باوجود میں ان کی عزت کرتی ہوں And I love you Sarah

مسز جعفری : میں اب تمہیں نہیں روکوں گی بیٹی ـــ ہو سکے تو میری خود غرض محبت کو معاف...... (عین سے گلے لگ کر رو دیتی ہے)

عین : (دھیمے لہجے میں) آج تک میں آپ کی سنتی آئی ہوں ـــ آج پہلی بار یہ کہنے کی جسارت کر رہی ہوں کہ آپ ماضی کو بھول کر حال میں زندہ رہنا شروع کر دیں' اگر یہ اتنا ہی مشکل ہے تو واپس انڈیا چلی جائیں اور اگر یہاں رہنا ہے تو پھر اس کلچر کی اچھائیوں کو فراخ دلی سے قبول کریں' اور یہ نہ بھولیں کہ اس سرزمین نے ہمیں بہتر زندگی عطا کی ہے (بڑھ کر سارہ کو پھر ماں کو پیار کرتی ہے)

عین : مجھے اجازت دیں ـــ شب بخیر (ونگ سے باہر جاتے ہوئے)

(پس منظر سے آواز) : کارِ جہاں دراز ہے ـــ اب میرا انتظار کر!

(LIGHT FADE OUT - CURTAIN)

(پردہ)

☆☆☆☆☆

اِنٹرویو

ہر آزادی کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے

سہیل : دانش میاں! آج باتیں تو بہت سی موضوعات پر کرنی ہیں ـــــ مگر میرا خیال ہے کہ سب سے پہلے بات ''ڈرامے'' سے شروع کی جائے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ پچھلے ایک سال میں آپ نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ پانچ چھ ڈرامے لکھ لئے ـــ اس کی کوئی خاص تحریک ہوئی یا کوئی خاص بات ـــ کچھ بتائیں؟

دانش : سہیل، ایسا ہے کہ ڈرامہ اظہار کے لئے یا خود کو Express کرنے کے لئے میرا مؤثر اور بہترین طریقہ ہے ـــ مصروفیت اور حالات کی وجہ سے پچھلے چند سالوں میں دو ایک ڈرامہ ہی میں لکھ پایا تھا، اس سے میں بہت مطمئن بھی نہ تھا ـــ میری خواہش تھی کہ شمالی امریکہ کے روزمرہ کے مسائل ـــ ہجرت کے دُکھ سکھ اور یہاں مقیم تارکینِ وطن کی طرزِ زندگی پر ڈرامہ لکھوں، مگر میں اس کے لئے خود کو تیار نہیں پا رہا تھا ـــ پچھلے سال میں نے تراجم کا سلسلہ شروع کیا ـــ میں عالمی ڈراموں کے تراجم کا ایک مجموعہ تیار کر رہا ہوں، اس بہانے طبع زاد ڈراموں کے کام کو جاری رکھنے میں دیکھئے کتنا وقت لگتا ہے!

سہیل : ہر رائٹر کا ایک اِسٹائل ہوتا ہے، آپ ڈرامہ کیسے لکھتے ہیں۔ کسی تحریک کے بعد آپ کن مراحل سے یا کن مدارج سے گزرتے ہیں۔ ایک ہی نشست میں سب لکھ دیتے ہیں یا پھر............

دانش : ڈرامہ ـــ ایک نشست میں لکھنا مشکل ہے۔ دو ایک شارٹ پلے ایسے ہوئے ہیں جو ایک نشست یا ایک رات میں مکمل کر لیا ہے میں نے۔ مگر عموماً ایک نشست میں ڈرامہ لکھ لینا بڑا مشکل مرحلہ ہے ـــــ اُردو میں بہت سارے ڈرامے ایسے بھی لکھے گئے ہیں جو محض ریڈیو کے لئے تھے، یا کتابی ڈرامے تھے ـــ جو ڈرامے کے فن سے Practically Involve ہے۔ یعنی وہ ڈرامہ نویس جو خود ایکٹر یا ڈائرکٹر رہا ہے، وہ بنیادی طور پر ڈرامہ اسٹیج کے لئے لکھتا ہے۔ وہ کبھی نہیں چاہے گا کہ اس کا ڈرامہ کتاب کے کفن میں بند ہو کر دم توڑ دے۔ اس لئے جب ڈرامہ نگار کے ذہن میں کوئی پلاٹ یا منظر نامہ تیار ہوتا ہے تو پھر وہ ایک سلسلہ وار Process سے گزرتا ہے اس کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ کس کے لئے ڈرامہ تیار کر رہا ہے، یعنی اپنی Audience کے مزاج اور اسٹیج کی Feasibility کو ذہن میں رکھے، پھر اسٹیج کرافٹ کے سہارے منظر نامے تیار کرتا جائے ـــــ یہ عجیب پروسیس دیگر صنف سے بہت مختلف ہے ـــــ میرے خیال میں افسانہ نگاری، ناول اور انشائیے میں ادیب ایک پلاٹ کو سامنے رکھ کر اپنی کرافٹ مین شپ کے ساتھ اسے Treat کرتا ہے، پھر اس کا مسئلہ ختم کہ قاری اسے کس طرح پڑھے

گا ـــــ مگر ڈرامے میں پلاٹ، کردار، مکالموں کے ساتھ ساتھ ہدایت کاری، لائٹنگ، سیٹ اور آڈینس کے مسائل رہا کرتے ہیں۔ اسکرپٹ کے ساتھ اگر باقی ضرورتوں پر نظر یا انصاف نہیں کر رہے ہیں تو وہ صرف ایک کتابی ڈرامہ ہو کر رہ جائے گا اور اسٹیج نہیں ہو سکے گا! وقت اس لئے بھی لگتا ہے کہ ڈرامہ لکھتے وقت مجھے اس کی پیش کش کا بھی پورا پورا خیال رکھنا پڑتا ہے ـــــ یہاں تک کہ کسی کردار کو لکھتے وقت بھی یہ خیال رکھنا پڑتا ہے کہ ایسا کردار آپ کو ملے گا یا نہیں، یا مطلوبہ سیٹ دستیاب ہے یا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُردو کے پُرانے تاریخی ڈرامے جو ہیں، وہ آہستہ آہستہ ختم ہوتے جا رہے ہیں، کیوں کہ ان ڈراموں کے کاسٹیوم اور سیٹنگ اب اس قدر مہنگے ہو گئے ہیں کہ اُردو کے پروڈیوسر اس کا خرچ نہیں برداشت کر سکتے۔ ٹی وی یا ریڈیو والے ''انارکلی'' وغیرہ کر لیں تو کر لیں، اسٹیج پر تو اب یہ ممکن نہیں رہے۔ پھر وقت کے ساتھ ڈراموں کا مزاج اور اسٹائل بھی بڑا مختلف ہو گیا ہے۔ آج سے بیس چالیس سال پہلے جو ڈرامے لکھے جا رہے تھے، اب ان میں بہت بڑا تغیر آیا ہے۔ ساری دنیا کے ڈراموں میں ایبسٹر اکٹ، سمبالک، مائم اور ڈانس فورم کے ذریعے ڈراموں کی موومنٹ میں بڑی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں ـــــ پراپ، سیٹ اور میک اَپ کی ضرورتوں سے بھی ماڈرن ڈراموں کو بہت حد تک آزاد کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اُردو ڈرامہ اب بھی بہت پیچھے ہے مگر جو ہمارے ہم عصر اُردو ڈرامہ لکھ رہے ہیں وہ وقت کے تقاضے کو سمجھ کر ڈرامہ لکھ رہے ہیں۔ میرا تعلق چونکہ ڈائرکشن اور پروڈکشن سے بھی رہا ہے، مجھے معلوم ہے کہ کن مراحل سے گزر کر ایک ڈرامہ اسٹیج پر آتا ہے۔ میں نے کوئی ڈرامہ ایسا نہیں لکھا جسے اسٹیج پر پیش کرنے میں کوئی دشواری ہو ـــــ جو بھی ڈرامے لکھے اس خیال، ارمان اور شوق سے لکھے کہ میں یا اور کوئی اسے اسٹیج پر پیش کر سکے۔

سہیل : تو ''عید کا کرب''، یا باقی ڈراموں میں ـــــ خیال آنے کے بعد کتنا وقت لگا آپ کو اسے مکمل کرنے میں؟

دانش : ''عید کا کرب'' والا پلاٹ تو میرے ذہن میں کافی پہلے سے موجود تھا۔ جب لکھنے بیٹھا تو دو دن لگے اور تین نشست میں یہ ڈراما تیار ہو گیا۔ وہ چاہے عید ہو، ہولی دیوالی وطن سے دور کسی تہوار کے منانے میں جو پرابلم سامنے آتے ہیں۔ یا کوئی تہوار کتنا Practical ہے اس کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔ پھر پرانے لوگوں میں اس کی کتنی قدر ہے اور نئی نسل کی نظر میں اس کی کیا وقعت ہے۔ اس ناسٹالجیا کا پردیس، میں کئی سالوں سے محسوس کر رہا تھا۔ اس لیے اس ڈرامے میں ان تمام جدوجہد کو پیش کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔ دوسرے ڈرامے بھی تقریباً دو سے چار روز میں مکمل ہوئے ہیں ـــــ کچھ موڈ کچھ مصروفیت بھی آڑے آتی رہی ہے۔ پچھلے پانچ چھ ڈرامے کوئی تین ماہ میں مکمل ہوئے ہیں!

سہیل : بعض رائٹر تخلیق تکمیل کرنے کے بعد اسے دو تین بار ریوائز کرتے ہیں یا دوبارہ لکھتے ہیں ـــــ آپ کا تجربہ کیا ہے؟

دانش : مجھے اس کا اعتراف ہے کہ میں کم لکھتا ہوں، پھر جہاں تک ریوائز کرنے کا تعلق ہے، اس میں نوک پلک

درست کرتا یا زبان کی غلطیوں کو درست کر لیتا ہوں مگر پورا کا پورا پلاٹ بدل لوں یا پورے ڈرامے کو پھر سے نئی شکل عطا کروں، یہ مجھ سے نہیں ہوتا۔ پچھلے سال ایک ڈراما لکھا تھا، مجھے محسوس ہوا کہ وہ کچھ کمزور تخلیق ہے۔ کوشش کے باوجود وہ مطلب کے موافق نہ ہوسکا تو اسے ضائع کر دیا۔ میرے اندر یہ کمزوری ہے کہ میں ایک بار جو لکھ لوں اس میں ردوبدل نہیں کر سکتا۔ اگر ڈراما طبعیت کے موافق یا معیاری نہیں تو اسے کنارے ڈال دیتا ہوں۔ یہ بھی نہیں ہوتا کہ اسے کچھ عرصہ کے لیے رکھ لوں اور پھر بعد میں اس میں تبدیلی کروں ـــــ پتہ نہیں کیوں یہ مجھ سے نہیں ہوتا!

سہیل : ڈرامے میں اکثر کیا آپ کے ذہن میں کیریٹر پہلے آتا ہے یا آئیڈیا پہلے آتا ہے؟

دانش : کیریٹر پہلے تو نہیں آتا ـــــ پہلے آئیڈیا یا پلاٹ ہی آتا ہے کہ اس سبجکٹ پر ڈراما لکھنا ہے۔ اس کے بعد یہ سوچا جاتا ہے کہ کتنی دیر کا ڈراما اور کتنے کردار ہونے چاہئے ـــــ اور کیا یہ سب کردار مجھے یا دوسرے ڈائریکٹر کو آسانی سے مل جائیں گے۔ کبھی کبھی کسی خاص کردار کو لے کر بھی پورا ڈراما لکھا جاتا ہے۔ اسکول کے زمانے میں جب ڈرامے کی شروعات ہوئی اور میں بڑے شوق سے ڈرامے میں حصہ لیا کرتا تھا، اس دور میں سب سے بڑا مسئلہ ہم لوگوں کے لیے یہ تھا کہ لڑکیاں ڈرامے میں حصہ لینے والی نہیں ملتی تھیں۔ اسکول کے لیے جو ڈرامے یا سِکٹ میں نے لکھے، اس میں لڑکیوں کا رول کم سے کم رکھنے کی کوشش کرتا تھا ـــــ اگر عورت کا کردار ڈرامے کی ضرورت ہو تو اس رول کو کسی لڑکے سے ہی میک اَپ اور کاسٹیوم کے سہارے ادا کروایا جاتا تھا ـــــ مجھے اس سے الجھن ہوتی تھی، ہلکے پھلکے اور مزاحیہ ڈراموں میں تو یہ ممکن تھا۔ ہماری آڈینس بھی اس کمی کو ہنس کر برداشت کر لیتی تھی، شاید اس لیے کہ اردو اسپیکنگ لڑکیوں کو اسٹیج پر آنے کی منادی تھی۔ شروع کے ڈراموں میں ہم نے کبھی کبھی عورت کا کردار رکھا ہی نہیں ـــــ بعد کے سنجیدہ اور سوشل پرابلم والے ڈراموں میں عورت کے کردار کو لڑکوں سے ادا کروانے کے بجائے میں نے Non Urdu Speaking بنگالی لڑکیوں کا تعاون حاصل کیا۔ اس سلسلے میں ایک بات یاد آئی کہ پچھلے سال میں جاپان گیا تو ٹوکیوں میں وہاں کی نوٹنکی دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ''نوہ۔ ڈرامے'' میں زمانۂ قدیم کی طرح آج بھی عورتوں کا کردار مرد میک اَپ کی مدد سے ادا کرتے ہیں ـــــ ویسے لکھنے کو تو کوئی بھی بیٹھ کر ''الف لیلہ'' ڈراما لکھ دے ـــــ مگر کیا یہ ممکن ہے کہ اسے اتنے ہی مؤثر طریقے سے اسٹیج پر پیش کیا جا سکے گا۔ کیونکہ کتابی ڈراما میرے نزدیک تھیٹر کے لیے بیکار ہے، یہ بھی ایک عام بحث ہے کہ ڈراما پڑھنے کی چیز ہے یا کھیلنے یا تمثیل ہے ـــــ یہ واضح رہے کہ شیکسپیئر یا آغا حشر کو آج ہم اس لیے پڑھ رہے ہیں کہ ان کے ڈرامے سیکڑوں بار اسٹیج پر کامیاب نہ ہوتے تو کتابوں میں ان کا زندہ رہنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا!

سہیل : آپ کا ڈائیلاگ لکھنے کا سٹائل کیا ہے؟ میں نے پڑھا ہے کہ آغا حشر کاشمیری کمرے میں ٹہلتے رہتے تھے او

رڈائیلاگ ان کے ذہن میں آتے جاتے تھے، جسے وہ ایک منشی کو لکھواتے جاتے تھے؟

دانش : آغا حشر ہوں یا کوئی بھی پرانے قلم کار، یہ اس دور کا اسٹائل تھا۔ اور Romanticism کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ جیسے مرزا غالبؔ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اشعار کہتے ہوئے گرہ لگا لیتے تھے۔ میرے خیال میں آج کے دور میں نہ کوئی گرہ لگاتا ہوگا نہ ہی یہ اتنا Practical ہے کہ ہم شمالی امریکا میں بیٹھ کر ایک منشی رکھیں۔ ہاں کوئی بہت بڑا رائٹر ہے اور کامیاب بھی ہے وہ شاید ایسا مزاج رکھے ــــــ مگر آج کا کامیاب ادیب بھی پہلے خود لکھتا ہے پھر سکریٹری کو ٹائپ کرنے دیتا ہے۔ اس دور کا یہ اسٹائل نہیں ہے کہ آپ بیٹھے پان چبا رہے ہیں یا ٹہل رہے ہیں، ڈائیلاگ فی البدیہہ کہہ رہے ہیں اور کاتب بیٹھا ساتھ ساتھ لکھ رہا ہے۔ میرے ساتھ بھی ایسا نہیں ہے۔ میری کمزوری ہے کہ کسی کی موجودگی میں نہیں لکھ سکتا۔ میرے لیے گر مالی طور پر ممکن ہوتا تب بھی کاتب کو ساتھ رکھ کر مکالمہ نہیں لکھواتا ــــــ جب میرے ذہن میں ایک پلاٹ تیار ہو جاتا ہے تو عموماً پہلے ''ون لائن اسٹوری'' لکھ لیتا ہوں، پھر ذہن میں یہ آتا ہے کہ اسے کتنے سین میں بانٹا جائے کردار کتنے ہوں اور ان سب کو کس طرح Treat کرنا ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ ڈراما تیار ہوتا ہے۔

سہیل : بعض ادیبوں پر ان کی روزمرہ زندگی کا کافی اثر پڑتا ہے۔ بعض لوگ جب ایک مصروف زندگی گزار رہے ہوں تو لکھتے ہیں، بعض انتظار کرتے ہیں کہ جب وہ سفر پر ہوں یا سیاحت یا کوئی فراغت ملے، تب وہ یکسوئی سے لکھ سکتے ہیں۔ کیا آپ کے لکھنے میں زندگی کی مصروفیات اثر انداز ہوتی ہے؟

دانش : جی ہاں ــ یہ بھی میری کمزوری ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں گر کوئی پریشانی یا مصروفیت ہے تو میں نہیں لکھ سکتا ۔ میرے خیال میں خوش قسمت ہیں وہ ادیب جو تمام پریشانیوں کے باوجود روزمرہ کی زندگی میں لکھتے پڑھتے رہتے ہیں۔ میں نے پریشانیوں میں بھی لکھا ہے مگر وہ بات نہیں ہوتی جسے دل چاہتا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے تھوڑی فراغت یا تھوڑی تنہائی میسر ہو ــــــ نہ صرف لکھنے میں بلکہ پڑھنے میں بھی اگر میں گھر والوں یا دوستوں میں گھرا ہوں تو میں یکسوئی سے پڑھ نہیں سکتا۔ مجھے عموماً لکھنے پڑھنے کے لیے الگ تھلگ ہونا پڑتا ہے۔

سہیل : جب آپ نیویارک میں تھے تو سنا آپ نے چند ڈرامے اسٹیج کیے۔ جس میں آپ نے ایکٹ بھی کیا اور ڈائرکٹ بھی اور اس پر انعام بھی ملا تھا۔ اس کی کیا تحریک تھی؟

دانش : نیویارک جب میں آیا تو کچھ دوستوں کو پتہ تھا کہ میرا تعلق ڈراما نگاری اور اسٹیج سے ہے۔ مگر ان دنوں مصروفیت بہت تھی، نئی جگہ نیا ماحول، کچھ مالی پریشانیوں کا بھی سامنا تھا۔ ان حالات میں میرے لیے بہت عیاشی ہوتی اگر میں ڈرامے بھی کرتا، اس لیے وقتی طور پر تھیٹر کی فائل کو میں نے بند کر رکھا تھا۔ خود کو مصروف رکھنے کے لیے لوکل ٹی وی پر پارٹ ٹائم کام کر لیا تھا۔ امید تو تھی کہ ٹی وی پر ڈراما یا کم از کم

اسکرپٹ رائٹر کے طور پر کام ملے گا۔مگر پتہ چلا یہاں ڈرامانہ اسکرپٹ رائٹر کی ضرورت ہے' ان کاموں میں پیسہ نہیں بنتا ـــــ پیسہ کمانا ہے تو اشتہار بازاری میں قلم تیز کرو ـــــ خیر میں کمرشیل اور جنگل کے لیے اسکرپٹ لکھنے لگا۔کچھ عرصے کے بعد جب ٹی وی والوں کو پتہ چلا کہ میں ایکٹر بھی رہا ہوں اور آواز بھی اتفاق سے براڈ کاسٹنگ کے لائق ہے' تو مجھے تھوڑی پروموشن مل گئی اور کمرشیل میں میری آواز کا استعمال بھی ہونے لگا ـــــ جو بعد میں اتنا مقبول ہوا کہ ہر مہنگا اشتہار خاص طور پر اسٹار نائٹ اور کانسرٹ والا میری آواز کے بغیر نامکمل سمجھا جاتا تھا ـــــ میں پیسہ تو کما رہا تھا مگر تسلی نہ تھی اور اس شہرت سے میں خوش نہ تھا۔ان لوگوں نے مجھے مشین بنا کر رکھ دیا تھا۔جب قلم اور ذہن کمرشیل اسکرپٹ میں مصروف ہوجائے تو ادب تخلیق کرنا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔میں ڈراما سے بالکل کٹ کر رہ گیا تھا۔بس کبھی کبھی مشاعروں میں چلا جاتا تھا۔ان ہی دنوں یعنی ۱۹۸۴ء میں نیویارک کی ایک انجمن نے ''ون ایکٹ ڈراما فیسٹیول'' کا اعلان کیا۔چند دوستوں نے بڑی ہمّت بندھائی کہ میں اس بہانے ایک بار پھر ڈرامے سے منسلک ہوجاؤں ـــــ دوستوں کی حوصلہ افزائی یا شاید میں خود کسی بہانے کا منتظر تھا ـــــ میں نے ایک ڈراما لکھا ''کینسر'' جو کافی عرصے سے ذہن کے کسی کونے میں دبا پڑا تھا۔اس کی تحریک بہت تکلیف دہ تھی۔ خود ہمارے والد کینسر کے مرض میں مبتلا ہوکر جاں بحق ہوئے تھے۔خیر جب یہ ڈراما تیار ہوا اور میں نے اس کی ریہرسل شروع کی' تو جن صاحب کو مین رول کرنا تھا' وہ تمام کوشش کے باوجود رول کے ساتھ انصاف نہیں کر پا رہے تھے۔یہ بڑا ہی Sentimental role تھا میرے لیے ـــــ میں بھی کوشش کے باوجود خود سے سمجھوتہ نہیں کر پایا کہ مرکزی کردار معیاری نہ ہو ـــــ مجبور ہوکر میں نے اعلان کیا کہ اگر یہ ڈراما ہوگا تو خود ہی یہ رول ادا کروں گا۔پھر وہ رول میں نے ہی کیا جو بہت جذباتی رول تھا۔کوئی آٹھ دس برس کی غیر حاضری کے بعد میں اسٹیج پر آیا تھا۔مگر وہ ڈراما بیحد کامیاب ہوا۔اس فیسٹول میں ۲۶/ڈرامے شامل ہوئے تھے' مگر بیشتر ہلکے پھلکے یا کامیڈی تھے۔مجھے امید نہ تھی کہ لوگ میرے تجرباتی ڈرامے کو ہضم کر پائیں گے۔مجھے حیرت ہوئی جب ''کینسر'' کو فرسٹ پرائز کی ٹرافی دی گئی۔اس طرح ڈرامے کا سلسلہ پھر شروع ہوگیا ـــــ نیویارک کے علاوہ بھی چند شہروں سے مجھے ڈراما اسٹیج کرنے کا آفر ملا ۔مگر مصروفیت کی بنا پر میں باہر نہیں نکل سکا۔اس کے بعد ۱۹۸۵ء میں بھی اسی فیسٹیول میں میرے ڈرامے ''میں گوتم نہیں'' کو پھر انعام سے نوازا گیا ـــــ اس مقابلے سے میں بعد میں بیزار ہوگیا' کیونکہ وہاں ساری کوششیں ٹرافی حاصل کرنے پر صرف ہورہی تھیں۔ساتھ ہی ایسا لگ رہا تھا کہ میں نے پھر سے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے اور دوبارہ خود کو Prove کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔میرے خیال میں ایک آرٹسٹ اگر مخلص ہے اور اس میں کچھ Potential ہے تو اسے خود کو منوانے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیئے یا نہیں رہ جانی چاہیئے۔اس کے بعد میں خاموشی سے ایک طالب علم کی طرح مطالعہ میں لگ

گیا۔مصروفیت کی وجہ سے نئے ڈرامے کم لکھے ۔ مگر تراجم کا سلسلہ جاری رکھا ــ اس دوران ایک فلم ''کوئی ہے؟'' کے لیے مکالمے' گانے اور اسکرپٹ لکھا' مگر اس سے نہ نام ہوا نہ پیسہ ملا ـــ یہ قصہ پھر کبھی ـــ آج کل جیسا کہ آپ جانتے ہیں تازہ ڈراموں کی بہار آئی ہے۔ڈراما لکھ رہا ہوں اور انہیں اسٹیج پر پیش کرنے کا بھی پروگرام ہے۔

سہیل : جب آپ نیویارک میں ڈرامے کر رہے تھے اس دوران ڈراما لکھنے' ایکٹ کرنے یا پھر ڈائرکٹ کرنے میں کون سا رول آپ کو سب سے زیادہ پسند تھا؟

دانش : ڈراما لکھنے کا ـــ جب کوئی ڈراما میں لکھتا ہوں' اس کی ذمہ داری اسٹیج کے لیے میں اسی وقت لیتا ہوں' جب کوئی اچھا ایکٹر یا ڈائرکٹر نہیں ملتا ـــ اگر کوئی اچھا ڈائرکٹر مل جائے تو میری خواہش ہوتی ہے کہ وہ اسے سنبھال لے ـــ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر ڈراما نگار خود ایکٹ کر رہا ہے یا ڈائرکٹ' تو بہت سی چھوٹی چھوٹی یا بڑی خامیوں پر اس کی نظر نہیں جاتی۔وہی بات کہ اپنا بچہ سب کو پیارا لگتا ہے۔جب کوئی اور اسے ڈائرکٹ کرے تو ان خامیوں پر اس کی نظر جاتی ہے۔ساتھ ہی اسے وہ اپنے انداز سے ایک نئے زاویئے سے Treat کرتا ہے۔ڈائرکشن ایک الگ فن ہے اور ایک اچھا ڈائرکٹر کسی بھی اچھی اسکرپٹ کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر رکھ سکتا ہے۔اس ڈرامے کی پرتیں کھلتی جاتی ہیں!

سہیل : ایک زمانے میں ریڈیائی ڈرامے لکھے ـــ کیا آپ کا کبھی ریڈیائی ڈراموں سے تعلق رہا ہے؟

دانش : جی ہاں' میں نے ریڈیائی ڈرامے بھی لکھے ہیں اور کافی ترجمہ بھی کیے ہیں۔۷۰رکی دہائی میں کلکتہ ریڈیو سے بنگلہ' ہندی' انگلش اور اردو کے پروگراموں میں خصوصاً ڈراموں میں میرا مقابلہ کسی سے بھی نہ تھا۔ یعنی چار زبان کے ڈراموں کے لیے کوئی ایک آواز اور تھی ہی نہیں' شاید اب بھی یہ Combination مشکل ہی سے ملے ایک اردو کے اداکار یا ہدایت کار کے لیے یہ بہت ہی فخر کی بات تھی کہ بنگلہ کے ڈراموں میں اسے موقع ملے۔کیونکہ بنگالی' ڈراموں کے معاملوں میں بڑے سنجیدہ اور سخت ہوتے ہیں۔میں نے نہ صرف بنگلہ کے سنجیدہ ڈراموں میں رول کیا بلکہ میں نے چند ڈراموں کو اُردو میں ترجمہ کر کے ریکارڈ کروایا ـــ ۱۹۸۷ء اگست کی بات ہے کہ ہندوستان کے مشہور ڈرامہ نویس اور ہدایت کار پدم شری حبیب تنویر اپنا ڈرامہ ''چرن داس چور'' لے کر کلکتہ آئے ہوئے تھے۔اس ڈرامے نے بڑا دھوم مچایا ہوا تھا۔میں ریڈیو کے لئے حبیب تنویر کا انٹرویو لینے گیا ـــ انٹرویو کے بعد انھوں نے بتایا کہ ''ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اُردو اور بنگلہ دونوں ڈراموں میں ایک ہی وقت میں کام کر رہے ہوں' گو کہ آپ کی جڑیں یوپی میں جمی ہوئی ہیں مگر آپ کلکتے کے کلچرل ماحول سے استفادہ کر رہے ہیں' آپ نے تراجم کا بھی سلسلہ کر رکھا ہے' کیا اچھا ہوتا اگر کوئی کتابی شکل ان ڈراموں کی آپ پیش کریں۔'' ان کی ہمت افزائی سے کافی تحریک ملی ـــ میرے چند بنگلہ ڈراموں کے ترجمے اسی سال ریڈیو سے نشر ہو کر

مشہور بھی ہوئے تھے'ان سے تین ڈراموں کو منتخب کر کے ایک کتابی شکل دی گئی اوراس کا نام ''پرومیتھیس'' رکھا گیا۔یہی میری پہلی کتاب بھی ہے ـــــ اس کتاب کی اشاعت میں نہ صرف مغربی بنگال اُردو اکاڈمی نے مالی تعاون دیا بلکہ یوپی اُردو اکاڈمی لکھنؤ نے اسے ایک انعام سے بھی نوازا ـــــــ اس طرح کافی عرصے تک ریڈیائی ڈراموں سے تعلق رہا۔مگر ۲۰۰۷ء کے آخیر میں کلکتہ چھوڑ کر میں نیویارک آ گیا۔اس کے بعد ریڈیواور ریڈیائی ڈراموں سے میرا تعلق تقریباً ختم ہو گیا ـــــ ادھر پھر ٹورانٹو کے مقامی ریڈیو والے ریڈیائی ڈراموں میں دلچسپی لے رہے ہیں۔دیکھئے وقت ملاتو کچھ ضرور کروں گا ـــــ مگر میرا خیال ہے کہ اسٹیج ریڈیو سے زیادہ مشکل اور چیلنجنگ فن ہےاور مزہ بھی اسی میں آتا ہے۔

سہیل : آپ نے ایک دفعہ ذکر کیا تھا کہ آپ ''اِسٹریٹ پلے'' بھی کیا کرتے تھے' کچھ اس کے بارے میں بتائیں؟

دانش : ''اِسٹریٹ پلے'' کلکتہ اور اس کی پُر پیچ گلیوں ،وہاں کی ہنگامی زندگی کی دین ہے۔جب میں ہائرسکنڈری میں تھا یعنی ۱۹۶۹ء وہ لیفٹ موومنٹ اورنکسلائٹ کا دور تھا۔ہر جوان خود کو باغی سمجھتا تھا۔لیفٹ وِنگ کی کارروائیاں ٹین ایج میں بڑی گلیمرس لگتی تھی۔اس زمانے میں اسٹریٹ تھیٹر بھی بڑا ہیرو ئنک لگتا تھا اور میرے خیال میں آج بھی ہے۔راستوں پہ اور نکّڑ پر ڈرامہ کرنا،خاص کر ہنگامی حالت میں بڑی پُر اثر چیز سمجھی جاتی تھی اور آج تک یہ بنگال کی روایت میں شامل ہے۔ایسے تھیٹر پورے ہندوستان میں مقبول ہو چکے ہیں بلکہ پوری دنیا میں یہ فارم بہت مقبول ہے۔شروعات جو تھیٹر کی ہوئی تھی،اس میں گریک تھیٹر ہو یا عیسائیت کو فروغ دینے کے لئے مذہبی تھیٹر۔اس روایتی تھیٹر کو محل سراؤں اور گرجوں سے نکال کر عام فہم بنانے کے لئے میلوں ٹھیلوں میں،کارخانوں اور پارکوں میں یا پھر راستوں اور نکّڑ پر کھیلا جانے لگا۔پہلے ڈرامے کا استعمال روایتی یا Morality Plays کے طور پر ہوتا تھا مگر جب زمانے کے لحاظ سے بدلتے بدلتے سیاسی طور پر کھیلا جانے لگا تو یہ احتجاج کا مؤثر ذریعہ بن گیا۔ساری دنیا کی طرح کلکتے میں بھی اس کا خاص چلن ہوا پچھلے سال دہلی میں اسٹریٹ تھیٹر کے سلسلے میں ایک بہت بڑا سانحہ ہو چکا ہے۔اسٹریٹ تھیٹر کا ایک اچھا کارکن نکّڑ پر ڈرامہ کرتے ہوئے مارا گیا۔ڈرامہ سیاسی نوعیت کا تھا اور اداکار اپنا پیغام دے رہے تھے کہ چند شر پسندوں نے ڈرامے کے دوران حملہ کیا جس میں صفدر ہاشمی مارا گیا۔کلکتہ چھوڑنے کے بعد اسٹریٹ تھیٹر سے بھی میرا تعلق ختم ہو گیا۔

سہیل : اسٹریٹ تھیٹر کی Involvement کے دوران کیا کبھی آپ کو بھی کوئی خطرہ محسوس ہوا؟

دانش : اوّل تو میری Involvement اسٹریٹ تھیٹر سے بہت زیادہ نہیں رہی ہے۔ہاں' اس دور میں خطرہ ضرور محسوس ہوا ہے۔ہمارا ایک گروپ تھا ـــــ ''پروگریسیو ڈرامیٹک یوتھ'' ـــــ اس کے بینر پر ہم لوگ ایک سیاسی بنگلہ ڈرامہ کر رہے تھے۔میں ایک سخت پولس افسر کا رول کر رہا تھا۔اچانک عوام میں سے ایک

شخص جو شاید نشے میں تھا' میری طرف مُکّا تانے بڑھا ہی تھا کہ دوسرے ساتھیوں نے اسے سنبھالا اور مجھے اندازہ ہوا کہ بندہ جذبات میں آ کر React کر رہا تھا۔ خیر یہ تو بہت معمولی واقعہ تھا مگر اسٹریٹ تھیٹر میں گرفتار ہونے کا خطرہ سب سے زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ بنیادی طور پر ایسا ڈرامہ Anti Establishment ہوتا ہے۔ یعنی رُولنگ پارٹی یا حکومت کے خلاف یا تو آپ نعرے لگائیں، یا کسی تمثیل کے ذریعے اپنا مدعا بیان کریں۔ میرے ساتھ گرفتاری وغیرہ کا واقعہ تو نہیں ہوا ـــــ کلکتہ چھوڑنے کے بعد علی گڑھ یا پھر نیو یارک میں وہ ماحول نہیں ملا کہ اسٹریٹ تھیٹر میں حصہ لیا جائے ـــــ اس کے بعد میری دلچسپی اسٹیج تک محدود ہو گئی۔

سہیل : ڈرامے کے علاوہ آپ سفر نامہ لکھنے میں بھی کافی فعال رہے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے، ایک چھپ چکا ہے اور دوسرا زیرِ طبع ہے ـــــ تو یہ سفر نامہ لکھنے کا سلسلہ کیسے شروع ہوا؟

دانش : بچپن سے سیر و تفریح یا سیاحت میری Hobby رہی ہے۔ مجھے دنیا دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ حالانکہ میرا تعلق مڈل کلاس فیملی سے ہے اور مجھے معلوم تھا کہ یہ شوق ہم جیسوں کے لئے نہیں ہے مگر پھر بھی میں ہمیشہ سند باد جہازی والے خواب دیکھا کرتا تھا۔ میں نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ شمالی امریکا یا کہیں اور باہر جا کر سکونت اختیار کروں گا' مجھے ہندوستان پسند ہے اور کلکتہ اپنی تمام بگڑی ہوئی شکل کے باوجود مجھے عزیز ہے' کیوں کہ اسی شہر نے مجھے ادبی اور کلچرل شعور عطا کیا ہے مگر کلکتے کی ہنگامی زندگی سے تھوڑا سا فرار ضرور چاہتا تھا۔ سیاحت میں نے اسکول کے دنوں سے شروع کر دی تھی' ہندوستان' پاکستان وغیرہ کے اکثر شہروں کو بچپن میں ہی دیکھ لیا تھا۔ دنیا دیکھنے کے شوق میں اسکول کے زمانے سے ٹیوشن کر کر کے پیسہ جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ میری ساری کوشش کے باوجود اس زمانے میں پندرہ بیس ہزار جمع کرنا بہت بڑا مرحلہ تھا۔ مگر میں مایوس نہ تھا ـــــ ۷۰ء کی دہائی انتظار اور کوششوں میں گزر گئی ـــــ ۷۹ء کے آخیر میں ایک موقع ہاتھ آیا اور میں سفر پر نکل پڑا ـــــ دوستوں کو پہلے یقین نہیں آ رہا تھا۔ جب سفر پر نکلا تو یہ نہیں سوچا تھا کہ سفر نامہ بھی لکھنا ہے' ویسے یہ میری فیلڈ بھی نہیں تھی۔ اپنے پہلے پڑاؤ پیرس سے میں نے بھائی بہنوں اور دوستوں کو بڑے تفصیلی خطوط لکھے۔ ان لوگوں کو یہ تحریر بہت اچھی لگی اور انہوں نے فرمائش کی کہ اس سلسلے کو جاری رکھوں اور اپنی روئدادِ سفر قلمبند کرتا رہوں۔ اس طرح جہاں میں نے جو کچھ دیکھا اس کے نوٹس بناتا چلا گیا اور پورے سفر کی روئداد تیار ہوتی چلی گئی ـــــ پہلے یہ سفر نامہ چھ ماہ تک کلکتے کے ''اخبارِ مشرق'' میں چھپتا رہا' اور بہت مقبول ہوا۔ پھر دوستوں نے ہمت بڑھائی کہ اسے کتابی شکل میں پیش کیا جائے۔ اس طرح ''آوارگی'' وجود آئی!

سہیل : سنا ''آوارگی'' کو ایک انعام بھی مل چکا ہے؟

دانش : جی ـــــ دو انعام ملے ہیں ـــــ ایک انعام تو لکھنؤ اکاڈمی والوں نے دیا تھا۔ پھر کلکتہ یعنی مغربی بنگال اردو

اکاڈمی نے اسے ۱۹۸۹ء کے پہلے انعام سے نوازا ہے۔

سہیل : اس کا مطلب ہے کافی مقبول ہوا ہے یہ سفر نامہ یعنی لوگوں کو بہت پسند آیا ـــــ کیوں؟

دانش : جی ہاں، لوگوں نے پسند کیا اور دوستوں اور استاتذہ نے حوصلہ افزائی بھی کی ہے۔ میں نے نہیں سوچا تھا کہ میرا سفر نامہ بھی مشہور ہوگا ـــــ اسی حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے ۱۹۹۰ء کے شروع میں جاپان اور فار ایسٹ کے سفر پر میں نکلا تھا اور اس بار ایک پلان کے تحت دوسرا سفر نامہ ''مزید آوارگی'' لکھا ہے، جو ان دنوں کراچی، دہلی اور کلکتے کے اخبار اور رسائل میں قسط وار چھپ رہا ہے اور اس کی Response بھی اچھی ہے!

سہیل : کیا ''مزید آوارگی'' کسی خاص لحاظ سے آوارگی سے مختلف ہے یا اس کی Continuation ہے؟

دانش : میرے خیال میں ''آوارگی'' میں نے بغیر کسی پلان کے تحت لکھا تھا۔ یعنی کہ ایک طرزِ تحریر ہوتی چلی گئی تھی ـــــ مگر ''مزید آوارگی'' لکھتے وقت مجھے احساس تھا کہ لوگوں کو بہتر کی توقع ہے۔ اس لیے سنبھل کر لکھا ہے زبان اس میں بھی شگفتہ استعمال کی گئی ہے۔ جاپان کی سماجی زندگی کا گہرا مطالعہ پیش کیا ہے۔ میرے خیال میں دوسری کاوش پہلے سے مختلف ہے۔ جب آپ پڑھیں گے تو خود اندازہ کریں گے!

سہیل : سفر نامے اور ڈرامے کے علاوہ، آپ شاعری بھی کرتے تھے، کیا شعر کہنے کا حس یا اتنی ہی رغبت شاعری سے ہے آپ کو جتنا ڈرامے وغیرہ سے ہے؟

دانش : جیسا کہ پہلے بتا چکا ہوں میرے اظہار کا Comfortable اور سب سے مؤثر طریقہ ڈراما ہے۔ سفر نامے میں نے تجربے کے طور پر لکھا ہے۔ ہاں، مزاجاً میں شاعر ہوں، شعر موزوں کر لیتا ہوں، بچپن سے شعر وسخن کی محفلوں میں اٹھا بیٹھا ہوں، مشاعرے خوب پڑھے ہیں، مترنم غزلیں میری کمزوری ہیں۔ مگر جب خود طبیعت مائل ہوتی ہے تو میں نظمیں کہتا ہوں۔ نظموں کا ایک انتخاب ''ہجرتوں کے بعد'' کم وبیش تیار ہے، اس کا انگریزی ترجمہ بھی تیار ہے۔ مگر جو سنجیدگی یا Commitment میرا ڈرامے کے معاملے میں ہے، وہ کسی اور صنف میں نہیں ہے۔ یعنی بنیادی طور پر میں ایک ڈراما نویس ہوں۔

سہیل : بعض ڈراما نگار اپنی شاعری کا بھی استعمال ڈرامے میں کرتے ہیں، کیا آپ نے خود کبھی اپنے ڈرامے اور شاعری کو یکجا کرنے کے بارے میں سوچا ہے؟

دانش : میرے خیال میں ایک اچھا اور پروفیشنل ڈراما نگار وہی ہوسکتا ہے جسے شاعری اور موسیقی میں بھی کچھ دخل ہو ـــــ ضروری نہیں کہ وہ صاحبِ دیوان شاعر ہو یا وہ سُر تال میں راگ بھی الاپتا ہو، مگر اس کی جانکاری بڑی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ جہاں تک اپنی منظوم چیزوں کو ڈرامے میں استعمال کرنے کا تعلق ہے، میں نے ایسا تجربہ کیا ہے اور بھی ڈراما نویس کرتے ہیں۔ ۱۹۷۲ء میں کلکتے کے کلامندر اسٹیج پر میرا ڈراما ''انتقام'' کمرشیل طور پر بہت کامیاب ہوا تھا۔ ادبی طور پر یہ کوئی بہت شاندار ڈراما نہ تھا۔ مگر پروفیشنل یا کمرشیل طور پر (ضرورت کے تحت) تین گھنٹے کا یہ شو جس میں گیت، رقص، ایکشن سب موجود تھا، بیحد کامیاب ہوا

تھا۔اس ڈرامے کے گیت اوراس کی دُھنیں میں نے خود ترتیب دی تھیں اور پسند بھی کی گئی تھیں ــــــ اس کے علاوہ بھی چند ڈراموں میں ہم نے نظموں کا استعمال کیا ہے اور یہ تجربہ ہمیشہ کامیاب رہا ہے۔

سہیل : یہ سب تو آپ کی ادبی زندگی کے بارے میں تھا۔ مجھے یہ محسوس ہوا کہ نیویارک اور کینیڈا آنے کے بعد بھی آپ کو ذاتی زندگی میں بہت سے مسائل اور Hardship کا سامنا کرنا پڑا ــــــ اس سلسلے میں آپ کے کیا احساسات ہیں؟

دانش : غالب کا ایک شعر اس وقت یاد آ رہا ہے کہ:

''قیدِ حیات بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں''

کچھ لوگ زندگی کو جہدِ مسلسل کہتے ہیں' میرے نزدیک زندگی ایک ڈراما ہے اور وقت اس کا ڈائریکٹر ــــــ میری زندگی کے ڈرامے کا ایکٹ ون یعنی بچپن بڑا خوشگوار اور یادگار تھا مگر ایکٹ ٹو میں کہانی اچانک نیا موڑ لیتی ہے اور ہر طرف آزمائشوں کی جال تن جاتی ہے' جس سے فرار ناممکن نہیں تو بزدلی ضرور تھی ــــــ ۱۹۷۸ء میں میرے والد جو شاذونادر ہی بیمار پڑتے تھے' اچانک بیمارے ہوئے اور دیکھتے دیکھتے چھ مال کے اندر کینسر سے انتقال کر گئے۔ اب تک میں ایک آزاد منش' لااُبالی قسم کا نوجوان تھا' مگر گھر کا بڑا لڑکا ہونے کی وجہ سے ساری ذمہ داری میرے سر آ گئی۔ سب سے پہلے میں نے اپنی کلچرل ایکٹیویٹی ختم کی اور دونوکریوں کے سہارے گھر میں باپ کا رول ادا کرنے لگا۔ پھر نیویارک آنے کا موقع ملا' میں نے سمجھا پریشانیاں ختم' مگر امیگریشن کی روح فرسا آزمائشوں اور Odd Jobs کی چکی میں پستا رہا۔ اس دوران بس پیسہ کمانے کی دُھن تھی کہ کسی طرح گھر چلتا رہے۔ طرح طرح کے لوگ اپنے اپنے طور پر خون چوستے رہے' جو کہ ہر نئی جگہ پر ہوتا ہے۔ بس نیویارک کی یادیں جتنی اچھی ہیں اسی قدر تلخ بھی ہیں۔ مگر پیچھے مُڑ کر دیکھنے کی فرصت نہ تھی اور نہ احساس' پھر نیویارک سے طبیعت اُوب گئی' چند دوستوں کے مشورے پر ٹورانٹو چلا آیا۔ یہاں آ کر بھی کچھ دوستوں نے سہارا دیا تو کچھ لوگوں نے دوستی کے نام پر Exploit کیا۔ جسے وقت کی ستم ظریفی کہیے یا میری کوتاہی' اس سلسلے میں ایک اور اچھا شعر یاد آ رہا ہے:

لوگوں نے بس صلیب کی زینت بنا دیا
میں چیختا رہا کہ پیمبر نہیں ہوں میں

دیکھتے دیکھتے یا جھیلتے جھیلتے پچھلے دس بارہ سال گزر ہی گئے۔ مجھے خوشی ہے کہ زندگی میں ایک ٹھہراؤ سا آ رہا ہے۔ اپنی تلون مزاجی کی وجہ سے میں کسی کے ماتحت کام بھی نہیں کرنا چاہتا' اس لیے ایک چھوٹا موٹا امپورٹ کا کاروبار کر لیا ہے اور اب حالات کا مطلع صاف ہو رہا ہے' یعنی زندگی کے ڈرامے کا ایکٹ تو ختم ہو کر ایکٹ تھری شروع ہو چکا ہے' جس کی شروعات خوشگوار ہے۔ آج جب میں سوچتا ہوں تو یقین نہیں

آ تا کہ مجھ سا' لا اُبالی شخصیت کا نوجوان' جس نے بچپنے میں بہت شرارتیں کی ہوں' کبھی سنجیدگی سے گھر کی ذمہ داریوں کو سنبھال لے گا' اور باپ کے بعد تین بہنوں کی شادیاں' تعلیم' بھائی کی تعلیم وغیرہ کی ذمہ داریوں کو پورا کرے گا۔ میرے خیال میں وقت بہت بڑا مرہم اور سب سے بڑا سہارا ہوتا ہے۔ پتہ نہیں کیسے اور کہاں سے مجھ میں ہمت آئی اور سارا کام ہوتا چلا گیا اور میں آزمائش کی بھٹی سے صحیح سلامت نکل آیا۔ لگتا ہے کہ میں گھر والوں کے توقعات پر پورا اترا ـــ یہ اور بات ہے کہ بچپن کی شوخی کے بعد جوانی کی ترنگ کے بارہ سال وقت نے مجھ سے چھین لیا' مگر اس نے مجھے زندگی کی پیچیدگیوں کو سمجھنے کا موقع اور شعور کے ساتھ ہی کلفتوں میں مسکرانے کا حوصلہ دیا ہے۔

سہیل : چلئے اچھا ہے' زندگی ایک بار پھر خوشگوار ہو چلی ہے' اب آپ اپنے بچپن کے بارے میں کچھ بتائیں ـــ اور والدین آپ کے کس قسم کے تھے؟

دانش : ہمارے والدین بڑے اچھے اور سلجھے ہوئے تھے یعنی یو پی کے Ideal والدین! والدہ اب بھی باحیات ہیں' والد کا جوانی میں انتقال ہو گیا تھا۔ میرا بچپن بڑا ہی خوشگوار گزرا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ میں چار بہنوں کے بعد پیدا ہوا تھا۔ آپ کو اندازہ ہوگا ہمارے معاشرے میں ایسے بچے کی کیا آؤ بھگت ہوتی ہے۔ جسے کہتے ہیں Born with Silver Spoon in mouth میری پیدائش پر خاندان میں بے پناہ خوشیاں منائی گئیں۔ ہم چھ' بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ مجھے بے پناہ لاڈ اور پیار ملا۔ بہت اچھے کانونٹ اسکول میں تعلیم دی گئی۔ میں بیحد شریر بھی تھا مگر تمام پیار اور دُلار کے باوجود والدہ میری بہت سخت تھیں' (اور آج بھی ہیں) تربیت کے معاملے میں کوئی تکلف نہیں کرتی تھیں' ساتھ ہی بہت ڈرپوک خاتون تھیں اور آج بھی ہیں۔ باپ نہ صرف تعلیم یافتہ بلکہ شعر وسخن کے دلدادہ تھے۔ نام محمد حنیف تھا' اسیر تخلص کرتے تھے۔ شعر کہتے تھے اور نثر میں کافی افسانے اور مضامین ترجمے کیے تھے انہوں نے۔ سخن فہمی مجھے ورثہ میں ملی تھی۔ بچپن سے مشاعروں میں جانا شروع کر دیا تھا میں نے ـــ میرے پھوپھا مرحوم بھی اچھے شاعر تھے۔ نام یوسف قدیری تھا' ان کے ہمعصر اور ساتھیوں میں آرزو سہارنپوری' پرویز شاہدی' جرم محمد آبادی وغیرہ شامل تھے۔ ان بزرگوں کو سن کر مجھے بھی سخن سازی کا شوق ہوا۔ ساتھ ہی والدہ کی سختی اور ڈر نے کبھی اسپورٹس اور کھیل کود میں حصہ لینے نہیں دیا کہ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائے گا ـــ ایک بار تمام سختی کے باوجود بھری دوپہر میں چپکے سے گھر سے غائب ہو گیا اور فٹ بال پر مشق کر رہا تھا کہ پاؤں پھسلا اور کہنی سرک گئی۔ وہ دن اور آج کا دن فٹ بال کو پاؤں کیا' ہاتھ بھی نہیں لگایا ـــ اسکول کے بعد زیادہ تر گھر میں رہنا پڑتا تھا' ان دنوں ٹی وی تھی نہیں' اس لیے میں کتابوں میں الجھا رہتا ـــ والد کا ذوق اچھا تھا اور بڑی اچھی کتابیں انہوں نے جمع کر رکھی تھیں۔ مگر ڈرامے کا مطالعہ یا ذوق مجھے والد سے نہیں ملا ـــ بچپن میں ایک بار اپنے محلے میں ایک نوٹنکی دیکھنے کا اتفاق ہوا' وہ سبز پری کا جمال' شہزادہ گلفام کے مکالمے کی ادائیگی کا

لے دیو کا جلال اور میراثنوں کی ٹھمری مجھے آج تک یاد ہے ۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ سارے ادا کار بڑے بھنگی قسم کے بدشکل لوگ تھے ۔مگر سرخی اور پاؤڈر کے لیپ' مکالمے کا اُتار چڑھاؤاور ٹھمری کے سحر نے ان لوگوں کو جیسے Super Beings بنا ڈالا تھا ۔لگتا تھا یہ لوگ کسی اور سیارے کی مخلوق ہیں ۔ میں کافی دنوں تک شہزادہ گلفام کے مکالمے دہراتا رہا تھا ۔ان ہی دنوں اسکول میں ایک انگلش ڈرامے میں ایک چھوٹا سا رول کیا ملا میں اسٹیج پر گلفام کے انداز میں داخل ہوا اور لوگوں کو میرا ـــ Confidence بہت پسند آیا ۔بس میں ڈرامے کی دنیا میں بھٹکتا چلا گیا ـــــ اسکول کے زمانے میں دیکھتے دیکھتے میں ایک کامیاب کامیڈین کے طور پر اپنا لوہا منوا چکا تھا ۔ اسکول کے بعد وقت کے ساتھ طبیعت اور رول میں تبدیلی آتی چلی گئی ۔ آج بھی تمام کلفتوں کے باوجود کبھی کبھی کامیڈین کے طور پر اسٹیج پر آنے کو جی چاہتا ہے ۔اس کی کمی اپنے سنجیدہ ڈرامے میں کسی کردار کو کامیڈین بنا کر پیش کر دیتا ہوں ۔ جیسے ''عید کا کرب'' میں ''حسین بھائی آٹا والا'' کا کردار ـــــ خیر ـــــ میرا بچپن نہ صرف اچھا اور شوخ گزرا ہے بلکہ میں تمام شرارتوں کے باوجود گھر' باہر اور اسکول میں میں بڑا ہر دلعزیز تھا!

سہیل : ویسے عام طور پر آپ کا خاندان ٹریڈیشنل تھا یا لبرل؟

دانش : خاندان تو بڑا ٹریڈیشنل تھا' مگر باپ لبرل تھے ۔طالب علمی کے دوران وہ ''خاکسار'' گروپ میں تھے اور ادبی طور پر ترقی پسند تحریک کے حامی تھے ۔والدہ بالکل روایتی' لکھنوی تہذیب کی دلدادہ ـــ آج بھی ا ن میں تبدیلی نہیں آئی ـــ بہنوں نے اچھی تعلیم حاصل کی مگر روایتی طریقے سے ـــ میں ان لوگوں میں چونکہ لاڈلا تھا ۔اس لیے روایت شکن بھی ہوا اور رفتہ رفتہ رستہ میں نے خود چُنا کہ مجھے کیا کرنا ہے ۔میرے دادا مرحوم اور خاندان کے دیگر لوگوں کو فکر اور اختلاف تھا کہ علی گڑھ میں تعلیم حاصل کرنے کے باوجود نوٹنکی اور ڈرامے کے چکر میں وقت برباد کر رہا ہوں ۔ ویسے بھی ڈراما مسلم گھرانوں میں عام طور پر گری ہوئی نظر سے دیکھا جاتا تھا' اور کہا جاتا تھا کہ اسلام میں نقالی منع ہے ـــ مجھے اس کی منطق آج تک سمجھ میں نہ آئی ـــــ ہمارے شرفا ڈھکے چھپے نوٹنکی وغیرہ دیکھتے ضرور تھے' گھر میں اس کی گنجائش نہ تھی ۔میرے والد نے کبھی کھل کر مجھے نہ اس شوق سے روکا نہ ہی' اس کی مذمت کی ـــ شاید دادا جان کے احترام میں' ہاں شعر وسخن کی تعریف کرتے تھے ۔اسکول کے زمانے میں میری ایک نظم ''بیسویں صدی'' پرچے میں شائع ہوئی تو بڑے شوق سے وہ پرچہ والد خرید کر لائے اور والدہ کو دکھایا!

سہیل : کیا آپ کا خاندان بڑا مذہبی تھا؟

دانش : پھر وہی بات کہ ـــ عورتیں مذہبی تھیں اور آج بھی ہیں ـــ والد ہمارے لبرل تھے' وہ اتنے مذہبی نہ تھے He was more of a Humanist ـــ میں خود کو بھی Liberal کہہ سکتا ہوں' نہ ہی میں نے Ritualistic مذہب اختیار کیا ہے ـــــ بقول شخصے کہ جب تک آخری سانس ہے تبدیلی وتغیر کی

گنجائش ہے۔ آدمی کا نقطۂ نظر بدلتا ہے' واقعات بدلتے ہیں' پھر ایک بات اور کہ سچائیاں اور حقیقتیں اپنے آپ کو ایک دم نمایاں نہیں کرتیں' بالترتیب سامنے آتی ہیں ا

سہیل : تعلیم کے دوران آپ کے کیا خواب تھے؟ یعنی پروفیشنلی آپ کیا بننا چاہتے تھے؟

دانش : ہندو پاک کے مڈل کلاس خاندان میں جب بیٹا پیدا ہوتا ہے تو گھر والوں کے ذہن میں پہلا خیال اسے ڈاکٹر یا انجینئر بنانے کا آتا ہے میرے ساتھ بھی یہی ہوا۔ میں اسکول میں بہت ذہین طالب علم تھا۔ ہمیشہ فرسٹ آتا تھا' گھر والوں کی خواہش تھی کہ بیٹا زندگی میں بہت کامیاب ہو ـــــ ماں باپ دونوں تعلیم و تربیت میں لگے رہتے تھے۔ جب آٹھویں کا رزلٹ نکلا تو حسب معمول میں فرسٹ آیا تھا۔ اس وقت یہ فیصلہ کرنا تھا کہ مجھے سائنس میں جانا ہے یا کامرس میں۔ آرٹس میں عموماً تھرڈ ڈویژن لڑکوں کا نام دیا جاتا تھا۔ گھر والوں کی خواہش کی طرح اسکول میں بھی بغیر پوچھے میرا نام سائنس کی فہرست میں آ گیا تھا کہ فرسٹ کلاس والے تو صرف سائنس میں جاتے ہیں۔ احتجاج کا پہلا قدم اس پر اُٹھا کہ میں تو آرٹسٹ ہوں' لہٰذا سائنس نہیں' میری فیلڈ آرٹس ہے۔ گھر والے کچھ مایوس ہوئے۔ والد نے پہلے سمجھایا کہ تمام آرٹس اور ادب اپنی جگہ اچھی چیز ہے مگر پریکٹیکل لائف کے لیے کوئی پروفیشنل کورس کرنا مناسب ہوگا۔ مگر میرا فیصلہ اٹل رہا اور میں نے آرٹس لے لیا ـــــ اسکول کے بعد یونیورسٹی میں بھی انگلش لٹریچر میں آنرز کیا اور ایم۔اے کرنے کا ارادہ تھا۔ اور مستقبل میں Teaching Profession اپنانے کا خیال تھا۔ مگر کچھ مجبوریوں کی وجہ سے ''ایم۔اے'' میں داخلہ لینے کے باوجود اسے مکمل نہ کر سکا۔ پھر والد کی بیماری اور موت نے گھر کی ذمہ داریوں میں الجھا دیا۔ اور وہ سلسلہ تعلیم کا یا خواب ادھورا رہ گیا۔ کلکتے کی ایک اکسپورٹ فرم میں قاعدے کی ملازمت کر رہا تھا کہ نیویارک آنے کا موقع ملا۔ یہاں مختلف Odd Jobs کے ساتھ ایک اسکول میں والنٹیر ٹیچر کے طور پر ایک سال پڑھانے کے بعد پارٹ ٹائم ٹیچر کا موقع ملا مگر ماحول پسند نہیں آیا اور پھر ریستوران سے لے کر کپڑوں کے سیلز مین اور ریڈیو' ٹی وی پر اسکرپٹ لکھنے سے لے کر کمرشیل وائس اووَرتک ہر طرح کا کام میں نے کیا۔ اس معاشرے کی یہ بات بہت اچھی لگی کہ کج روی کے باوجود یہاں Dignity of Labour ہے۔ یہاں ٹورانٹو میں بھی جدوجہد کرتے چار سال ہونے کو آئے' اب پچھلے سال سے اِمپورٹ کے کاروبار میں مصروف ہوں ـــــ تو اس طرح میں بننا تو پروفیسر چاہتا تھا' مگر وقت نے یا حالات نے تاجر بنا دیا۔ ٹیگور کی بات یاد آتی ہے کہ:

"What I Seek I Get Not

What I Got I Seek Not"

وقت نے یہ سکھایا کہ پُرانے خواب کا ماتم کرنے کی جگہ نئے خواب بنتے رہنا بہتر ہے ـــــ اپنی روٹی روزی کے چکّر سے کچھ وقت نکال کر ادبی کاوشوں میں مگن ہو جاتا ہوں' یہی میری رُوح کی بالیدگی کا وسیلہ

ہے!

سہیل : علی گڑھ میں آپ کتنا عرصہ رہے؟

دانش : میں علی گڑھ میں تین سال رہا۔ چوتھا سال شروع ہو رہا تھا کہ کچھ عرصے رہ کر واپس آ گیا۔

سہیل : علی گڑھ سے آپ کو کچھ خاص نسبت لگتی ہے۔ نام کے ساتھ بھی آپ ''علیگ'' لکھتے ہیں۔ وہ تین سال کی زندگی کا اہم رُخ کیا تھا؟

دانش : علی گڑھ علم و ادب اور ثقافت کا گہوارہ ہے اور اپنی تمام تر بے حالی کے باوجود آج بھی اس کا ایک کردار ہے۔ اُردو ادب کے تقریباً ہر بڑے قلم کار کا تعلق کسی نہ کسی طرح علی گڑھ سے رہا ہے۔ میرے لئے بھی علی گڑھ ایک ڈریم لینڈ سے کم نہ تھا۔ تعلیم کے علاوہ ادبی و ثقافتی طور پر علی گڑھ نے مجھے بڑا Confidence عطا کیا ہے۔ کلکتے کی تمام علمی، ادبی اور ثقافتی کاوشوں میں مجھے مقامی سمجھا جاتا تھا مگر علی گڑھ جاتے ہی ڈرامے کی Activity نیشنل لیول پر ہو گئیں۔ اس کے علاوہ ملک گیر سطح پر اُستادوں اور نقادوں کے ساتھ ہی دہلی ریڈیو سے رابطہ بڑھتا چلا گیا۔ یعنی کوئیں سے نکل کر میں ایک کھلے سمندر میں تیرنے لگا۔ وہ میری زندگی کا زریں دور کہا جا سکتا ہے!

سہیل : اس دور میں ایسے کوئی ادیب یا فن کار تھے، جنہوں نے خاص طور پر آپ کو متاثر کیا ہو؟

دانش : وہ شاعر جنہیں ہم دور سے کلکتے کے مشاعروں میں دیکھتے تھے یا وہ جو کبھی کلکتے آئے ہی نہ تھے ـــــ علی گڑھ میں رہ کر ان تمام بڑے قلمکاروں سے نہ صرف ملاقات ہوئی بلکہ ان میں سے کئی شاعروں اور ڈرامہ نویسوں سے دوستی کی حد تک بے تکلفی بھی رہی۔ معین احسن جذبیؔ، خواجہ مسعودؔ ذوقی اور خلیل الرحمٰن اعظمی جیسے اُستادِ فن کے ساتھ تقریباً ہر روز ملاقات ہوتی تھی۔ پھر شہریارؔ اور بشیر بدر سے بڑا تعلق رہا۔ ڈرامے کے معاملے میں حبیب تنویر سے میں بڑا متاثر تھا۔ ان دنوں ان کا ڈرامہ ''آگرہ بازار'' بہت مقبول ہوا تھا۔ منیب الرحمٰن کا ڈرامہ ''انتھونی قلوپطرہ'' بھی خاصا مشہور تھا۔ ان سے علی گڑھ میں ملاقات نہیں ہوئی تھی، امریکہ آ کر ہوئی۔ ساتھ ہی زاہدہ زیدی کا ڈرامہ ''حبیب ماموں'' بھی مشہور ہوا تھا۔ اسی دوران میں نے سردار جعفری کی ڈاکومنٹری ''بزمِ یاراں'' میں حصہ لیا تھا۔ خواجہ احمد عباس نے علی گڑھ میں ہی مجھے اپنی فلم ''سات ہندوستانی'' کی Audition کے لئے بمبئی بلایا تھا مگر میں کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں جا سکا۔ ساتھ ہی فلم میری لائن نہیں تھی، میں ڈرامے میں رہنا چاہتا تھا۔ بڑا عجیب دور تھا وہ ـــــ حالانکہ ڈرامے میں میری تربیت بنگلہ ڈراموں سے ہوئی ہے اور میں کلکتے میں بادل سرکار، اُتپل دت وغیرہ سے بڑا متاثر رہا مگر علی گڑھ نے مجموعی طور پر میری شخصیت کو صیقل کیا ہے۔

سہیل : شمالی امریکہ آنے کے بعد آپ کی طرزِ زندگی اور نظریات میں کیا تبدیلی رونما ہوئی؟

دانش : کلکتے کا بچپن ہو یا علی گڑھ کی جوانی، وہاں جو Limitations بندشیں موجود تھیں، وہ یہاں آ کر پتہ چلا،

نہیں ہیں۔کھلا ماحول اور ہر طرح کی آزادی۔ چاہے وہ نجی زندگی ہو یا آرٹسٹک لائف یا لکھنا پڑھنا ـــــ یہ فن کار اور ادیب پر منحصر ہے کہ وہ اس آزادی کو کتنی ذمہ داری سے بروئے کار لاتا ہے۔ کیونکہ ہر آزادی کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ یہ بھی محسوس ہوا کہ ہمارے معاشرے میں کچھ Inhibition اور Taboos خواہ مخواہ کی تھیں، وہ بدعتیں یہاں نہیں تھیں، یہ اور بات ہے کہ یہاں اپنی طرز کی بدعتیں موجود ہیں ـــــ خیر ـــــ رفتہ رفتہ خود میرے سوچنے سمجھنے میں اور طرزِ زندگی میں تبدیلی آتی گئی۔ کچھ باتیں جو میں وہاں خاندان، معاشرہ یا سیاسی طور پر نہیں لکھ سکتا تھا' اسے میں نے بلا خوف و جھجک یہاں لکھا ہے!

سہیل : شمالی امریکہ کی زندگی میں آپ Socially Liberated ہوئے یا نظریاتی طور پر یہ تبدیلی آئی؟

دانش : میرے خیال میں Socially Liberated میں کلکتے کے ماحول میں اور علی گڑھ کے زمانے ہی سے تھا۔ یہاں نظریاتی طور پر زیادہ لبرل ہوا۔ اندر سے کچھ تبدیلی کی ضرورت بھی محسوس ہوئی اور ماحول نے رفتہ رفتہ سوچنے سمجھنے کا ایک زیادہ کھلا ہوا ذہن عطا کیا ہے!

سہیل : آپ کی کتابوں سے بعض لوگوں کو کچھ اختلاف ہے۔ ایک طرف Prometheus ''پرومیتھیس'' کتاب ہے' جس میں لیفٹ کی طرف جھکاؤ نظر آتا ہے' اور آپ کے سفرنامے ''آوارگی'' سے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مذہب سے بھی آپ کو بڑی رغبت ہے ـــــ تو بعض لوگوں کو یہ واضح نہیں ہوتا کہ آپ کا جھکاؤ کس طرف زیادہ ہے؟

دانش : میرا رجحان نہ لیفٹ کی طرف زیادہ رہا ہے' نہ ہی میں کبھی بہت مذہبی رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ میں نے کبھی کوئی لیفٹ یا رائٹ وِنگ کا ٹیگ اپنی ذات کے ساتھ نہیں لگایا ہے۔ ڈرامہ میری دلچسپی تھی اور کیونکہ کلکتے میں لیفٹ وِنگ والے لوگ زیادہ تر ڈراموں میں Involve ہیں' اس لئے میں ان لوگوں کے ساتھ زیادہ رہا ـــــ ہوسکتا ہے اگر کوئی جماعت والے نوٹنکی کو تبلیغ کا ذریعہ بناتے تو میں ان کے گروہ میں نظر آتا ''پرومیتھیس'' چونکہ بنگال کی دین ہے' اس لئے اس میں وہاں کا سیاسی انتشار بھی جھلکتا ہے ـــــ رہی بات ''آوارگی'' کی ـــ تو اس میں دو تین ابواب ایسے ہیں جس میں شمالی امریکہ میں مسلم تارکین وطن کی سماجی اور مذہبی طریقۂ کار یا کمیونٹی سینٹر کی کارگزاری نیز تہوار منانے کا ذکر کیا گیا ہے ـــ جس میں کسی ذاتی نقطۂ نظر سے پَرے میں نے صرف جو کچھ دیکھا اسے کاغذ پر منتقل کر دیا۔ مجھے حیرت ہے کہ اس تحریر سے کوئی مجھ پر کسی طرح کا لیبل کیونکر لگا سکتا ہے۔ حالانکہ اس سفرنامے میں پیرس کے قحبہ خانے، نیویارک کی ریڈ لائٹ ڈسٹرکٹ اور کوپن ہیگن کی جنسی بے راہ روی پر بھی لکھا گیا ہے۔ کیا جنہیں اعتراض ہے وہ اسے فحش نگاری کہیں گے ـــــ میرے خیال میں ''آوارگی'' ایک سادہ لوح سیاح کی Observations ہیں' جنہیں وہ نہ کسی مذہبی فکر کی تبلیغ کے تحت لکھ رہا ہے نہ ہی کسی کی تضحیک کی خاطر! اس کے راستے میں جو چیزیں آئیں اسے من وعن کاغذ پر اُتارتا چلا گیا ـــــ یہ میرا پہلا سفرنامہ تھا، مجموعی طور پر میرے قاری اس

سے خوش ہیں۔ دوسرے سفرنامے ''مزید آوارگی'' میں میں نے ایک سلجھے ہوئے ذہن کے ساتھ میانہ روی اختیار کی ہے جو میری نجی زندگی میں بھی شامل ہے!

سہیل : آپ کو اس بات کا اندازہ ہے کہ میرا تعارف شروع میں آپ سے ذاتی طور پر نہیں ہوا تھا۔ آپ کی نظم ''میں کہ تیرا پہلا لمس نہیں تھا'' کے وسیلے سے ہمارا تعارف ہوا۔ میں ہمیشہ اس بارے میں Curious تھا کہ اس نظم کو لکھنے کا محرک کون تھا ـــــ وہ نظم ہمیشہ مجھے پسند آئی ہے؟

دانش : نیویارک آنے کے بعد تمام پریشانیوں، اُلجھنوں اور ذمہ داریوں کے باوجود ـــــــ جب جب موقع ملا میں نے شعری نشستوں اور مشاعروں میں حصہ لیا مگر پہلی نشست سے ہی مجھے کچھ مایوسی ہوئی تھی۔ نیویارک میں رہ کر بھی ہمارے بیشتر شعراء گل وبلبل والی روایتی غزلیں کہہ رہے تھے اور لوگ اس پر سر بھی دُھن رہے تھے اور واہ واہ بھی کر رہے تھے۔ وقت نے جتنا بھی باندھ رکھا ہو اور ذمہ داریوں نے جتنا بھی زیر کر رکھا ہو مگر اندر سے بنیادی طور پر میں روایت شکن تھا۔ حالات کے تحت ٹھنڈا پڑ جاتا تھا مگر اس دوران اچانک وہ اندر کی بغاوت نے سر اُٹھایا اور میں نے احتجاج کے طور پر وہ نظم کہی! ہاں یہ اور بات ہے کہ اسی دور میں میرا تعلق ایک محترمہ سے کچھ عرصے کے لئے ہوا تھا اور کچھ حد تک وہ بھی اس نظم کی محرک بنی تھیں، مگر سچ یہ ہے کہ اس دوشیزہ کے لئے نہ یہ نظم کہی تھی نہ اسے دکھائی میں نے نیویارک کی روایتی اُردو شاعری کے خلاف یہ نظم کہی تھی۔ مجھے معلوم تھا لوگ اسے کھلے دل سے قبول نہیں کریں گے۔ میں نے جب مشاعرے میں یہ نظم پڑھی تو بیشتر لوگوں کو جیسے چپ لگ گئی ـــــ مگر چند دوستوں نے اس کی دل کھول کر تعریف کی، جس میں ظفر زیدی مرحوم اور سحرؔ فتح پوری پیش پیش تھے۔ مجھے خوشی ہے کہ اس نظم نے ہماری دوستی کو مستحکم کیا ہے!

سہیل : کیا شمالی امریکہ آنے کے بعد آپ کا عورتوں کے بارے میں تصور یا ان کے ساتھ Interaction کچھ مختلف ہوا یا ویسا ہی تھا جیسا کہ کلکتہ یا علی گڑھ میں تھا؟

دانش : میرے خیال میں بہت زیادہ اس میں تبدیلی اس لئے نہیں آئی کہ جب سے شعوری طور پر میں اسٹیج کرافٹ سے منسلک ہوا تو لڑکیوں اور عورتوں سے نارمل Interaction ہمارا ہمیشہ رہا ہے ـــــــ مجھے کسی قسم کی Inhibition نہیں تھی کہ لڑکیوں سے آسانی سے دوستی نہیں ہوسکتی وغیرہ۔ ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کے ساتھ کھلا Interaction یا دوستی بہت بُری چیز سمجھی جاتی ہے ایسی بات ہمارے ساتھ نہیں تھی ـــــ حالانکہ میں نے Co-Ed میں تعلیم حاصل نہیں کی مگر اسٹیج، ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کی وجہ سے لڑکیوں سے عام رابطہ رہا ہے۔ وہ ایک برادری یا نوٹنکی منڈلی تھی جس میں لڑکے لڑکی کا کوئی خاص امتیاز نہ تھا۔ یہ دیکھا جاتا تھا کہ آرٹسٹ کون زیادہ اچھا ہے ـــــــ یہ اور بات ہے کہ حسب معمول اپنی ہم زبان لڑکیاں اس گروپ میں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ بیشتر ہندو بنگالی لڑکیاں ہمارے گروپ میں تھیں۔ آج بھی مسلم

گھرانے کی لڑکیاں ایسے ماحول میں کم جاتی ہیں، کیونکہ ڈرامہ وغیرہ معیوب سمجھا جاتا ہے۔شمالی امریکہ اور وہاں کے معاملے میں اتنا فرق ضرور محسوس کیا میں نے کہ وہاں کوشش یہ ہوتی تھی کہ لڑکے دوستی کے لئے لڑکیوں کی طرف بڑھتے تھے۔یہاں اندازہ ہوا کہ ماشاءاللہ لڑکیاں بھی آپ کی طرف بصد خلوص دوستی کا ہاتھ بڑھا سکتی ہیں ـــــــ اب اسے میری قسمت کی ستم ظریفی کہئے کہ جب ہم اس کھلے ڈلے معاشرے میں آئے تو ساتھ ذمہ داریوں کی لمبی فہرست لائے ـــ اب کام کرتا یا عشق ـــ بس دل لگا کر نہ کام ہوا نہ ہی جی بھر کر تعلقات بڑھا سکا ـــ دیکھتے دیکھتے دس سال ہوا ہو گئے!

سہیل : کینیڈا کی زندگی نیویارک سے کس طرح مختلف لگی آپ کو؟

دانش : کینیڈا آئے چار سال ہونے کو آئے ـــ یہاں کی زندگی نیویارک سے بہت زیادہ مختلف نہیں ہے ـــ نیویارک کی زندگی میں شور شرابہ بہت تھا۔ہر چیز بہت تیز رو تھی یہاں وہ بھاگ دوڑ نہیں، ایک طرح کا سکون ہے مگر مجھ جیسے آدمی کے لئے جواب تک جدوجہد میں لگا ہو ـــــ روز کنواں کھودنا روز پانی پینا والا معاملہ ہے۔ہاں ـــ اب لگتا ہے کہ زندگی میں ایک طرح کا ٹھہراؤ آتا جا رہا ہے۔ہوسکتا ہے کہ ''مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پہ کہ آساں ہو گئیں'' یا پھر جو ذمہ داریاں واجب الادا تھیں وہ چونکہ رفتہ رفتہ پوری ہو گئیں تو کچھ ذہنی سکون آتا گیا ـــ یہ ضرور ہے کہ نیویارک کی مشینی زندگی اور ٹی وی کے کمرشیل اِسکرپٹ والے کام نے میری تخلیقی صلاحیتوں کو بالکل ماند کر دیا تھا ـــ یہاں آکر وہ تخلیقی سوتے خشک ہو چلے تھے ایک بار پھر تازہ ہو گئے ہیں!

سہیل : اب میں دو ایک باتیں ذاتی نوعیت کی پوچھنا چاہتا ہوں ـــــ سنا ہے آپ چند سالوں کے بعد چھٹیاں منانے انڈیا جا رہے ہیں۔ساتھ ہی کچھ شادی وغیرہ کا بھی ارادہ ہے ـــــ تو نوجوانی سے شادی کے بارے میں آپ کا کیا تصوّر رہا ہے کہ شادی ہو اور بچے ہوں وغیرہ یا یہ Later Development ہیں؟

دانش : یہ بڑا عجیب سا سوال ہے ـــ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے کبھی سوچا یا خواب دیکھا کہ میری شادی ہو اور بچے ہوں یا فیملی لائف کیسی ہونی چاہیے ـــ بچپن بڑا خوشگوار گزرا۔اس دور میں تو کوئی بھی اس طرح کی فکر نہیں کرتا ہے۔پھر جب یونیورسٹی کا سلسلہ شروع ہوا تو میں سنجیدگی سے ڈرامہ اور کلچر میں مگن تھا۔خود کو بڑا رومینٹک آدمی سمجھتا تھا۔ڈرامے کی وجہ سے، جتنی ہونی چاہیے، اتنی شہرت بھی ملی ہوئی تھی۔اس دور میں یعنی ٹین اِیج تک شادی کا خیال یا فیملی لائف کا تصوّر بھی نہ تھا۔علی گڑھ کے بعد گھریلو ذمہ داریوں میں اُلجھتا چلا گیا۔اب ذمہ داریوں کے جو نرم گرم بارہ سال گزرے ہیں، اس میں چونکہ میں باپ کا رول ادا کر رہا تھا تو خواہ مخواہ سنجیدہ ہوتا چلا گیا اور شعوری یا لاشعوری طور پر خاندان اور فیملی لائف وغیرہ کا خیال ذہن پر اثر انداز ہوتا چلا گیا۔یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ ان آزمائشوں نے مجھے کچھ تھکا ڈالا اور کچھ ٹوٹ

پھوٹ بھی گیا اندر سے ـــــ تو ایک ساتھی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حالانکہ کچھ دوستوں کا خیال ہے کہ ’’بھئی اب جبکہ ساری ذمہ داریاں بحسن وخوبی ختم ہوگئی ہیں تو اب تم آزاد ہو اور کچھ عرصے آزادی کے مزے اُڑاؤ یہ دوبارہ کیوں خود کو باندھنے کی فکر میں ہو‘‘ ـــــ تو یہ سچ ہے کہ مجھے نہیں معلوم یہ سب کیوں کر ہوتا چلا گیا۔ پچھلے سال میری ملاقات ایک محترمہ سے ہوئی، ہم خیال ہونے کی وجہ سے ہم لوگ سنجیدہ ہوگئے اور اب شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ مجھے اب یعنی ۳۶/سال کی زندگی میں ایک ساتھی کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا میں نے کوئی جلد بازی کی ہے!

سہیل : آپ کی ازدواجی زندگی یا فیملی لائف کا آپ کی ادبی زندگی پر کیا اثر پڑے گا؟

دانش : مجھے نہیں لگتا کہ میری ازدواجی زندگی کا کوئی اثر میری ادبی کاوشوں پر پڑے گا۔ گوکہ میری منگیتر عظمیٰ، کوئی ادیب وغیرہ نہیں ہے، مگر ادب اور آرٹ سے اسے خاصی دلچسپی ہے۔ ڈرامے اسے بھی پسند ہیں۔ ہماری ملاقات بھی ادبی نوعیت کی تھی۔ مجھے اُمید ہے وہ میری ادبی کاوشوں میں میری حوصلہ افزائی کرے گی۔ ویسے بھی اس نے ہمیشہ مجھے Encourage کیا ہے۔ اس کی یہ خواہش ہے کہ وہ ادبی کاوش جو میں ذمہ داریوں کی وجہ سے پوری طرح کھل کر نہیں کر پا رہا تھا، اب دل کھول کر اس میں حصہ لوں۔ وہ فخر محسوس کرتی ہے کہ میں ایک رائٹر ہوں۔

سہیل : اب اگلے پانچ سال میں آپ کے پلان کیا ہیں؟

دانش : میری خواہش ہے کہ سنجیدگی سے میں صرف ڈرامے کے لئے خود کو وقف کر دوں۔ چند اُستادوں اور دوستوں کی بھی یہی رائے ہے۔ چاہے کلکتہ ہو، علی گڑھ، نیویارک یا ٹورانٹو، اُردو ڈرامے کا اسٹیج خالی پڑا ہے۔ دراصل صنفِ ڈرامہ بڑا مشکل بھی ہے۔ عام طور پر سطحی فارس Farse کامیڈی کے نام پر اسٹیج کی جاتی ہے، اسے سریس کرافٹ کے طور پر تسلیم کرنا بہت بڑا چیلنج ہے۔ میرا خواب ہے کہ شمالی امریکہ کی زندگی پر جو ڈرامے میں نے لکھے ہیں اسے اسٹیج کروں۔ کچھ بات چیت ہو رہی ہے جلد ہی اس کا آغاز کروں گا ـــــ آج کل عالمی ڈراموں کا انتخاب اور ترجمہ ’’دنیا کی نوٹنکی‘‘ ترتیب دے رہا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ میں یہاں اُردو، ہندی والوں کے لئے سنجیدہ تھیٹر کا سلسلہ شروع کر سکتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ دوستوں کا ساتھ رہا تو اچھے ڈرامے نہ صرف لکھوں گا بلکہ معیاری ڈرامے اسٹیج بھی کروں گا۔

سہیل : جب آپ اپنی پچھلی زندگی پر نگاہ کرتے ہیں تو ایسی کوئی چیز ہے جس پر آپ کو بہت زیادہ فخر ہو یا کوئی بات ایسی ہے جس سے افسوس ہو کہ موقع ہاتھ آیا اور آپ وہ کام نہیں کر سکتے؟

دانش : جب میں پچھلے دس بارہ سالوں پر نظر کرتا ہوں، جو میری جوانی کا Prime Time تھا، تو گھر والوں کی نظر میں تو ایک آئیڈیل بھائی یا بیٹا تصور کیا جاتا ہوں جس نے تمام ذمہ داریاں بڑی خندہ پیشانی سے پوری کر دیں، ہر کوئی اپنی جگہ سیٹ ہو گیا ـــــ ہر کوئی خوشحال ہے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھتے ہیں تو گھر والے خوش

ہیں اور میں بھی ایک طرح سے مطمئن ہوں ـــــ حالانکہ یہ کوئی بہت بڑا کارنامہ نہیں تھا اور بھی لوگ کرتے ہیں، اوروں کے بھی باپ وقت سے پہلے ساتھ چھوڑ جاتے ہیں، مگر کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ میں نے گھر والوں کی محض بنیادی ضرورتوں کو پورا کیا ہے۔ اگر میرے پاس زیادہ پیسہ ہوتا تو گھر کی دیکھ بھال زیادہ بہتر طریقے سے کرتا اور خود بھی اتنا پریشان نہ ہوتا، جتنا کہ اس پروسیس میں ہوا ـــــ ساتھ ہی یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ میرے اندر جو شعلہ بھرا ہوا تھا اسے حالات نے کچھ ٹھنڈا کر دیا ہے۔ اگر میں گھریلو اُلجھنوں میں نہ پھنستا تو ادبی یا کلچرل سطح پر اب تک کچھ کر چکا ہوتا، یعنی ان حالات میں دو تین کتاب آئی ہیں، تین چار زیرِ طبع ہیں۔ اگر یہ اُلجھنیں نہ ہوتیں تو ہوسکتا ہے زیادہ سنجیدگی سے کام کر رہا ہوتا۔ جو کچھ ہوا اور وہ پوری طرح نہیں ہوا۔ یعنی آدھے ادھورے والا معاملہ ہے ـــــ خیر میں کسی طرح مایوس نہیں ہوں۔ Sky is the limit ـــــ مجھے اُمید ہے باقی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ کرتا رہوں گا۔ ابھی تو میں جوان ہوں ـــــ حوصلہ باقی ہے اور جنگ جاری ہے............

سہیل : خیر ـــــ ہمارا اِنٹرویو اب اختتام کو پہنچا ـــــ کوئی ایسی بات یا پہلو جو اہم ہو، اور ہماری گفتگو میں نہ آیا ہو یا آپ اس کا اظہار کرنا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں؟

دانش : مجھے نہیں لگتا کوئی بات رہ گئی ہے ـــــ اس ڈیڑھ گھنٹے کی گفتگو میں اتنی باتیں ہوئیں، میں خود پتہ نہیں کہاں کہاں بھٹکتا رہا ـــــ بچپن کی گلیوں سے لے کر جوانی کے دوراہے تک۔ آج وہ سب باتیں ہوئیں جنہیں میں تقریباً بھول چکا تھا۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ حالات کا آموختہ دہرا لیا جائے ـــــ حیرت بھی ہوئی، میں جتنا سمجھتا تھا میری یادداشت اس سے اچھی نکلی!

سہیل : شکریہ مجھے ادا کرنا ہے کہ آج بہت ساری باتیں معلوم ہوئیں جنہیں بہت سے لوگ محض اس لئے نہیں جانتے کہ آپ نے نجی زندگی میں بھی ڈرامہ شامل کر رکھا ہے۔ چہرے پر آپ نے خوش رنگ نقاب لگا رکھا ہے اور ہر وقت خوش نظر آتے ہیں۔ مگر اس نقاب کے پیچھے آج میں نے ایک اور جاوید دانش کو دیکھا ہے ـــــ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کے دُکھ سکھ کو میرے ساتھ Share کیا ہے ـــــ شکریہ!

دانش : نوازش!

نوٹ : خالد سہیل کی انگلش کتاب **LITERARY ENCOUNTERS** سے مندرجہ بالا اِنٹرویو شکریہ کے ساتھ اس مجموعے میں شامل کیا گیا ہے۔

مکتوبات

''جاوید دانش کے ڈرامے ان تہذیبی اقدار کی کشمکش کو پیش کرتے ہیں، جو ایک معاشرے سے نکل کر دوسرے معاشرے میں آباد ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور پرانی اور نئی نسل کے درمیان نئے فاصلے اور انوکھے مسائل پیدا کرتی ہے۔ ان ڈراموں میں ''آئینِ نو سے ڈرنے اور طرزِ کہن پر اڑنے'' کے خلاف آواز بلند کی گئی ہے۔ ان میں حال اور مستقبل کو کشادہ جبینی اور خندہ پیشانی سے قبول کرنے کا حوصلہ موجود ہے! فکرِ فردا اور یادِ ماضی سے آباد ان تمثیل پاروں میں ایسے فن کار کی دردمندی نمایاں ہے جسے ''حسن سے بھی لگاؤ ہے اور زندگی بھی عزیز ہے'' معاشرے کی تبدیلی سے پیدا شدہ تہذیبی کشمکش کی یہ آواز پہلی بار اُردو ڈرامے میں اُبھری ہے!''

ڈاکٹر محمد حسن، نئی دہلی

جاوید دانش کا ڈرامائی سفر ''پرومیتھیس'' سے شروع ہوا تھا۔ اب وہ ہجرت کے تماشے'' لے کر سامنے آئے ہیں۔ ان کی شخصیت کی دلکشی ان کے اسلوب کی برجستگی میں اتر آئی ہے۔ کیف وسرور کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ قاری ان ڈراموں میں مہاجروں کی نفسیاتی کشمکش کا پراثر مطالع کرتا ہے۔ دانش کے ڈراموں کو مختلف علاقائی لہجے اور بولی ٹھولی اور ان کی سادگی نے ایک خاص حسن عطا کر دیا ہے۔

ڈاکٹر یوسف تقی، صدر شعبہ اردو کلکتہ یونیورسٹی

''جاوید دانش کے یہ سارے ڈرامے اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ان میں ڈراما نگاری کے جراثیم بدرجہ اتم موجود ہیں، اور وہ بڑی سُرعت کے ساتھ اس مقام کی طرف رواں ہیں جہاں فن پارے میں مخصوص نوع کی Density پیدا ہو جاتی ہے۔ زبان برجستہ، خیال ژولیدہ بیانی سے پاک، آسان اور عام فہم اسلوب، واقعات کے تانے بانے رواں اور گتھے ہوئے نیز مکالموں میں چستی، دانش کی اہم خصوصیات ہیں۔

ہجرت کے مسائل اور (Transplanting) کے دُکھ سُکھ کو اپنے ڈراموں کے حوالے سے جاوید دانش نے سنجیدگی اور متانت سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ ایسے ماحول میں جہاں انسانی بلندی مادّی کامیابیوں کے پیمانے سے ناپی جاتی ہے اور میکانیکی سماج کے انجانے موڑ پر اقدار کی شکست وریخت کا روح فرسا سلسلہ ہے وہاں ''عید کا کرب''۔ ''ہجرت کے تماشے'' اور ''کنوارے بھلے'' موضاعاتی اعتبار سے ایسے ڈرامے ہیں جو نہ صرف تازگی کی بنا پر اہم ہیں بلکہ ان مسائل سے پیدا شدہ عدم تحفظ اور معاشرتی انہدام کے درمیان جینے کا سلیقہ بھی عطا کرتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ اسٹیج پر یہ ڈرامے امکانات کے نئے در کھولیں لیکن جو کچھ بھی ہمارے سامنے ہے، ڈرامہ کے تعلق سے فالِ نیک ہے۔''

ظہیر انور، کلکتہ

☆ دانش کے ڈرامے بلا شبہ دلچسپ ہیں مگر اس سے بڑھکر یہ کہ نہایت فکر انگیز ہیں۔ اپنے اچھوتے موضوع اور غیر معمولی پس منظر کے سبب دانش کی یہ کوشش پیش رو کی حیثیت رکھتی ہے۔ عصری ادب میں اسے کیا مقام حاصل ہوگا اس سے قطع نظر یہ بات پورے وثوق اور تیقن کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ آنے والی نسلوں کے لیے یہ ڈرامے نہایت اہم اور بیحد وقیع ہوں گے۔

بدرالحسن ،کلکته

دانش پہلا اردو ڈراما نویس ہے جس نے ہجرت کے مسائل ومصائب اور غریب الوطنی کے دکھ درد کو اپنے ڈراموں کا موضوع بنا کر اسے ایک نئی جہت اور وقار بخشا ہے۔ اردو ڈراما ہمیشہ اس بات پر ان کا شرمندہ احسان رہے گا۔

پروفیسر عبدالقوی ضیا، کینیڈا

☆ ''ہجرت کے تماشے'' نے خود کو اول تا آخر پڑھوکر چھوڑا۔ کتاب ختم کر کے سب سے پہلے یہ تاثر قائم کیا کہ ہجرت کے موضوع پر افسانوں اور نظموں سے زیادہ انصاف ڈرامے کی ہیئت کرسکتی ہے۔ اور ڈرامے کی ہیئت کے ساتھ سب سے زیادہ انصاف آپ کر سکتے ہیں یا وہ لوگ جو اسٹیج سے عملاً متعلق رہے ہوں اور ادب کی ایسی پہچان رکھتے ہوں کہ کتابی ادبی زبان کو ڈرامے میں بے جا مداخلت نہ کرنے دیں۔ آپ کے مکالموں نے ان سیدھے سادھے پلاٹ والے ڈراموں میں جان ڈال دی ہے۔

نیر مسعود، لکھنو

☆ جاوید دانش کی تحریروں سے موجودہ دور کے شعور کی عکاسی ہوتی ہے۔ دانش میں ڈرامہ لکھنے اور پیش کرنے کی خاص صلاحیت ہے۔ انہوں نے ڈراما نگاری وہاں سے شروع کی ہے جہاں سے روایتی ڈرامہ ختم ہو گیا تھا۔ ان کے ڈرامے عالمی سطح کے جدید رجحانات کے حامل ہیں۔

پروفیسر سحر انصاری ،کراچی

''ہجرت کے تماشے'' کے ڈرامے ایک جہانِ تازہ کی سیر کراتے ہیں۔ دانش کی ڈرامہ نگاری کا سفر آل انڈیا ریڈیو' کلکتہ سے دو دہائیوں قبل شروع ہوا تھا۔ وہ دوران کی بلا خیزی کا تھا۔ ہجرت کے تماشے کے ڈرامے سرزمین مغرب پہ مشرق کی روحانیت کی تلاش پر مبنی ہیں۔ یہ ڈرامے دراصل مہاجر خاندانوں کی سوانح عمریاں ہیں جو مادی آسائشوں سے تو سرفراز ہیں لیکن روحانی کشمکش کے شکار ہیں۔ میں نے پہلی بار اردو ڈراموں میں یہ کیفیت پائی ہے۔

کمال جعفری ، آل انڈیا ریڈیو ،کلکته

جاوید دانش ایک نئے تہذیبی سنگم کا آفرید گار بن کر سامنے آیا ہے۔ اس نے مغرب میں رہ کر مشرقی کلچر اور اپنے زبان کی آبیاری کی ہے ساتھ ہی مغرب کے مثبت اقدار کو خوش آمدید کہا ہے۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے اس نئی تہذیب کے خدوخال کو اردو ڈرامے میں پیش کر کے ایک نئے اور اچھوتے موضوع سے اردو ڈرامے کو آشنا کیا ہے۔ یہ ڈرامے مہاجروں کے نفسیاتی کوائف' تہذیبی کشمکش' زبان اور کلچر کے تحفظ کے مسائل اور پرانی اور نئی پیڑھیوں کے ذہنی وفکری بعد کی ادبی ڈائری اور ایک تشکیل پزیر' سماج' جو اپنے جڑوں سے کٹ کر نئے جڑوں کی تلاش میں ہے' کا Psycho-Analytical Representation ہیں۔ یہ وہ پڑاؤ ہے جہاں سے اردو ڈراما ایک نئے افق کی طرف جاتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ نئی منزل اردو میں نفسیاتی ڈراموں کی پیش کش سے عبارت ہے۔ ایک تجربہ جو اردو ڈراموں میں پہلی بار پیش ہوا ہے اور دانش اس تجربے اور نئے سفر کے پیش رو کی صورت میں سامنے آیا ہے۔

ابو ذرھاشمی ،کلکتہ

☆☆☆☆☆